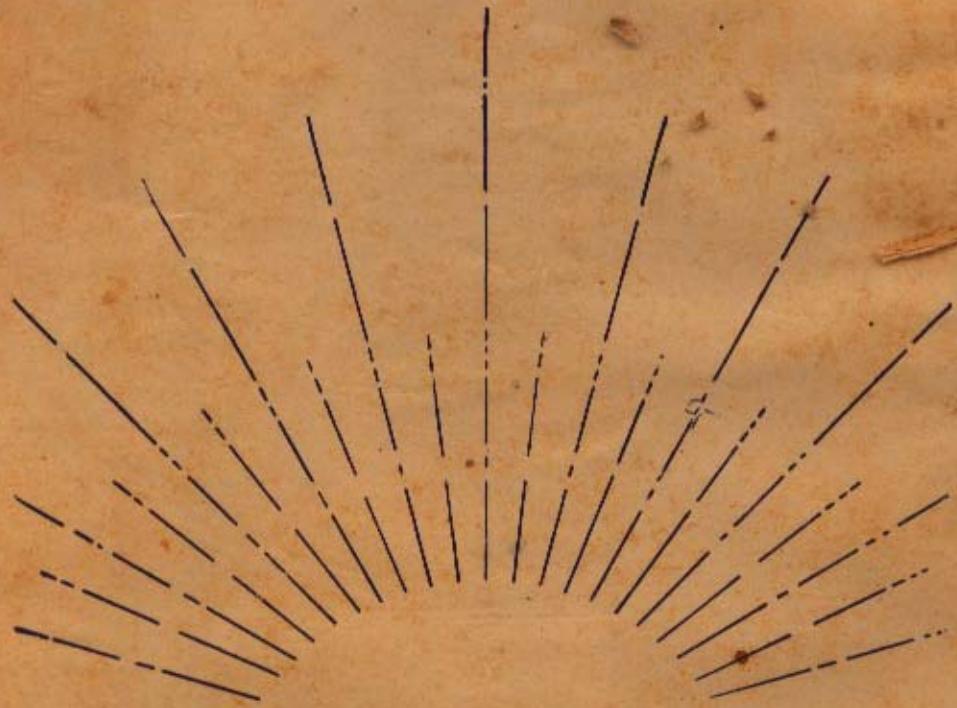


مہنامہ جلی دیوبند

Islamic News Paper Agency
Cloth Bazar, RAJCHUR.



مرتب:- نامہ عثمانی وزیرِ فضل عثمانی (فائدین دیوبند)

ایمان افروز
ولول انگریز

جیائز

نہ بھب

عہدناک
سبق آموز

صاقت

SHAHNAMA E ISLAM

شہنامہ اسلام

جلد

حصہ اول

حضرت حنفیہ جاندھری پاپے شاہنہاد میں اخضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکے
و اعتمادیان کو لیکن حضرت مارغنانی کا شاہنامہ اخضور کو صال سے شروع ہوتا ہے۔
نام المرسلین کو صال حراء کے چانپنے والے صحابوں پر کیا گذری؟

فرض اور بستی میں کسی شدید کشش ہوئی؟

پھر خلافت راشدہ کس طرح قائم ہوئی۔ اسلام کی سب سے پہلی
باقاعدہ حکومت کیونکر عالم وجود میں آئی۔

یہ سچے شعر کی چلیزیں باہمیں تلاطفیتیں۔

شام کا نیا نیا پیارا پیارا
پیارا پیارا پیارا پیارا

پیارا پیارا پیارا

پیارا

اگر آپ
خلافت راشدہ
کی تامہ نما سچے گوشنے
و یکشاپتیہ ہی شاہنہاد۔

خرید کر صفت کی ہبت پڑھائی

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق بن
عمر کے سر کتے؟

اسلام میں جہجویث

کا

مفہوم کیا ہے؟

حق و باطل کی تواریخ کیا
کہاں ملک ایں اور باطل کس طرح
مغلوب ہوا؟

لے کاپٹہ مکتبہ تجلی دیوبند منہ بہرہ زاری

2022 02 20

دنی کتب بین



ابن زوال انت [ذیلیت کے اسلام کو لا جا سا ہیں فلم ہیر شکریہ۔]
ازislانی کی شہرو آفاق اصنیف درود کے

بزرگانوں کی نسبات حاصل کا صرف تیسی نوں اس کا علاج بھی ہو چکا ہے
حمدی کی بہترین اصنیف اس لائن ہے کہ ہر پڑھا کہ اسلام ان ایکاں
ضور اس کا سطح اور کتاب کے تیمت جلد ہے
حکایات صحابہ [صحابی مزدوں اور عورتوں کو کسی دہنی امور
اویان افراد کا اقدام جس کے سطح پر وح
تازہ اور سینکڑا شادہ ہوتا ہے۔ تازہ ایڈشنس مدد کتابت دلباعت
اور غیرہ کا فدہ جلد پڑھو ہوتا گرد پوش۔ ہدیہ ۷۰]

مباحثہ سماجی امور [باقی حضرات جانشی ہیں کہ مولانا محمد قاسم منہ
نا تو ہی نئے ہی بڑے پادریوں کی نظر سے
کیجئے اور ہمیشہ تقدیر ہوتے۔ ان کے ایک اہم اور جیغیت غرب تناظر سے
کی چکر تفصیل "مباحثہ شایعہ امور" میں لاحظہ فرمائیے۔ دلائل اور
انداز بخشیدہ آپ شیعہ عاش رکن جامیں تو ہمارا ذریث۔ تیمت صرف ہر
تعلیم ال دین راردن] از حضرت اواننا اشرفتی خانلوی۔

یہم دین راردن] بہت انسان اردو میں دن کے ضروری
احکامات کی دشمنی تحریکات شرک و بہعت کی تفصیل۔ تصوف
کے نکات پر معلومات اگریزیت۔ تصوف و شیعہ مساجع اور دیگر اہم مباحث
خوبصورت دشکور بیچ جلد۔ تیمت ایک ویب پارہ آدم علی

اصلاح الرسم [اردو] زندگی کے ہر شعبہ میں بے شمار میں
از حضرت مولانا اشرفتی خانلوی۔

اور طریقہ ایسے راجح ہو گئے ہیں کہ جو فی الحیقت غیر اسلامی ہیں یا ان
هم لا علمی کے بہب اس کی تبریزی سے دافت نہیں۔ ایسے کہ درواج
کی اصلاح لیکے حضرت حکیم الامت کی اصنیف میں یہا تقدیر ہے۔ زبان
عام فرمیں۔ آخریں رسالت صفاتی معاملات بھی شامل ہیں۔ کتاب
جلد ہے۔ بیع خوبصورت رنگیں دشکورہ بڑے گھر
تاجر وں کو معمولی نیشن ویجاگے گا۔

عربی جمایل ربارہ سالمیں [اس کتاب میں ان جماعتوں کا حال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں ماضی میں اکثرت اسلام ہوئیں۔ اس کے

مطالعہ سے یہ جانشی میں بہت مدد ملے گی کہ اسلام اس قدح جلد کی تدریج
شہر و شہر اور کاؤن دیگر توں پہلی۔ کتاب احادیث اور عصیت ترتیب
سہرت کی گئی ہے۔ قیمت صرف آٹھ گنے۔

جسون لاڈت سول [ایسا یک سمجھو ہے مذاہیں جس کی خمد
کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس میں مدد ملے گی۔

ذیل حضرات کے مذاہیں شامل ہیں:- (۱) علام شبلی نجفی (۲) علام
مولانا ابوالکلام آزاد (۳) مولانا ابوالا علی مودودی (۴) علام حسین
چارانند (۵) علام سید ابوالنظر حسینی (۶) جناب رکوئی سہکار فہری
یہ مجموعہ ایمان کے یہ غرائب کے رو جانی اور اہل علم کے یہ مشکل
تختیں ہے۔ تیمت ایک روپہ پار آئے ہے۔

اسلامی نندگی [ایہر، یہک سب کا مثال حصول جو کچھ ہے اس کو
نہایت حضرت گرامی اور دل کش انداز میں سمجھا کیا گیا ہے۔ اسلامی
نندگی کے شائین ہر فرد طالعہ فرمائیں۔ تیمت صرف ۵

خواہیں مسلم کی ہماری [یہ محدث افسانہ نہیں۔ بلکہ تاریخ
کے صفاتیہ پر مشتمل تابندہ رہنے والے
وہ چھ داتھات ہیں جن پر ہمیں اور استخارتی کتبکی پر مدد لیں سکتے
ایمان افراد دعوات کے ساتھ تاریخی جوابے بھی لاحظہ فراہی۔ تیمت

کتاب الصالوة [ام المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی
اصنیف کا اردو ترجمہ جو خازگورت ترین طریقہ
براء اگر تیکھی یہ بہر شعلہ ہے اسے ترجمہ کے ترجیح کے ساتھ حضرت امام
کی ذات جبار کی تفصیل رکھتی ڈالی ہے۔ اور فتنہ محنہ دران کو مسلمین
امام صاحبے جو علم کا یعنی تھا میں انکا پورا اعمال اثر اگریز طرق پر درج
کیا ہے۔ سنت کشید ای اسے ضرور لاحظہ فرمائیں۔ تیمت مجلد ہے۔

تجھ کمپنی لاہور کے پھر مادر تجھ

درود تاج - درود تجھ - عبید نامہ - درود مسخات - درود اکبر - شکا من
ست شکا لاجا جا بٹا مل لفیں دروٹی چھپائی کاغذ آرٹ جبل کر جو لاعمر
مجموعہ خلافت بلا ترجمہ [دی] سب سورتیں درطیرو جو ترجمہ
میڈیا ایک روپیہ بارہ آئے ہے

تعلیم الاسلام تاج [ب] یہ شہورہ مائن کتاب تجھ کمپنی
نے اپنے مخصوص سلیمانی ملکوں
کے ذریعہ چھپائی ہے۔ چار حصوں کا مکمل سیٹ ہر جلد عالی

شجوہ مترجم [اندیت اعلیٰ] کاغذ اور کنگری رنگ کی لفیں چھپائی
پہنچوڑہ مترجم [قابل دید تخفیہ] ہے۔ ہم یہ تین پیپر چار روپے۔

یازده سورہ مترجم [کام رائج ہے۔ ہم یہ سانہ تین روپے۔

مناجات مقبول [کام ریاست عدالت و حکومتہ الرسل چھپی
لشورہ مقبول تخفیہ جو میں دو اور کے
وہ کام سب طریقہ اور ہر دن کے لئے تمزیل و فتوہ و مقررات
ہیں معلوم مناجات اور ویکی تمام اھانتات شامل کتاب ہیں۔
میں صورت کے لئے میں تاج کمپنی لاہور کا سیہار سامنے رکھتے
قیمت مجلد تین روپے آٹھ تنس۔

سماز مترجم [پہت خوبصورت دروٹی چھپائی۔ کاغذ آرٹ
ماشیں دور نگاہوں غایقیت صرف آٹھ آٹھ
دو دھنٹ۔ قرآن و حمال کے کارڈ میں دو نمبر
ضرور قریر فرمائی جو اپنے نام کے ہمراہ دیجئے گئے
ہیں۔ مطلب ہیں جلدی کیجئے۔ یہ تجھ افت زیادہ ہوں
میں تجھے مشکل ہیں۔ نیز

قرآن مترجم [ب] ترجمہ شاہ عبد القادر۔ حاشیہ و تفسیر
و توضیح القرآن۔ سائز جوڑائی سماں انگل
لبائی باشتیکے پھر کم صفحات ۱۲۰۔ آغاز میں رسمی اوقاف بیوتوں
کی فہرست۔ کاغذ آرٹ۔ ماشیں بچر نگاہ تمام چھپائی دروٹی ہر صفحہ
پیسین ہیں۔ چلد سالم کر جو خوش اسپری ہری ڈائی ہر چڑی وہ رہی۔
قرآن مترجم [ب] ترجمہ مع تفسیر سائرہ انگل بیان چالانگل
جدا۔ صفحات ۹۸۲، چھپائی دروٹی
مجلد چھپی۔ ہم یہ آٹھ روپے۔

قرآن مترجم [ب] ترجمہ شاہ فرج الدین محمد شدھر دصلوی
ماشیہ و تفسیر و توضیح القرآن۔ سائزہ انگل
لبائی پائیج انگل جزا۔ چلد کر جو تمام چھپائی دروٹی۔ عروف سائزی
صفاف اور اخربیہ داشتع خاص لامص پیزیز ہے۔ ہم یہ سائز پائیں آٹھ لئے
قرآن بلا ترجمہ [ب] آنام کی تائی سری ہری چھپائی ہر صفحہ بر
ہبت ہی لفیں ہیں۔ سماز مکافہ عدہ۔ حدوف
لہش۔ چلہ فسی۔ سائزہ انگل بیان چڑی۔ ہر چند روپہ روپے۔
قرآن بلا ترجمہ [ب] سماز چھپوڑا۔ لبانی سائزہ انگل جوڑائی
پائی انگل تمام چھپائی دروٹی جو چھد کر کھو
حدیہ سائزی چار روپے لیغڑی۔

حمال بلا ترجمہ [ب] بہت چھوٹی یہکی مٹا حروف
وابی۔ جیجوں میں بجوبی آجائے
دایی۔ مجلد کر جو۔ ہم یہ تین روپے۔

مجموعہ خلافت مترجم [ب] سودہ لفیں خوچ۔ انبیاء تھر
انگل بیرون۔ فرد اعلیٰ الائچہ
القدر۔ العصر۔ عہد تھکلیں قتل۔ سوار الحنفی۔ عالی کام کیجع العرش۔

مکتبہ تخلی دیوبند۔ ضمیح سہرا نپور دیوبند

ہب النیم (اردو)

خانہ، مکان و مکان دینہ شریف۔ وہ شریف کے ذریعی اس اخروی مناف۔ حکایات مuttle برکات دندو، آداب احکام درود، خاص اوقات، خاص مقامات۔ نکات درود و مسلم، مدد و شریف بسطے زیارت۔ حدیث و آثار کی روشنی۔ وہ شریف تفصیلی کلام حضرت مولانا اهزاز علی شیخ المغاربی، او حضرت حقیقی مد شیخ صاحب سابق صدر حقیقی دارالعلوم دینہ شنداں کتاب کی بہت تعریف فرمائی ہے جو شرعی بین درج ہے۔ قیمت صرف (مقدار)۔

مصباح السکین (اردو)

شریعت و طریقت کی تفصیلات، شجرۃ السلام۔ مناجات و دو ظائف۔ اذکار اور مذاہون کی اکثریت اما ابو حیان کی پرچھر، لیکن کم لوگ ہیں جو دین کے اس بطل بدل کی سوچ ایسا کی واقع ہوں۔ سیرۃ النuman اسی کی اور پوکری ہے۔ اسیں اپنی زندگی کے معقل ہمالا اور سچ بیانی فرزوں و احات، درج ہیں اسکے پس پہلے قیمت ہے۔

اور درحمانی و اذکار بمحفوظ

قرآن و حدیث سے مستنبط وظیفہ۔ اتفاقاً اثاثات و خواص، ذات و صفات کی تشریح و توضیح۔ صحیح ترین تعداد اوقات اور طریقے۔ قیمت صرف ار

فیصلہ کرن مناظرہ

از مولانا منظوظ نعمانی

دلو بندست اور ربوہ ترست کے قدر میان ایک صرکرۃ الارکان داد دہ کا عدد ۱۰۰ بانی کا پانی وہ داشت اور جو جس کے بعد حقیقی دیاں کل کے امتیازیں کوئی ویب و شک باقی نہیں رہتا۔ صفات متناقہت ایک روپ ہے۔

(مقدار)

سیرۃ النuman

از حلقہ مشبلی نعمانی
مذاہون کی اکثریت اما ابو حیان کی پرچھر، لیکن کم لوگ ہیں جو دین کے اس بطل بدل کی سوچ ایسا کی واقع ہوں۔ سیرۃ النuman اسی کی اور پوکری ہے۔ اسیں اپنی زندگی کے معقل ہمالا اور سچ بیانی فرزوں و احات، درج ہیں اسکے پس پہلے قیمت ہے۔

قیمت صرف ار (مقدار)

تقریر و پذیر

مولانا حمza اگر تھے اللہ علیہ کی وہ شہرہ، فاٹ کتاب کا بہ وہ سکھ کیا یاب تھی اور اب زیر طبع سے اکابر تبرکات بقابل فراہمی ہے۔ مولانا موصوف کی تصنیفات کاملاً اندر کشیرہ الوں کیلئے آپ سمجھیں غریب دلشیں اور فیض کیں انحصار یا یقیناً اشارے نہیں۔ تقریر و پذیر میں اپنے اسلام کی حقانیت کو دیانت کے تامہنا بہ کے مقابلہ میں غسل و نقل کی اگلی بیویوں اس طرح ثابت کیا ہے کہ سخت ہو سخت شہر اسلامی ایجاد پر بناؤں ہے۔ بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر یہ کتاب یک تقدیمی تھی تو جو کام کا مطلب ایسا میں کیتے ہیں مغایر ہو گا قیمت تھی۔ (مقدار)

ملکتہ کام کا دو صندو۔ دلو۔ ۲۶۷

بِلَوْغِ الْمَرَأَمْ

علام حافظ احمد جیسے کی شہرہ آناتی تصنیف ہے۔ جس کی اصل اور ادو ترجمہ ایک ساتھ شائع کیا گیا ہو این وجہ کا اہل علم میں کیا درج ہے۔ باخیر حضرات سچ پوشیدہ ہیں۔ آپ کی یہ تصنیف بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد و یحییٰ متنبہ کتب العادیت سچ سمجھی کیے گئے، وہی احکام کا گلہرہ ہے جو کوڑہ میں دریام کے مزاد فیض کم تعلیم لافضیم اور زیادہ پڑھنے لکھے دو توں اس سمجھی کتاب سے بارہت افسوس اٹھا سکتے ہیں۔

قیمت مجدد آنہ درج ہے۔

بخاری شریف اردو مکمل

جہا تک ہیں علم ہے اسی اکنام بید کتاب الشذوذات ان کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف کا آنناکل اور ترجمہ اجنبی شائع نہیں ہوا ہے بلکہ امدادنہایت مبارک کو شش ہے جو "اصح المطلق کراچی" کی ہے، امام بخاری کی تجمع کردہ ۵۲۷ صدیوں کا ملیس اور قابل اعتماد ترجمہ پاکیزہ طاعت و کتابت سے اپنے سفید کا غیر پر اپنکتی گئی۔ یونیورسٹی سے حاصل کر سکتے ہیں، تین حصوں پر مشتمل ہے جوکی تجویز قیمت صرف چھوپسٹ روپیے ہے، مجدد مولیٰ دہیں جلوستا میں رہو پے، جلد پڑھ دیں جلد تمسیں روپیے۔ ہر حصہ الگ، الگ بھی طلبہ کر سکتے ہیں، اس صورت میں فی حصہ نوزد روپے قیمت ہوگی (مدد پڑھ لیا رہ روپیے)

موطا امام مالک مختصر (عربی مع اردو)

"موطا امام مالک" احادیث خوبی کا وہ پیش بہاذ خبرہ ہے جبکو سالہاں امام مالک نے ہر کسوٹی پر پرکھ کر اپنی جمع کردہ احادیث سے اسکا بفرما کر مسلمانان عالم کیسے مرتب کیا اکتاب اصل عربی ہا امارات اور اس کے مقابل اروہہ ترجمہ اذ علامہ وجید الزبانی میں ضروری فوائد اس مددگری کے ساتھ طبع ہوئی ہے کہ اسی مکمل اس کی طاعت و کتابت ایسا نہ ہوا ہو گا صفات مالک کا مذا علی گھیرہ ہو رہی بلا جلد پڑھ دیں جلد مولیٰ تیرہ روپیے (جلد پڑھ لیزد روپے)

مشکوہ شریف (اردو)

پھر تہرا سے زائد احادیث نبوی کا بیش بہاذ خبرہ یعنی حدیث کی گیرہ کی نوس بخداہی مسلم، ترمذی، ابو داؤد این ماہر نسائی، من امام احمد و سنن امام مالک، امام شافعی، یعنی اور وارثی کا عطر۔

اس کتاب میں مشکوہ عربی کی تمام احادیث کا مکمل ترجیح مع ضروری تشریحات کیا گی ہے اور حاشیہ پر بھی عنوانات قائم کر دی جائے ہیں، مددوں میں کامل ہے کا غرض سفید، کامل پڑھ لیا جلد سولہ روپے اور جلد مولیٰ اخخارہ روپے (جلد اعلیٰ ہیں روپے)

ترمذی شریف (اردو)

بخاری موطا امام مالک کے بعد اس صحابہ کی مشہور کتاب ترمذی شریف کا بھی اور ترجمہ جمع کر تیار ہو گیا ہے، سفید روپے کا نعمت، نفسیں طاعت و کتابت، حصہ اول مقدمہ میں ہے، حصہ دوم مقدمہ میں روپے، دونوں حصے ایک ہی وقت طلب کریں تو ایک لفڑی روپے



ماہنامہ

ہر انگریزی میں کہا جاتے ہے مفتی شائع ہوتا ہے۔
غیر مالک سے سالانہ چندہ اشناک کل پڑھ لے
معزیز سے سالانہ قیمت حسب امتناعت

بابت ماہ اگست و ستمبر ۱۹۵۵ء

نمبر	ضمون	صاحب	صفو
۱	آفاؤ سخن	ادارہ	۸
۲	تجلی کی شاک	ادارہ	۱۵
۳	قادیانی نبوت	جانب تحریر ای	۲۸
۴	امم الخیر بعد عدوہ بصریہ	امتد الدینیم	۳۳
۵	علتے کرام کادینی خ	جانب مولانا ابو محمد امام الدین رام نگری	۳۹
۶	مسجد سعیناز شاک	مہک ابن العرب علی	۵۵
۷	انمول ہیسکر	ادارہ	۶۳
۸	اٹھرا	سید عظیم زیری	۷۳
۹	کھسک کھوٹے	ادارہ	۸۱

پاکستانیہ، جانب شیخ سالم اللہ مہما
رائے ۵/۲۰۰ قائم آباد کراچی (پاکستان)

ترتیب دینے والے
عامر عثمانی وزیر فتح عثمانی

رسیل نرادر خطا ایات کا پتہ

دفتر تحریکی دیوبند ضلع سہارپور

اعلام سخن

مودودی نے ان کو جماعت سے خارج کرنے میں دیانت انصاف متعقولیت اور شریعت کے تمام ہی تھا ضمون کو یقیناً نظر انداز کر کے کسی فوجی مددالت کے نجیگی طرح ایک ایسا فیصلہ دے دیا جو حق و تاحق کی بیزان کی بجائے کسی بالائی طاقت یا انعام نقض ایت کی ترازوں میں تولا گیا ہو۔

مولانا عایت اللہ صاحب کی تحریر میں خلوص کارنگ بھی ہے۔ استدلال کی بھی بھی ہے۔ ثبوت و شہادت بھی ہے۔ اس کے باوجود کسی منصف حراج کے لئے بھی نہیں کہہ سکھ لیکن فریض کی بحث و بیان پر آخری فیصلہ ہے ہے۔ اس لئے ہم یہ بھکر کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں کہ جماعت اسلامی اور مولانا مودودی ان تمام خطاوں کے حرج میں جھینیں اس روئاد میں ثابت کیا گیا ہے۔ راجح المعرفت برادر راست تو مولانا مودودی سے کوئی دو افیمت نہیں رکھتا۔ لیکن ان کی تحریریوں اور ان سے قریب بخواہوں کیادی ہوتی اطلاعوں اور عوامی پلیٹ فارم پر ان کے کردادہ عمل سے جو کچھ واضع ہوتا ہے اس کی روشنی میں یہ بات کسی طرح سمجھیں نہیں آئی کہ وہ ناسعقولیت ظلم اور آمریت کی اصطلاح پر آجاتیں گے جس پر یہ روئاد اپنیں دکھاتی ہے۔ امریت اور ظلم تو ہر تھاٹنے نفس داخلی امکان بھی ہے۔ لیکن خالص عقلی استدلال سے جنگ کرنے والے معروف سہا بھی سے ایک اجتماعی اور جماعتی محلہ میں کیرا متعقولیت کی تو قوع کوئی نکر جو ملتی ہے۔

میزان کے ذکرہ شمارہ کو پڑھ کر ایڈیٹر ناران جاٹیہ القاری نے مولانا عایت اللہ صاحب کو جو خط لکھا اس کا انتباہ ہے ہو:-

”مولانا میزان کا کاڑہ ترین شمارہ لفظاً لفظاً پڑھا۔“

جماعت اسلامی کے خلاف جو قویں ان توں معمول

چیز اہم ان میں اپنے بھی بروقت شامل ہو گئے

جو لاٹی روپیہ کے ”آغاز تھن“ میں فدوی نے جو خطرہ کا انہار کیا تھا وہ آخراً عسل پورا پورا کر رہا۔ اگست کا شمارہ شائع نہ ہوسکا۔ اور اب یہ اگست و ستمبر کا مشترک پیش خدمت ہے۔ صحت اب بھی پوری طرح قابل اطمینان نہیں۔ تاہم پہلے سے بہتر ہے۔ ناظرین کو بار بار دعا کی زحمت دیتے ہوئے شرم اُنہی ہے۔ لیکن کیا کیا جاتے۔

علیحدہ درد عالم کے سوا کچھ اور نہیں
اگر خلصیں کرام یاد فرماتے رہیں گے تو امید ہے اللہ تعالیٰ
فضل نہیں گا۔

ایک قضیۃ نامرضیہ جون و جولائی کا مشترک شمارہ جلوے پیش نظر ہے۔ میزان ایک تو مولود پرچھے جس کا یہ جو خطا کو جو
شمارہ ہے اور اس کے ایڈیٹر مولانا عایت اللہ صاحب تو وی
اپنی علمیں معروف شخصیت ہیں۔ آپ پہلے جماعت اسلامی کے رکن
تھے، بعد میں خارج کر دیئے گئے۔ میکن آپ اخراج کے بعد بھی جتنا
کے باقی نہیں ہوتے، بلکہ اس کے مقصد و موقف کے لئے اپنی کی
جواب دیکرتے ہیں۔

پیش نظر شمارہ میں مولانا تھم نے ۴ صفحات میں شرح
و بسط کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ وہ جماعت سے کیوں اور کن حالات
میں خارج کئے گئے۔ روئاد میں بیرون اشخاص کا ذکر آیا ہے جن
کی غلط روشنی اور نازی باطنی عمل کا اثاثت مولانا کیا ہے لیکن
ہمیں ایک سہی کے سوا ان اشخاص سے کوئی رطبی نہیں میزان کے
باکے میں کچھ کہنا ہے۔ اور وہ سہی ہے مولانا مودودی کی۔ مولانا
عایت اللہ کے تفصیلی بیان کو اگر جوں کا توں درست، مان پیدا
جائے تو ہر دیانت دار قاری و سایج کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ مولانا

کوچھ ہیں۔ میراں میں آپ نے ”دھرمنور“ کو لکھی ہے کہ ”جسے
ہائماں میرزا ان عالم و جو دیں آیا ہے میرے احباب بزم از طالب علمی
ویں و در الدلیم ندوۃ العلماء الحسن و دارالسلام عمر آباد و دہلی میں ہو کر
ہندو پاک پڑھن ہیں۔ جواب طلب کرتے ہائے ہیں کہ جماعت
اسلامی سے ہم سے قتل کی فوجت کیا ہے؟“⁹

یہ دو یہ کسی بھی میں کے لئے معقول ہو تو ہو۔ لیکن آپ میں
فہم و ذکا والے عالم کے لئے اس کا معقول ہونا معموقیت کو بالکل
بعید ہے۔ کوئی بھی داشمن حضور کریم افسوس کے تھے میں ایسے
طوبی دعویٰ نہیں دینا پسند کرے گا جن کا تعصیان بالکل ظاہر
ہو۔ آپ ان چھوٹیں ہی سے ہیں جو ہوئے اخراج جماعت کے بعد
بھی اُس چیز کو ہیں جو ہوا جسے حق بھجتے تھے۔ اور اس صورت
میں ہیں جو ہوا جب کہ آپ کے نزدیک ایسی جماعت اور امیر جماعت
نے آپ پر ظلم کر کے ہے ہر سے کر کر کا ثبوت دیا تھا۔ اس کا محل
مطلوب یہ ہے کہ آپ ایک دیسیں القلب صاحب ہمیروں خل پرست
انسان ہیں۔ آپ جماعت اسلامی کے مقصد و موتقاب عالمی کلستانی
اور دینی اسلام کو چونکہ برحق بھجتے تھے اور اسی کے لئے جماعت اسلامی
میں داخل ہوتے تھے اس لئے ایمان جماعت کی ذائقہ بدھیں
سے آپ کو اس مقصد و موتقاب سے نبور ہیں کیا۔ بالکل حق کر طالب
حادث کی طرح آپ اعلان کرنے کا کام انجام دیتے ہیں۔ لئے
ظرف و بہت کا ثبوت یہیں کے بعد یہ بات بالکل ہیں جسی کہ آپ
جماعت اور ایسا بھروسہ جماعت کو پرسو ہم بدینکریں۔ اور ایسے
وقت میں کریں جب کہ اس کی بدنامی و رسومی خودتی و مددافت
کے کا ذکر بخات ترین تعصیان پہنچائے والی ہو۔ ہندو پاک دلوں
یہی ملکوں میں اس وقت حالات بڑی تراکتوں کے حال میں ہندو
میں تو ایک طرف فتنے پر کفر اور سری طرف ایں اقتدار کا قدر
اوپر سری طرف عامت المسلمين کی ہمسر گیریز بوس حالی ہے۔ اور
پاکستان میں حق و باطل میں شدید رشته کشی ہو رہی ہے۔ جماعت
اسلامی اور مولانا مودودی کا کوئی کتنا ہی تھالفت ہو، لیکن یہ تو
بہر حال ماننا پڑے کا کہ پاکستان کو خالص ضریب طرز جمادات اور
لوگوں میں تمدن و معیشت کی آمادگاہ بنانے کی جان توڑ کو شش
کرنے والے حکمران طبقہ کے بالمقابل اسلامی نظام نہیں اور

اس موقع شناسی پر بیمار کے باقبوں کیتھے۔ یہ اس تو
کہ ہر طرف جماعت اسلامی پر بغارہ پوری ہے تو ان
ملک آردو میں شافی ہو کر جاریہ حملوں ”کو آپ
ضیور طریقہ تباہیں! جماعت اسلامی اور اس کے اکابر
کے خلاف آپ نے وہ وہ الزامات لگاتے ہیں جو
اس کے بڑے سے بڑے دشمن کے شاید ہیں میں
بھی اب تک نہیں آئے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ مولانا
مودودی نے چند شنوں میں مقدمہ کی رو واد دشمن کو
آپ کے اخراج عن الجماعت کا جو فیصلہ صادر
فریمی ہے اس پر مولانا موسوی کی تراستی یا اسی
ترکی و تھیں کی شخص ہے کہ انہوں نے زراعی بر
میں بحیان یا کہ آپ دراصل کیا ہیں اور جماعت
اسلامی کے لئے آپ کا وجود کس قدر خطرناک ہے غیرہ۔

اس خطے جس تاثر کا اخبار پہنچا ہے وہ محظوظ افسار
نہیں۔ بے شک جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے کسی
بھی ہم خیال دراصل کو میسر نہ کا یہ شمارہ مشدید جذباتی تاثر کر
آؤ دو کر سکتا ہے۔ لیکن جناب ماہر الفادری جیسے ملکیں و ایماندار
و اشمند انسان سے سر بر تو قی رکھتا ہوں کہ گولہ بالآخر لکھنے
پہلے انہوں نے زیر بحث معاملہ کی کافی تھیں کی ہو گئی اور تجھے
تھیں میں مولانا عبایت اللہ کو جرم پا کر جی پر خط لکھا ہو گا۔ اگر
ایسا نہیں ہو اور ماہر صاحب نے بلا تھیں فوری تاثر سے یہ خط
لکھدیا ہے تو یہ جلدی ازی اوڑھلو بیت ان کے شایانیں شان ہیں تھے۔
قدرتی اس قصہ نامہ ضمیم کے سلسلہ میں کسی فاعلکر و مناظرہ
سے گزری کرتے ہوئے صرف مولانا عبایت اللہ ندوی سے یہ بدلہ
عجس نگذاشت کرے گا کہ آپ کی تحریر کر دہ رو و داد افعال حقائق
کے اعتبار سے کتنی بھی صادق و اصدق کیوں نہ ہو اور واقعہ جماعت
اسلامی کے وہ لوگ جن کو آپ نے اس رو و داد میں غرض پر مست
شرتی ہو دیکر دا رثا بھت کیلے سکتے ہیں میں کیوں نہ ہوں میں کیوں
گذشت تھی حقائق کو بر سر عالم بیان کرنے میں آپ نے بہت مزبور
وقت اور نہایت اس سب زمانہ اتحاد کیلے ہے۔ میں بالکل ہیں کہ سکا کہ
تی الوقت اس قصہ میں رو و داد کے بیش کرنے میں آپ نے کوئی منافع

سینگا توں کو دار کرنے کی اتنی بھی زیادہ جرأت ہو گی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مولانا عایت اللہ صاحب کی روشنی اور نظر بر لفظ مصطفیٰ نے لیا جائے تو اس کا تصریح اس کے سوا کیا ہو گا کہ خوبیں داغیاں کو صاف ہو جائے کہ اندر وی نی فضاق و انتشار کے باعث جماعتِ اسلامی کی طاقت اتنی بھی نہیں ہے جتنی اندر وہی اتحاد و قلم کی خوش بھی کی حالت میں بھی جاسکتی تھی، یہ معلوم ہے نہیں کہ کسی بھی مخالف کہ جاتیں اور دست در ایسا اور بڑھ جائیں گی۔

الحاصل۔ خدوی کا خیال یہ ہے کہ میرزاں کی روشنی اور خدا خواہ فلکت ہو یا ہی اور جداقت کی بھی طرف ہو، لیکن اسکی اشاعت برخیل نہیں ہوتی ہے۔ اور آج وہ وقعت ہے کہ تیتِ اسلامی کے ہر فرد کو باہمی فضاق و کہ ورت سے دور رکھ کر احلاطے کلکڑِ الحنف اور پصلاح و تعمیر کا کام کرنا چاہئے۔ جماعتِ اسلامی کسی الادالیت یا کودو دوی کا نام نہیں۔ وہ چند نیادی اصول و عقائد کے مجموعہ کا نام ہے۔ اگر ابوالایش یا مودودی گروہی اختیار کریں، ظالمین جائیں تو قسمی شرکتگانے والے طرقوں کے حوصلہ مسلمان معمول ایسی طریقے ان کو ان کے مقام سے ہٹانے کے اختیار کرنے چاہیں۔ بعضی روپوں شائع کر لے جائیں۔ ایسی طریقہ تو ہم یا جاسکتے ہیں لیکن فتنہ بیدار کرنے والے بختے عنصر اس میں ہیں ان کی محترم فائدہ سے کہیں زیادہ ہے۔

دوسرے اقتداء [قبل سے رہائی کے بعد مولانا مودودی نے کوئی تقریب پر کت ملی مخدن ہال لاؤ ہو میں کہا ہے] پاکستان کے جو چند رسائل و اخبار دفتر تخلی جس آتے ہیں رام الحوت شدید بیماری کے باعث کئی بیٹھے ایکس نرٹرے سکا۔ ورنہ ہنسی ور تھا کہ وہ تقریب نظرتے گزری۔ چند روز ہوئے جب تھیں کرم فراہم نے اس کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ اس پر پاکستان میں بڑی لے دے ہو رہی ہے تو غواہش پیدا ہوئی کہ کہیں دیکھی جائے۔ انہیں نوں میرزاں کا نکوہ بالاشارة آتا اور اس میں صرف دہی ہمدون تھے۔ ایک وہ جس کا نکر کرہا اور پڑا دوسرا "مولانا مودودی صاحب اور صورت و مدت کافر"۔ یہ جس میں مولانا عایت اللہ صاحب نے جمیعتہ ایں حدیث کے اگر ان "الاعتمام" کے بعض عرضان نظر قلع نئے ہیں۔ اور انصاف و دیانت کے ساتھ مولانا مودودی کی طرف سے

تمدن و معیشت کے دائمی جو بھی لوگ ہیں ان میں جماعتِ اسلامی کے افراد ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے ممتاز کے جانے سے الگ کسی کو چڑھو توکم سے کم یہ حقیقت فو اخلاف سے بالاتر ہے کہ جماعتِ اسلامی دامتے اُس کیمپ میں شالی ہیں جو غیرِ اسلامی دستور کے خلاف قلبی آئینی اور عقليٰ جنگ لڑ رہا ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے سو فی صدی قابل اعراض دائرہ ہوں تو بھی ایک ایسے اہم تاریخی موقع پر جب پاکستان میں مستقل دستور بننے والا ہے اور غالب اندیشہ کے سند اقتدار کے مالکین ایک برائے نام اسلامی دستور کے سماں حقیقی اسلامی دستور پر ہرگز نہ بنا سکے اور حقیقی اسلامی دستور کے شیلاتیوں کو ایک علیم آزاد اش و مکاش کا شکار ہوتا پڑے گا جزئی اختلافات کو انجمنا اور حق کے مجاز کو مکروہ کرنا بڑی بھی نا عاقبت اندیشی اور منته کشی ہے۔

چنانکہ ہندوستان کا لعل ہے جماعتِ اسلامی اپنے اور بیگانے لوگوں کی مشترکہ و متفہ کرم فرمائیوں سے ایک الیگی اسٹریٹ پر آگئی ہے جسے ایمانداری کے ساتھ "سلیم مظلومیت" کہا جاسکتا ہے۔ اپنے ہیں واحد سلطنت قوتِ جمیعتِ علماء کی ہے۔ پیغمبیر اسی کے اعیان و اکابر افراد جماعت کو نزدیک خارجی اور سلحودغیرہ کے مکروہ ناموں سے یاد کرتے ہیں اور خدا سے چل ہتے ہیں کہ، اس جماعت کا وہی حشر ہو جو مصر میں اخوان اسلامیں کا ہوا ہے خدا سماں کرے۔ کسی کے دل کا حال جاننا تو خدا اے علم الغیب کا کام ہے۔ لیکن کسی کا قول عمل اگر اس کے دل کا ترجمان ہو سکتا ہے تو یقیناً علیاً کرم کا اختلاف و ایراد بدیجی طور پر عصا دو بغض کے کثیر حرام لے ہوئے نظر آتا ہے جس کا بہت اضعیت ان کے سیارات و قواری کے علاوہ ماضی قریب کارہ و اقدام ہے کر بعض افراد جماعت کو حکومت نے بلا مقدمہ چلاسے تیر کیا۔ اور جمیعتِ علماء کے اربابِ حق و عقد اس طرح تماشا دیکھنے ہے جسے جماعتِ اسلامی کے افراد بینی وطنی معاشرتی کوئی رفتہ ان سے نہ رکھتے ہوں۔ جس دہلی طور پر جرم ہوں کہ انکی گرفتاری سنہماز بھی جاتے۔

بیکا نے تو یہ گانے ہیں ہی ان کی کیا شکایت، پھر بھی یہ بات ہر ذی ہوش جانتا ہے کہ آپس کی نظمی و خوت صنی کسے وہ پوچی

مجموعوں کو بھی حدیث کہا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ اپنی میں جو بعض سنت، اور حدیث کی تعریف مندرجہ ذیل کی ہے۔

”سنت— اس طریقہ کو کہتے ہیں جسے حضور نے خواصی فرمایا اور اس میں اسے جاری کیا۔ سنت کو لفظ کا اطلاق اس امر واقعی پر ہوتا ہے جو حضورؐ کی ثابت ہو۔ حدیث..... اس کے عکس حدیث سے مراد وہ روایات ہیں جن سے یہ علوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے کیا کیا اور کس حیثیت کرنے کا حکم دیا۔“

ہم نہیں سمجھتے کہ اگر یہ تقریر یہ کہا جاتے تو یہ ہر قوموں کا مودودی اس کے عکس ”کے الفاظ لکھتے۔ میکن اسے جھوٹیئے اس

وہ اغراض مولانا عایت اللہؒ کے الفاظ میں یہ ہے:-

”اگر سنت اور حدیث کی اس تعریف کو صحیح مان دیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ جو لوگ سنت سے مشوب ہیں یعنی ایں سنت“ وہ گویا امر واقعی سے مشوب ہیں۔ اور جو لوگ حدیث سے مشوب ہیں وہ یوں غیر امر واقعی سے مشوب ہیں۔ وچکہ حدیث سے مراد روایات ہیں اسی لحاظ سے ایں حدیث سے مراد اہل الروایات ہیں۔ حدیث جو کروایت ہے جب وہ ثابت ہو جاتی ہے تو سنت کی تعریف میں آجاتی ہے۔ اس لحاظ سے چونکہ مقصود سنت ہی ہے اس لحاظ سے سنت ہی سے نسبت امر واقعی سے نسبت ہے۔ رہا حدیث سے نسبت پوچھیا جس امر واقعی ہے۔ اس لئے اس نسبت سے مراد نسبت سنت نہیں ہے۔ اس طریقہ لفظی حدیث کی وجہ عوام بر عکس جو تعریف کی گئی ہے۔ اس سے لازماً حدیث کی شبکی ہوتی ہے اور جب اس سے اس لفظی کی شبکی ہوتی ہے تو اسی کے ذیل میں اس سے نسبت رکھنے والوں یعنی ”اہل حدیث“ کی بھی شبکی ہوتی ہے۔ اس مضمون سے ”اہل حدیث“ لمفہم میں ”منسخی“ پھیل جاتا لازمی تھا۔“

دلفعت کا اسوض انجام دیا ہے۔ اسی کے ساتھ اپنی میں جو بعض ایں حدیث حضرات نے مولانا مودودی اور جماعت اسلامی پر سخت اغراض و اپنے دیکھا تھا اس کے باشے میں بھی مولانا نے جماعت کا دفعاء اور اپنے خلوص نیت اور حق پسندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ واقعہ ایک پر خلوص اور باصریر آدمی بھی اخلاقات کو جائز تر کروں کی آگے بڑھتا ہوا دیکھنا پسند نہیں کرتا اور مولانا عایت اللہ صاحب کے پاس میں جماعت اسلامی یا جماعت اہل الفادری کی راست پکھہ ہو۔ سو گھنیتے تو انھیں ان کی تحریروں سے ایک قسم پرست شخص اور اور وقیع حامل بھالے ہے۔ علم دفضل ہیں کہمے کہمے کہمے توہڑاں سے پہنچ علوم ہوتے ہیں۔

یہاں انہوں کے ساتھ عرض کروں گا کہ ”حدیث و سنت“ کو فرقہ پر مولانا مودودی کے بیان کو جس طریقہ خوردہ گیر و نکشد چیز ہے۔ حضرات نے پونہ طعن و تعریف سنایا ہے اور لفظی ہر چیز کے ساتھ بھی پرکھی باری ہے، اسی طریقہ مولانا بھی بزم حق گوئی ان کے ساتھ پہنچوئیں۔ میکن لقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا کی یہ حق گوئی جیکے ان کے خلوص کا نتیجہ ہو گی۔ اور ان کی نیت پر ہر گزیں اعتراض وارد نہیں کرتا۔ ملاوہ ازیں مولانا مودودی کے قول کے وہ میں جو مفہوم طلبی دے لائیں اسے دینے ہیں وہ بھی اس طریقہ لائیں اختیار اور وزن دار ہیں۔ میکن مصلحتی بات پھر وہی آتی ہے کہ تمام دلیل اڑائیں اور پہنچاہے ایک سی تھہ بات کو خواہ خواہ کے معنی پہنچنا کر بیدار کیا جا رہا ہے۔ مولانا مودودی کی تقریر کا جو اقتداء میزان میں دیا گیا چہہ دہ مندرجہ ذیل ہے:-

”اس لحاظ سے حصہ اور زندگی کا لاطور طریقہ سنت ہے۔ آپ نے زندگی کے مختلف شعبوں اخلاق، تہذیب، عبادات، معاملات کے متعلق جو کچھ بھی تلقین کی اسے آپ کی سنت کہہ جانے چاہئے۔“

کچھ بتا سکتے ہیں۔

”حدیث کا اطلاق محدود تیرزوں پر ہوتا ہے، عالم حدیث کو بھی حدیث سمجھتے ہیں احادیث کے مجموع کو بھی حدیث سمجھتے ہیں۔ ایک ایک حدیث کو بھی حدیث کے لفظ سے یاد کریتے ہیں۔ احادیث کے مختلف

اور کوئی بھیوں پر خجال ہوتا ہے کہ مددور ہے۔

کوئی مخصوص۔ ہے اس پر دعہ زنگاری ہیں!

یہ خجال نہیں خجال نہیں۔ بلکہ دعہ سے محمل دنیا میں سماں کا

منظرا ہے جو رہا ہے۔ ابی افعت، اور ابی دامت جس طرح موثر

خواستے ہیں، جگہ خریبیت ہیں اسی طرح مولوی خریبیت ہیں میں

داغ خریبیت ہیں، ضمیر و قلم خریبیت ہیں، غصہ خریبیت ہیں، عنصر

خریبیت ہیں۔ کوئی احمد نہیں جانتا کہ پاکستان کے موجودہ ارباب

اقتداء حقیقی اسلام سے کس درجہ اگر بیان اور صرفی تہذیبیات

کے کس تدریشیدائی ہیں ان کا میں چلتا تو اب تک صحیح اکابر اسلامی

دستور پاکستان میں نافذ ہو چکا ہوتا۔ اور میں نہ چلتے ہیں بھی ان کا

یہ حل ہے کہ سوچو جو جو رکھنے والا ایک آدمی صحیح یہ تو فتح نہیں

رکھتا کہ عقریب جو دستور وہ مکمل کرنے والے ہیں وہ گواراحد

تک اسلامی ہو سکتے ہیں۔ یوں حرالا بلا کو اسلام کہدا جائے تو

الگسیات ہے۔ درست و اعتماد جس نظام زندگی کا نام اسلام ہے

اس کی بعد تین ایسے صحیح زائرین امریکے، وہ بر طبع ہے سے نہیں۔

پس وہ ہر اس عضور کو شد دیں گے جو داعیان اسلام کہتے باعث

پریشانی ہے۔ وہ ہر اس وقت کو خریدیں گے جو دستور اسلامی کو طالبین

میں انتشار و احتساب پیدا کر سکے۔

غیرہ تو ایک ضمیمی بات تھی۔ اصل مشکل کہ اڑاٹس یہ ہے کہ

حدیث و منہت کے فرق پر مولانا مودودی نے جو کچھ لکھا ہے اس میں

کسی کی تغیری و تبدلیں کا کوئی پہلو نہیں۔ مولانا مودودی کی ساری

کتابیں اس پر کو اہ ہیں کہ حدیث کو انھوں نے ہمیشہ وہی مقام

علمیت دیا ہے جو اس کا حق ہے۔ ذکر کردہ تفسیریں جس فرق کا ذکر

انھوں نے کیا ہے اس کا تعین بعض عام لفظی اصطلاح سے ہونے کے

مبنوی توضیح و تفسیرے۔ دوسرے لفظوں میں یوں لکھتے کہ از راہ

بجٹ حدیث و منہت کی تشریع میں ضمیمی جائے مولانا فیاض کری

ماں ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اصطلاح عام میں منہت اور حدیث

کا فرق وہ ہے جو مولانا مودودی نے بیان کیا۔ ذرا خالی الفاظ

ہو کر طور فرمایا جاتے۔ حدیث کی کئی تسمیں محدثین و علماء سے کی ہیں۔

کوئی حدیث صحیح ہے کوئی مرسی۔ کوئی ضعیف ہے کوئی خشن۔ کوئی

مشعل ہے کوئی مستقطع۔ حق کے بہر ملا ہیاں تک کہدا جاتا ہے کہ حدیث

و انجی سبھے کہ مولانا عنایت اللہ صاحب عجیب الحدیث

ہے اور ان توصیحات کی روشنی میں جو ابی حدیث "کی اصطلاح کے

باہمی میں جس اکابر اسلامی حدیث کہتے ہیں۔ ابی حدیث پر ہوتا ہے جو اس

فعیل صلی بھی ہیں۔ لیکن اخوس تو اس ذہنیت پر ہوتا ہے جو اس

فاس طرز فکر میں نہایاں ہے لیکن اس کی دسیر کاری اور پسنداد

انایت کی شرائیزی دیکھتے کہ ایک لیے نازک تاریخی وقت

سیں جب پاکستان کی دستوری ہم آخری مسئلہ ہے اور اسلامی

دستور کے شیدائیوں پر منہض ہے کہ تمام باہمی اختلافات کو

بالائے طاق رکھ لیکن اتحاد اتفاق کے ساتھ ابی اقتدار کو انجی

وقت کا ۱۷ اس دلائیں اور جس براتاں ہم اسلامی دستور کی

تو قیع دنیا پرست ابی اقتدار سے ہے۔ اس کے منہضہ شہود پر

آئندے سے پہلے ہی طاغوت کو یقین دلادیں کہ سچا اسلامی دستور

چاہئے والوں کا حاذ اتنے انکروز و نہیں ہے کہ جیسا چاہے ہے دستور

ان پر ترددی مکھوں دیا جائے۔

لیکن نازک وقت میں اسلام کے داعی و علمبردار محسن اس

بات پر لڑ رہے ہیں کہ دعویت حق کے ایک ممتاز علمبردار کی تقریب

سے ان کے ایک طبقہ اور جماعت کا اس کو ای ہرمن تھیزی پر گیا

ہے۔ اور وہ صحیح اس طرح کہ بال کی مکالہ لکھنے کے ایک ایسا الزام

مفترہ کے سر ٹھوپ دیا جس کا شاید جیسے تین دفعہ صحیح اس کو کہا گئا

ہے نہ ہو۔ صحیح یہی وہ افسوسناک طریقہ ہے جس نے تائیخ اسلامی

ہم بارہا اپنا ہولناک مظاہر و کریا ہے۔ یہی ہو رہے ہے کہ ایک طرف

وغلبہ بال سے دین قیم بالکل پساجاہر ہے۔ اور دوسری طرف

مکہمین و خلائق اور صوفیاء و علماء باریک جزوی مباحثت میں

مصر وہ جدول دنیا ہے۔ ایک طرف وقت پکار رہا ہے۔

اٹھ ساتی اٹھ توار اٹھا۔

دوسری طرف دینی مسائل میں بال کی مکالہ نکالی جا رہی

ہیں۔ الہامت جسے ہوئے ہیں۔ اس حالت پر متناہی مقام کیا جائے

کہ ہے۔ خدا جانے مخصوصین کرام کا کہ کیا طرز نکلے ہے کہ ایم ترین

حضر دیانت کو چھوڑ کر ادنی امور میں نہیں ہو جائے ہیں۔ میں

تو سمجھتا ہوں کہ کوئی صحیح حق پرست اور مخلص ایسا نہیں کر سکتا۔ اور

اسی نے تام نہاد حق پرستوں اور مخلصوں کی بیویت ہنگامہ آرائیوں

لپٹے طرز سنکر کے امیاز و خصوصیت کا انداز کرنے کے لئے ایں سنت کا اخراج ان ترک کی کے ایں حدیث "کاتانم اختیار کیا۔ بھئن لئیں کر۔

حدیث اور سنت میں کوئی فرق نہیں تو۔

ناطقد سرگردیاں ہے اسے کیا کہتے؟

مولانا عنایت اللہ نے محفوظ طور پر ثابت کیا ہے کہ لفظ سنت کوئی ایسا لفظ نہیں جو صرف منہج رسول ہی کیلئے مخصوص ہو، بلکہ اس کا اطلاق وسیع ہے۔ یہ اللہ کے نام بھی بولا جاتا ہے۔ عالم لوگوں کے لئے بھی۔ اور تب طریقہ کے لئے بھی۔

تین عرض کروں گا یہ اثبات و احراق تحریک مصالح ہو۔ کون باخبر نہیں جانتا کہ خود قرآن میں لفظ سنت مختلف نسبتوں کے ساتھ آیا ہے۔ لیکن اصل سوال عام اصطلاح اور محاورہ کا ہے۔ اصطلاح "نہیں جب ایک سلطان کی اہل کے باشے میں کہتا ہے کہ یہ سنت ہے تو سنت کے ساتھ کوئی خاص کرنے والا لفظ لامسے بغیر ہی پرسنے والا بدلہ شامل اس کا مطلب کہ رہتا ہے کہ "سنت رسول" ہے۔ یہ تو ہم لفظ نہیں ہوتا کہ سنت سے قائل کی کیا مراد ہے۔ کس کی سنت۔ ایسی سنت یا اُبڑی سنت۔

شرطی اصطلاح میں بھی بھی صورت حال موجود ہے۔ ستوں نمازوں کی نیت کے لفاظ کسی بھی کتاب میں دیکھ لیتے۔ تمہارے لفظ سنت لے گا۔ یہ نہیں نہیں بلکہ اکثر نیت کرتا ہوں میں ذکر نہیں کرتا۔ اس سنت کا مطلب "کہجا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح نہیں بلکہ ت

دراز سے رائج ہے اور تب کاسوا داعلم خود کو اپنی سنت کہتا ایا ہے۔ حقیقتی اصطلاحی نام اتنا لفظ بھائی کر دو۔ لوگ بھی بھیش مات سے شفعت پر خود کو اپنی سنت والجاعت ہی کہتے ہیں۔ اس ادعا کی شفعت کا اصطلاح جملہ سلوکوں پر کہجا جاتا ہے، جب اسے "شیعہ" کے مقابلہ میں پوتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر سنت حدیث ہم معنی لفاظ سنت تو ایک گروہ کا خود کو اپنی سنت کی جگہ اپنی حدیث پہنچا کی معنی رکھتا ہے۔ بیشکت اپنی حدیث سنت کے الفاظ کا استعمال صدیوں پہلے ائمہ کے زمانہ میں بھی رکھا گیا۔ لیکن اس وقت دقویہ کوئی اصطلاحی نام تھا؟ اس سے مراد کوئی خاص گروہ یا جماعت کا نام مکتبہ فکر تھا۔ بعد میں کچھ لوگوں نے اسے بطور امیاز و خصوصیت استعمال کی اور آخراً خدا کا نام ایک ایسی اصطلاح بن گیا جو ایک گروہ اور ایک مکتبہ مذکور کی تابعیتی کرتا ہے۔ اب، اگر خود ہی لوگ جھوٹوں سے

ہوشیار ہے۔ مثلاً کم مطلقی احتیاط سنت حدیث کو موضع بکھنے والا اکثر کی حدیث کوچھ جانا چاہیے۔ کوئی حدیث اگر قوی رسول ہی کاتانم ہو تو قول رسول کو تمہارے لفظ کیا ہی نہیں جانتا۔ اسی طرح حدیث کی چند مخصوص اقسام کے علاوہ تمام قسم علماء تعالیٰ استدلال ٹھیک رکھتے ہیں اور درج بعض توکم ہی حدیثوں کو مصالح ہے۔ اس سے واضح طور پر سلام ہو گیا کہ حدیث کی مطلقی بہت وسیع ہے اور اس کا اطلاق ہرگز روایت پر پہنچتا ہے جسے بحثیت قول رسول ہیں کیا گیا ہو خواہ اس کا قول رسول ہونا مشکوک ہو۔ یاد ہے بالکل یہی من گھرست اور سوچوچ ہو۔

اس کے برخلاف لفظ سنت کو لیجھے۔ کیا بھی کسی نے کہا ہے کہ فلاں سنت مشکوک ہے، فلاں متروک، فلاں مشترک ہو، فلاں نظری۔ سنت بس دو یقین پر ہے۔ مولکہ یا غیر مولکہ۔ قسم ظاہر ہے کہ اقسام حدیث جیسی قسم نہیں۔ اور سنت غیر مولکہ بھی اس سنت کی الرسول کے اعتبار سے مولکہ تھی ہے۔

دوسرے اپنے پر یہ بیکھٹے کہ سنت اور حدیث میں الگ انکشاف معنوی ترادف ادا جاتے تو اپنی حدیث حضرات اس کی کیا تاویں کریں گے کہ انہوں نے اپنا نام خصوصیت سے "اپنی حدیث" کیوں رکھا۔ شریعت حضرت کی رہائی خیم پر چلنے والے سماں تو کوئی اصطلاح "اپنی سنت" الجاعت "کہجا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح نہیں بلکہ ت

کے مطالیب کو قوت و جرأت کے ساتھ پیش کرنے والی جماعت کا رہنسلی ہے اور جزویتیات میں اس کے معتقدات جو بھی ہوں، لیکن دین کی بنیادی اقدار و اصول میں وہ ھلماون ہے اور اسکی تمام زندگی خدمت دین و ملت میں بھرپور ہی ہے کہیں یہ سو فتن ہرگز نہیں جو مکان کا اہل حدیث حضرات پاکستان میں دستور اسلامی کی خواہش و تمنیاں کی سے پچھے ہوں گے۔ ان کی اسلامیت کی سیکریت کے ہم معرفت دئوں ہیں۔ اپنی وجہ ہے کہ ان کی طرف سے بے وقت کا ہنگامہ برپا ہجھ کر جس دکھ ہو رہا ہے اور ہم چلپتے ہیں کہ، آپس کے ساتھ اختلافات نظر ان افراد کے وہ دستور اسلامی کی اہم ترین خیالیاتی دینے دیا ہے اسے اپنی جماعت کے لئے خواہی نہ خواہی اسے دے دیا ہے اسے اپنی جماعت کے لئے قبضالیں۔

پچھلے دوں پہلے تحقیقیں اہل حدیث کے متعلق کچھ سخت الفاظ لکھے گئے تھے۔ وہ بھی ایک اصطلاحی غلط فہمی تھی۔ جس طرح "اہل مسٹر آن" لفظ ایک ستر کے معتقدس نام ہوتے کے باوجود پانچ اصطلاحی معتقدات کے لحاظ سے حدود بکرہ و نامحدود ہے۔ ایک طبع "اہل حدیث" کا پڑطب ہے کہ تمام ائمہ و محدثین اور اہل علم کی تحقیق سے بے نیاز ہو کر ہر حدیث کے باسے ہیں ہر ہمار و خاص کو ذاتی راستے قائم کرنے کا احتیاچ ہوتے اور ہر راہ و راست عقیدہ قائم کرنے کا نام "اہل حدیث" ہے۔ ہم نے تعریض کی تھی۔ لیکن بعد میں ہمیں بتایا گیا کہ "اہل حدیث" کا پڑطب ہیں ہے۔ تب ہے اپنی راستے میں اور مزدوجہ ہوتے کہ ہم سے غلط فہمی میں تخلیق کیا جائے اس کے بعد سے آج تک ہم نہ تو اہل حدیث کو کوئی محاذ ہو گئی۔ اس کے بعد سے آج تک ہم نہ تو اہل حدیث کو کوئی محاذ فرد کچھ ہیں، مذہبی پسند کیتے ہیں لے کہ گاہ بگاہ اہل حدیث کی تکریم و تحسیں سے ان کی تعقیل و تفسیر کریں۔ لیکن پزار افسوس کو حدیث دست "کا زیر بحث ہنگامہ بتاتے ہے کہ ان کا اخلاقی اگر وحیت کا نام فیروز لودہ نہ ہے۔ انشد تعالیٰ ہم پر ہم کرے۔ مہماں احوال نہ کشیں کر کے اسلامی دستور کے شیدائی مکمل مقادفات اور ادنیٰ صافی کی خاطر اس شخص کے خلاف ہنگامہ آنی کریں جو اسلامی دستور

محقق ہو۔ جو ازروتے علم و فنِ سنت اہل الرسول میں قطبی سمجھا جائے۔ اس مراد یعنی میں نہ تو کسی منطقی دلیل کی حاجت ہے تھے اہل اصطلاحی نہ کتوں کا تعلق اختلاف عقائد اور نزاج معمولی ہے۔

بلکہ خوب سے دیکھا جاتے تو خود اہل حدیث "حضرات ناپنا مستقبل نام اہل حدیث رکھ کر حدیث و مفت کے درمیان بڑی اونچی دیوار بھٹکی کر دی ہے۔ عمومی جزوی اختلافات کوئی نیا کوہ اور نیا فرقہ بنانے کے لئے کافی نہیں ہوتے۔ امام ابو یوسف کو دیکھتے کہ امام ہنختم سے کتنا اختلاف کرتے ہیں۔ لیکن اپنے فلک خاص کی مناسنگی کے لئے کوئی نیا کوہ دیکھنا تم تجویز نہیں کرتے۔ بلکہ وہی دائرۃ المہنست میں رہتے ہیں۔ اور بعد کے کمی عالم نے اپنیں اہل سنت سے تو کیسا حفیت سے بھی غالباً نہیں کیا۔ اسی طریقہ پر ایک ائمہ تخلیقیں اور مشاگر دوں میں فروختاں میں اہم سے اختلاف ہے۔ رکھنے والے کتنے ہی لوگ ملتے ہیں۔ مگر انہوں نے اپنا سرناہ میں بدلا۔ نیا گروہ نہیں بنایا۔ اہل حدیث "حضرات کا اپنا ملجمدہ گروپ اور امتیازی نام بت لینا ہی اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ انہیں اہل اصطلاحی "اہل السنۃ" سے بڑا سچی اختلاف رہا ہے۔ اتنا سچ کہ اس کو ہر اوقات ملحوظ رکھنے کے لئے خرقہ وار اذ جدالی ہے اور افسوسی ضروری ہے۔ پھر جب اس اختلاف پر ائمہ کی جماعت کے لئے انہوں نے "اہل حدیث" کا نام چالا کر اپنے اکابر حدیث "ان کے نزدیک سنت" سے جدا گانہ چیز ہے۔ اتنی جدا گانہ کہ اسے ذکر و سچی اختلاف کی خاتمیگی دی جاسکتی ہے۔

میری ان معرفات کو اس شکایت پر جھوپ نہ رکھا چاہئے کہ اہل حدیث حضرات اپنی الگ جماعت کیوں بناتے ہیں ہیں۔ اور اہل سنت والجماعت سے کچھ اختلاف کیوں برکت ہے۔ اختلاف ہائے ہر شخص کا پیدا شدنی ہے۔ اور یہ حسائز حدود میں ہے تو کچھ ایسی ذموم چڑھی نہیں، بلکہ بعض حالات میں اختلاف راستے ہی اصلاح و تغیر کا باعث ہتا ہے۔ لیکن کہنا یہ ہے کہ پاکستان کے موجودہ حالات میں کسی طبقہ موزوں نہیں کر کے اسلامی دستور کے شیدائی مکمل مقادفات اور ادنیٰ صافی کی خاطر اس شخص کے خلاف ہنگامہ آنی کریں جو اسلامی دستور

بُلْكَلْ كُلْكَات

سوال بھیجنے سے پہلے چند ضروری یادیں یاد رکھئے!

(۱) ایک دفعہ میں تین سوالوں سے زیادہ ہرگز نہیں (۲) سوالات تختصر اور تحریر صفات ہوئی چاہئے گھبیٹ لئے
ہوتے قابلِ جواب نہ ہوں گے (۳) جسی مسائل اور عقائد یا انی آمیز سوال ہنس شائع کئے جائیں گے۔ اگر کوئی آپنی مسئلہ
ضروری دریافت طلب ہو تو جو اسی خط لکھتے (۴) فرمی اشاعت کا مطلب نہ کیجئے۔ اپنے نمبر پر اشاعت ہو گئی اور مقرر کیا
ہیں کہ آپ کے تین سوال ایک ہی بار شائع ہوں (۵) سوال کے خاتمے دیگر فقری امور مدت شامل کیجئے وہ مجموعہ بن لے گا۔

شراط لفظی پابندی نہایت ضروری ہے

(۶) آج کے ہندوستان میں اسلامی نظام کے قیام کی دعوت مسلم
قوم کے من میں فتنہ کا باعث ہے؟ اگر نہیں تو دلائل ارشاد ہوں۔
(۷) جماعتِ اسلامی سے آپ کو کوئی اختلاف ہے؟ اگر ہے تو
جزوی یا اصولی اختلافات کیا ہیں؟ اگر جزوی ہیں تو وہ کسی وجہ
ہے جو آپ کی جماعتِ اسلامی کی شرکت میں مانع ہے؟ اور اس وجہ
کا شریعت میں کیا قائم ہے؟

حوالہ:-

(الف) جیس کی مخالفین للہیت کی بھلے نفس کی کارفانی ہوتی
ہے تو دیانت و ایمانداری کے تھانے عیاری کے ساتھ یا مال کردیتے
ہجاتے ہیں۔ عام دنیاوی معاملات تو ایک طرف حدیث و قرآن
کے ترجیحون شک میں لوگ بد دیانتی کرتے ہیں۔ جبکہ ان کو پیش نظر
مجاہد احمد ارنٹر جہر کرنے کے اپنے کچھ مقصود معتقدات و خجالات
کا اثبات ہوتا ہے۔ چنانچہ سرویز صاحب دلخواہ اسلام (ولی) کی
معارف القرآن اس کی واضح مثال ہے۔ اور بخاری و کلم و ترکوہ
کے کئی ترجیحے بخاری نظر سے ایسے گذرے ہیں جن میں نہیں ملے
حدیثوں پر سید وہی سے عمل جراحتی کیا ہے۔ اور اپنے بعض ناسوں
باطل عقد اذکو ثابت کرنے کے لئے قول رسول سے وہ ظالماء مکمل

**سوال مسئلہ (الف) از۔ ۶۔ ۱۔ ضلع انکوم گڈھ۔ ہمیں کیسی کار
منکریں حدیث کی طرف سے شکوہ شریف کاں (رجو سار
پیشواد پڑی کی طرف سے ترجم شائع ہو رہا ہے) کی چند احادیث جو
حضرت دم صندھ مہا شرست کے بیان کے تحت ہیں انشاۃ علمت بنیان
حادبی ہیں۔ یعنی ان سے برحق کھڑوں "کا جواہ ثابت ہوتا ہے۔ کو کہ
ایک حدیث سے یہ جواہ باطل قرار پاتا ہے۔ مگر ہـ۔ ۵۔ احادیث سے
جو اجازہ بتائیں کہ برحق کھڑوں کی اسلام ہیں کیا جائیں گے۔ ویز
پرمنز کا نقشہ کیا ہے؟ کیا آپ نے مغاربہ قرآن جو حقیقی حدیث کیجی
ہے؟ اس میں انکھوں نے سوٹی سوٹی کیا غلطیاں کی ہیں؟**

(ب) اصلی قل نصیل، آپ نے دیکھا ہے جو بیت العلوم کو جعلے ہیں
باقی میں شائع کیا گیا؟ اگر دیکھا ہے تو اس کے باسے میں آپ کی کیا
دائی ہے؟ یعنی آپ کی نظر میں اس کا کیا وزن ہے؟

(ج) کیا حدیث دین کا ایک جز ہے؟ اگر نہیں تو اسلام میں اسکی
جیفت ایسی ہے؟

(د) آج سلم عالم اور علما کو ایم کے کریئے کا اصل کام کیا ہے؟
آپ کی نظر میں جو اس کام ہے لئے صحیح معنوں میں کون سی جماعت
ہے جو انجمن دیوبندی رہی۔ ۶۔ ۶۔

انسانی کو خود اس منزل میں بخچا کر انسانوں کی اکثر آبادی کے سے نہیں گذارنا شوار ہو جائے۔ ایسا معنوی سُم ملایا کہ عوام کو اپنا رذق ہاں کرنا تکمیل ہو جائے اور اس نکلن کا عمل اج اس کی خود غرضی و سعیت کی یہ طبق کرتی ہے کہ مزید پیدائشوں کو روک دیا جائے!

پروپرٹی صاحب کے ظفریات صحیح ہم جانتے ہیں اور حکم القرآن مجھی ہم نے ماضی میں دیکھی ہے۔ لیکن ہم نہیں کہ خود ماضی خلافات دلنظریات پر اپنا وقت صنائع کرتے اور معارف القرآن مجھی "ہموانی" کتابوں کی بحث میں پڑھنے کی وجہ سے ہم مناسب سمجھوئیں کر اپنے اوقات و افکار کو قرآن و سنت کے چشمہ صافی سے وابستہ کیتے رکھیں اور ہر طرف ہماخت پیر ماں کے عومن اُس سیدھے راستہ پر چلے جیں جو ہم سے بہتے اصحاب علم و قوی اور ارباب علم و عمل نے علمی چیزاتی میں اللہ کے بعد تحقیق کیا ہے۔

(ب) "قول فضیل" قال ابا ہماری نظر سے ہمیں گذر رہا۔

(ج) یہ سوال علیٰ نادا تخفیت کا نتیجہ ہے۔ یہ ایک مطہرہ تحریک ہے کہ حدیث و سنت دین کا جزو و لازم ہیں جحضور مسیح کوینں صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال سے اگر تعجب ظفر کری جائے تو اسلام کا وہ تمام نظام عقائد و اعمال من کے بل اور ہم ہے جو صحابہ سے آج تک قائم جزا اسی سے حدیث کے بغیر وتر آن کی کماحت، فہم مکن نہیں۔ حدیث کے بغیر روزہ نماز جسیں ضروریات دین اور لوازم ایت اسلام تک کا باقاعدہ مکن ہے۔

(د) علماء کا کام ہمیشہ اور آج بھی بھی رہنا چاہلے ہے کہ اسلام کی تبلیغ کریں۔ زمانہ و مقام کے بدلے ہوئے حالات اور محاذین کی کیفیات کے لحاظ سے طرز تبلیغ میں تو موقعہ موقع تبدیلی ہے شک بر حق ہے۔ لیکن بغیر تبلیغ ہر دو اور ہر مقام پر ازوفتے قرآن و سنت ضروری ہے۔

(س) آج کے ہندوستان کی کوئی خصوصیت نہیں۔ دعوت حق ہمیشہ یہ شیطانی قوں سے ہے جسے باعث ہنکار آرائی رہی ہے۔ اور طاخوت نے اسے دیانے کے لئے ہمیشہ منت نہ فتح کھڑے کئے ہیں۔ آنکھوں صلی اللہ علیہ وسلم کو جہالت دکفر کا جس درجہ ناسازگار اور تاریک تر ماحصل لامعضاً اس کی جرمائی آج کا ہندوستان ماحصل کیا گے۔ لیکن آپ نے فتنیہ اشرار کی پروا

کھلاسہ ہے کہ با یاد و مشاید۔
بہر حال ہم کسی خاص ناشر و طابع کا نام نہیں لیتے۔ بلکہ جو عوام پر تصحیح کرتے ہیں کہ ماتحت انس کو ادا لائیں بھی ترین حادثہ سے بالائے ہم اپنے علم سے تحقیق کر لینے ضروری ہے کہ مترجم علم دریافت کے اعتبار سے کافی حد تک قابل اعتماد ہے یا نہیں۔
درستے جب تحقیق ہو جائے کہ قابل اعتماد ہے اُس وقت بھی کسی حدیث کے ظاہری اطلاق و مفہوم سے کوئی نیادی ہی عقیدہ قائم نہ کر لینا چاہئے۔ کیونکہ حدیث اپنے ظاہری مفہوم و مراد کو ساختہ اپنا سیاق دیتا ہے۔ اگر حدیث کے ظاہری مفہوم سے دین قائل نہ ہوں، بلکہ محدث علماء اس کے برعکس عقیدہ ظاہر کرنے ہوں تو کچھ لینا چاہئے کہ کا تو سیاق و سہابت کے اعتبار سے اس حدیث میں مزید بچھوڑے ہیں۔ یا ان حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث فیصلہ کی استدلال کے لائق نہیں یا دوسری حوشیں ایسی موجود ہیں جو اس حدیث کے ظاہری مفہوم کے عکس عقیدہ دیتی ہیں۔ اور انہیں ترجیح دینے کی معقول علمی وجہات ہیں۔ اس طرح کی بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ان کو بچھوڑ کر جانے کا مرحلہ علم دینیہ میں دسترس رکھنے والے علماء کے سوا کوئی بھی ملے کر سکتا اور جو لوگ صرف ترجیح سے کام چلانا چاہتے ہیں۔ یا عمومی طور پر عربی حاصل کرنے ہیں اور اس جانے کی کوہت کچھ بچھے ہوئے ہیں وہ مزدور ٹھوک کر کھاتیں گے اگر ذاتی عقل و فہم کی بنیاد پر اپنے عقائد و خیالات کا لام تغیر کر سکیں۔
اس تصریح کی بعد اب سوال (الف) کا جواب سنئے کہ قرآن و حدیث کے گھر سے مطالعہ کے بعد علمائے قتلے تریخ کھڑوں کے باشے میں یہ فحصلہ کیا ہے کہ چند مخصوص ترین احوال کے سوا اس کو تعلیم اور جذب جو ازالہ ہیں۔ پر مخصوص ترین احوال بہت ہی محدود ہیں۔ مثلاً عبودت کسی لیے جبaci نفس کا شکار ہو جکہ استقرارِ حمل اس سے نہ ہو اسکت کا موجب بن سکے۔ یا ایسا بھی کرن اور شدید عذر۔ لیکن اچکامروہ جو برهنہ کھڑوں "جن بیلوں کا ہزارہ یہاں پر وہ اسلام" میں تعلماً مقرر ہیں۔ آج کے برہنہ کھڑوں کی بندی میں یا تو عدالتی و خود عنصری کے لفاظ کا رذہ ہو ستے ہیں یا مصنوعی غیر طرقی ضروریات کے داعیے۔ انسانوں نے معاشرہ

کی دو سیسہ کاریں اور راشید و دانیال اتنی گوشہ دکھنے اور نہ بڑھنے ہیں کہ اکثر اوقات ہم وہ دشمنی کے تمام ہی ادھکا اسے پر پورا پورا عمل کرنے ہوئے ہیں مگر ان کے فضاد سے ہمیں بچ پاسے اور ہماری خال نہ رخصی کی سی جو جاتی ہے جس کے سبھ کی سادا ہشیری بالکل مشکل کام کر رہی ہے۔ مگر ہموہی سے غفارنہ منکار کا دلخواہ ہے اور ہم سعوی سے جزوی لپھٹنے والی تامندی ترین شخص کا مارٹن سٹیل کے لپھٹنے لپھٹ دیا ہے۔ ابتداء میں گی ناٹک راہ پر چلتے ہوئے اپ کو ہر ہلکوں نہایت احتیاط اور احتساب سے کام لینا چاہتے اور اپ کے شخص اسٹاک اور طرز و طور کے باستے ہیں جو کوئی طبع کی نامہبوں نہ لفڑیں ہماقت انسان میں ہو جو دیں ان کے استعمال والانعام کی سیکری چاہتے۔ لیکن قیریاب دار کی جیشیت ہیں اپنا احساس واضح کر دیا ہمارا کام سے بقصیں کو آپ خود کھین۔

”غزوہ عجز“ بھی ہے بندی کا ایک مقام
مگر خدا نہ کرے یہ مقام آجائے!
سوال ۲۔ از جدالتار۔ آکون۔ ہدیان

ایک صاحب پہلے (ساری زندگی) وکالت کرتے تھے۔

اب تقریباً دو سال سے دکالت چھوڑ کر وظیفہ ہیں اور دو سیس قرآن بھی شیتے ہیں اور اپنی صلاحیت اپنیت کے مطابق عالم اسر کو ہر بی زبان کی شیش بھی دیتے ہیں۔ عالم میں عربی زبان کے معلم کی جیشیت سے ٹھوڑو و معدود بھی ہیں ان صاحب کا اپنا دعویٰ یہ ہے کہ ہیں نے کسی سے عربی نہیں لکھی اور کسی دستاویز کے مامنے نہ فوٹے ادب تہہ کرنسے اللہ نے مجھے بچا یا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہیری مدد کی اور ہیں نے عربی زبان پر عبور حاصل کیا ہی جتنا جمعہ کے دونوں خطبے اردو میں دیلیل ہیں صرف دوام اور سوم گلہ پڑھ کر اردو تقریب نہ کر دیتے ہیں۔ اور دوسرے خطبے میں غالباً اردو بھی جوتی ہے دلیل ہے دیتے ہیں کہ عام لوگ عربی نہیں بخشن۔ کی یعنی سنت کے خلاصت ہے انہیں۔ لیکن کسی کو حق یعنی چلتے کہ سنت میں اسی ترمیم کرے؟ اس دلیل سے کیا ہیں مگر یہ حق ہے کہ ہم جب کہ عام لوگ عربی نہیں بخشن تاہم بھی اردو بھی ہیں پڑھیں۔ (بپ)، یہی موصوف (ناٹک و کالت) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادمؑ کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا۔ کیونکہ قرآن میں (فَإِنْ أَعْنَ

لے) بغیر وحیت حق کا فرضیہ انجام دیا۔ اور آج بھی ہر جگہ کے اہل حضرات پر ملک کے آئین اور عوامی حالات و رحمات اور اجتماعی مصلح و خود کی مناسب رحمات کے ساتھ فرمائیہ تسلیح کی ادائیگی ضروری ہے۔ رہائی خلقو کے اس سے فائدہ و شریفہ ہو گا تو اس خلقو کی بنیاد اصل میں اس غلط اظر عمل پر ہے جو دعوت حق کو ایک خاص قوم اور فرقہ دار اسٹریک نہ کر اختیار کیا جاتا ہے۔ اسلام کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہیں۔ وہ تمام عالم انسانی کے لئے ایک پیغام ہے اور اس کی دعوت ماحول نہیں اُسی پر گیری دعویٰ میت کے ساتھ دنیا پاہنے جس طبع انبیاء کرام عہدماً اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصیاتی آئے ہیں۔ اس کے بعد سنت داوس کو اختیار ہے کہ مانیں یا نہ مانیں۔ آج چنانچہ مہندوستان کے آئین میں شخص کو اپنے نظریات و عقائد میں کرنے اور معمول و پر انسان ملوب ہی اسلام کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ اس حق سے اگر محمد اری سے قائدہ اٹھایا جائے تو دعوت حق کا کام بلا خلاف و مہنگائی کے بھی جاری رہے سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض داعیان کرم کی حالت میں دیکھا جا رہا ہے۔

(مس) جماعت اسلامی کے بنیادی دستور اور دعوت اور موقف سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں۔ اور ہمارا خیال ہے کہ ہم بھی ہمیشہ جانب داری اور خلوتے ہیں کے ساتھ ان بنیادی چیزوں کا اطاعت کرے گا اداه اختلاف و اخراج کی جرأت نہ کرے گا۔ لیکن اس کے آنکے جزئیات و فروعات کا ہم معاہدے ہے اس پر کسی طبع کا اہلدار خیال ہم یا ہم نہیں کریں گے۔ ہم سکتا ہے کہ جماعت اسلامی میں شرکت ہم اس لئے نہ کرنے ہیں کہ اس کی رکنیت جو مخفوظ کروار اور ایسا ان دینداری کا مطالبه کرتی ہے وہ ہمیں سبزہ ہو۔ یا ہم سکتا ہے کہ ترکیۃ و تصور کے باب میں ہم جماعت کے بھرپور بادا حل و عقدت کے اختلاف ہو۔ یا ملک میں بعض افراد جماعت کو طرز کار اور اندرا نظر اور احسان و دوچار میں مطابقت نہ ہو۔ یا ہمیں ان کے طرز وہجاں اور دسیجن کی بعض جزئیات پر اعتراض ہو۔ یہ اس طبع کی بات ہے میں ہم کے لئے ہم کوئی فیصلہ نہیں تھا۔ نی ابوقت نہیں کہتا چاہتے ہے۔ میں اتنی لگاؤ ارش انتہائی بحد و ادیک ساتھ جماعت اسلامی کے پروانوں سے کرتا چاہتے ہیں کوئی لفڑی دنارہ

علوچ دلیل مذکون سے نہیں ہو سکتا۔ دماغی کرمی دوڑ کرنے کے لئے دو دعا استعمال کر افی چاہے۔

سوال اٹھا جاؤ۔ حیدر آباد کن۔ سائنس

آج کل امریکہ اور روس کی جانب سے چاند اور دوسرے سیاروں تک پہنچنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ان کا خالق آئندہ ایک صدی تک تکمیل کا میابی ہو جائے گی اس کے لئے وہ غذاوں اور دسری ضروری چیزوں کے ساتھ صنعتی ساینسز زینی اور چاند کے درمیان عارضی طور پر قائم کریں گے۔ کیا ان کی پہلو کوشش کا میاب ہو گی؟ اور کیا قرآن میں خدا نے ان کی تفصیل دی ہو؟ کیا کسی حدیث وغیرہ سے یہ تابت ہے کہ انسان اس قسم کی کوشش کریں گے اور ان کو کامیابی یا ناکامی ہو گی؟ کیا ایسا کہنا یا خیال کرنا لائا ہے؟

جواب اٹھا جاؤ۔

اگر آپ کوئی مترجم قرآن پڑھ لیتے تو خود معلوم ہو جاتا کہ قرآن میں اس طرح کی جزویات پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔ تھا ان تبدیلیات کا حکم شیخی دریشنخی کے لئے ایک آئینہ صافی ہے۔ یہیں یہ تہیان اس جیشیت کا ہے کہ تمام مسائل جیات اور امور کا ناتھ کے اصول اور سرچشمے اس کے دامن میں بحثیت گئے ہیں۔ مسلم و تھقین کی بسط پر انہیں اور سائنس کی کارکذاریوں کے باہمیں ایک طرف ہیں و مختصر تکمیلی ایسی ضروری جیھی خلاں کی آیت پہنچاتی ہے کہ دنیا و اپنی ای ہر سچی کی تحریر کی صلاحیں انسان کے اذر و دعیت کی گئی ہیں اور لحد خلقنا الادسان فی احسن تقویم اور قال سرتک اللهم شکر اسجدنا دالاً دم میسیح ایا انسان کے اُس مقام اعلیٰ کی خبر دیجی ہیں جو انسان کو تمام خلوقاً میں حاصل ہے۔ اللہ علی شائز نے انسان کے لئے حرام و ملال کی واضح حدیں مقرر فراہیں اور اس کے بعد اسے حق ہے کہ علال کی حدیں رہ کر انسان کے تائے میں توڑ لائے۔ یہاں الکبر اور آبادی کا تفعیر کتابیں محل یاد آتا ہے۔

تم شوق سے کلچ میں پڑھو پارک میں پھولو

جا کر ہے غباروں پر اڑو چرخ پر جھوٹو

پر ایک سخن بسندہ حاجز کار رکھو یاد

فی الاَّرْضِ خَلِقَهُ ہے۔ الگفت آن میں خلیفتی ہوتا تو اُس وقت آدم کو خلیفہ کھا جا سکتا تھا۔ لیکن کا یہ قول صحیح ہے، یا صحیح کیا ہے، معلوم کریں؟

انہی موصوفات کا قول وقیدہ ہے کہ امیر کی اطاعت شرک ہے۔ خواہ کسی معاملہ میں ہوئی اعلیٰ قدر، لیکن امیر تباہی شرک کا نہ عمل ہے۔ اور اسلام میں کوئی جماعت نہیں۔ اور نہ کسی کی اطاعت ہے۔ حشکر رسول کی اطاعت بھی ضروری نہیں۔ لیکن قرآن میں عربی صرف اسی سے پڑھو اور مفتر آن کو بھو۔ کسی مندیا نہ کی عالم ہی شرک کرنا بھی لگانا کبیر ہے۔ لیکن موصوف کا یہ روایہ اور فعل درست ہے۔

جواب اٹھا جاؤ۔

اور دو دیں خطبہ پڑھنے کے باکے میں ہم کسی بارہ دلائی کے کہہ چکے ہیں کہیجے درست نہیں ہے اور عربی کے سوا اسکی دسری زبان میں افہام اور قیام اور سلسلہ دعامت کو خطبہ کے سوا (جو عبادت ہے) کی اور وقت پر اٹھا کر رکھتے۔ اب کوئی تباہے تو ہم کیا کریں۔

سوال کے حصہ (ب) میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کی جیشیت نہیں سے زیادہ نہیں۔ آیت قرآنی اسی جماعت فی الاَّرْضِ خلیفہ کے مباحثہ موصوف نے جو سخن فرمایا ہے اس کی مشال ایسی ہی پر کو ایک شخص نے ذکر کے کہا ذرا پاتی لاما۔ تو کرنے پانی اُنہیں کوچھیں کر جیسے سائیں رکھدا یا جس کے قریب بندھی ہوتی تھی۔ مالک نے کہا اس حق پانی مجھے دیتا اہل کیوں و کھدید۔ تو کر بولا۔ آپ نے چونکہ ہے نہیں اپنا کہا جسے دیتا اس لئے میکھا کر جیسے کہ نہ کیا ہے وی ایک بُرَبَّتِ مجھ سے قریب تھی!

خلیفہ کے حقنی اگر قائم مقام کے ہیں تو موصوف سے پڑھ جیسے کہ اتنے اگر انسان کو اپنی قائم مقامی کی نہیں دی تو پھر کسی دی؟ حضرت عرش تو کہہ ہیں کہ اسلام بلا جماعت کے نہیں ہے اور جماعت بلا اطاعت کے نہیں ہے۔ قرآن اپنا ہے کہ فَإِنَّمَا يَمْنَعُ
يَعْبُدُ اللَّهَ وَجْهَهُ— یعنی تاکید میں کہ کرتا ہے کہ وہ کاشتہ قتو۔ اور موصوف کہہ ہیں کہ امیر کی اطاعت شرک کے اور اسلام میں کوئی جماعت نہیں۔ جس خدا آن کو پڑھنے کا ہمکہ ہے ہے ہیں وہی قرآن بلگہ لکھا ہے کہ رسول کی اطاعت کرو اور موصوف کہہ ہیں رسول کی اطاعت بھی ضروری نہیں! یہ بہ دنات نہیں تو کیا ہیں۔ نہیں

یہ انسان۔ یہ دلخواہ دل والی شخصیں جس سے نئے نئے کر شے صادر ہوئے ہیں۔ اس کی حقیقت کہ تمام تعریف و توصیف اسی سکل سے ثابت کردی جاتے۔ حقیقتی تعریف تو اُس کاں و اکل موجود خالق کی ہے جس سے اس شخصیں کو۔ اس انسان کو بنایا ہے۔ سائنس کے جدید ترین درمیں بہت سی ایشی شخصیں بنائی جا رہی ہیں جو پڑی حد تک اس بات کی صلاحیت رکھتی ہیں اور جب کہیں خراپی آجائے تو وہ خدا اس کو دریافت کر لیں اور اسے دور کر دیں۔ اگر واقعہ ایشی شخصیں کامیابی کے ساتھ ایجاد ہو جائیں تب یہی آپ کی حقیقت کو نہیں دیکھیں گے کہ خود ان شخصیوں کی عظمت و ندرت کے راستے پر۔ بلکہ تعریف و توصیف کے مارے کے بناءے والوں کے لگھے ہیں ڈالے گا۔ سائنس ہری کے گن گھاتے گا۔ تب یہ یقینی پڑی جماحت ہو کہ انسانی شخصیں کی عجیب و غریب خوبیوں اور صلاحیتوں کے دن دو نے رات چون گئے اختلاف پر ہم ایشیں کے بناءے مذکوٰت کو تو بھوپال اور خوشیوں ہی کے دھمکت پر سمجھے کریں گے۔ جسی تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلوق دبھوں دبھوں اور ناشک اکھیا ہے۔

انسان کو چاند یا کسی اور سیستان تک پہنچنے ہیں تا کامی ہو گی یا کامیابی۔ اس سے اسلام کوئی بحث نہیں کرتا۔ اگر انسان نہ ہوتا تو کہ سیاروں پر پہنچ جائے بلکہ دن اپنی حکومتیں بھی قائم گرے تب بھی خالق کائنات کی عظمت دیکھائی اور اسلام کی منزلت دہر گیری کو تمہر برآ برآ ٹھیک ہے۔ یہی تھی۔ ان چیزوں کے باوجود یہی حال اُر اُری اور تجھنہ لگناہ دو اواب سے کچھ عشق نہیں رکھتا۔

سوال: ماذ محمد رضا تاریخ اسلام ابادوک، حزاو پر گفتہ اکثر لوگ حزاو پر گفتہ بنائے پر احتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مذاو صرف پنجی ملی کا ہونا چاہیے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ اکثر اور اصل مذاو خود سربرد و حالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار و تاریخ پر گفتہ ہے۔ اس لئے جو آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا مزار پر گفتہ با چھت بنانا یا مجھے ہوئے پختہ تغیری کرنا ماجائز ہے یا نہیں جواب یہ ہے۔

پختہ تغیری بنانا ماجائز نہیں ہے۔
اس سلسلہ پر ایک اور سوال کے ہاں میں ہم قدر تھے تفصیل کام

اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو
قابل کائنات نے عبادات کا جو نظام بندوں کے لئے قائم کیا ہے اس پر خورق رہائی تو سعوم ہو گا کہ دینا کی لذتوں اور کائنات کی بوتلہیوں میں اس قدر بے پناہ کشش اور جاذب ہے کہ اگر عبادات کا ایک مستقل اور غیر معمتم سلسہ قائم ذرخہ جائے تو انسان کسی طرح بھی اپنے خالق والاکس کو یاد نہیں رکھ سکتا۔ وہ قسم کا ہوں اور علم و تحقیق کی دادیوں میں اس طرح کھو جاتے گا کہ اپنی سہی سے ماہر کی حقیقت اور اپنے خدا کی ذات والا صفات کا تصویر بھی اس کے حافظہ سے مکمل جاتے گا۔

اصولی طور پر قرآن و حدیث نے طلب علم پر بار بار نزور دیا ہے اور علم کا دائرہ علم دین سے لے کر تمام علوم و فنون اور صابر مکمل حادی ہے۔ اگر انسان احکام خداوندی کی بجا آؤ دی کے ساتھ سائنس کے میدان میں جو لانیاں دھکلاتے اور چاند ستاروں تک پہنچنے کی کوشش کرے تو اسلام کو اس پر کچھ اعتراض نہیں۔ بلکہ عظیم سائنسی امکانات اور ایجادات تو خدا کی عظمت و جبروت اور بے پناہ قوت و حکمت اور صفاتی و ملائقی کے لئے تھے مزید مواد استدلال فراہم کر سکتے ہیں۔ جو سائنس داں کائنات فلکی کا اطلاع کر رہے ہیں وہ بے اختیار پکار رہے ہیں کہ یہیں طبع ممکن ہے کہ اتنی وسیع و بیضی کائنات ایسے عجیب و غریب ستائے اتنی پڑی تعداد میں ایسے لا جواب سائنسیں فلکم و انتظام کے ساتھ آپ ہی آپ وہ جو دیں آگئے ہوں۔ پختہ تغیری مسخر یہ ہیں چاند یہ گول زمین اور یہان کی ایک دوسرے کے گرد اور اپنے گروہ پر یہ بے حد مر بوط و تنظیم گردشی خود بخود پیدا ہو جائے والی چیزیں نہیں ہو سکتیں۔

جانے غور ہے کہ انسان جتنا جتنا ایجاد و تحقیق کے میدان میں آگئے پڑھتا جاتا ہے اتنا اتنا اس کے پیدا کرنے والے کمال فن بخش ہوتا جاتا ہے۔ آخر اگر کوئی سائنس داں ایک عجیب و غریب شیوں بنائے ہے۔ مثال کے طور پر وہ ایسی دلخواہ دیرے کا نام ہے۔ خود کا رہیں خدا رکھ کر تھے ہے۔ خود کا رہیں خدا رکھ کر تھے ہے۔ کرتا ہے۔ تو اس عجیب و غریب کا تما منزکر بیٹھ آپ اُس سائنس داں ہی کو توجیتے ہیں۔ کوئی نہیں جو اس شیوں کی عظمت تبلیغ کر سکتے۔ بلکہ ان کے بناءے والوں ہی کی تعریف کر سکتے ہیں۔ تب

نیں اور اس کے نفع و مضر کو کل طور پر جانتا ہے۔
ہر طبقہ اور سر قوم میں بجا الی خلائق تدریس اور اعمال
ضرور ہوتے ہیں۔ خود خشر کے طور پر تمام اقوام عالم میں پائے اور
ملئے جاتے ہیں۔ مثلاً غربیوں پر حرم کرنا۔ بہان فوازی، خوش اخلاقی،
ادایگی حقوق، عدل و انصاف وغیرہ۔
پس ایسی چیزوں میں تو شہادت اور نقل کا کوئی سوال ہے نہیں۔
ان کے خلاف وہ حرکات و عملیں کا تعقین فطرست ہے وہ بھی
اس دائرے سے باہر ہیں مصلحت مسوی۔ چنان۔ رونا۔ حکما۔ پیغمبر خیر۔
اب تشبیہ کا سوال صرف اُن چیزوں ہے رہنمائی ہے جو یا تو
دیگر اقوام میں بطور نبی عیین کے پائی جاتی ہوں اور اسلام
میں ان کے خلاف دیا گی۔ جیسے شما مہساوں کا اپنے دنیوں
کے سلسلے سارے ایک چھٹا بیان کر کے پاک و صاف اور قابلِ محاذ
ہو جانے کا عقیدہ۔ یا جیسے دلوی دلوتاوں پر نذر چڑھانا۔ یا لوگوں
شکون و غبو.

یا اُن چیزوں میں کہ جن کا تلقن مدھب سے تو زہرگاری
غیر مسلم قوم نے اپنی بطور شوارا اور بطور امتیازی تباہی اور بطور
لائز متعیشت اختیار کر کھا ہے۔ مثلاً لباس کی وہ خاص وضع جسکی
جزیئات کوٹ پتوں، ہیڈ، نانی، بینکر وغیرہ کے ناموں سے بوسیں
ہیں۔ یا ساری چیزیں کرتی وغیرہ۔ یا اخلاقی چھری کاٹنے سے ہیز
کر کی پر کھانا۔ یاد اڑھی مونڈنا۔

ان دو توں طرح کی چیزوں میں نقل و تقلید داخل تشبیہ ہے۔
اوہ حسب مراتب اس میں صعیبت خفی سے لے کر گناہ بکریہ اور
شرک تک کا حصہ در ہوتا ہے۔
(آپ کا دوسرا سوال اتنا گھیٹ ہے کہ کاتب آسانی سے
نہیں پڑھ سکتا)۔

سوال ۳:- (ایٹھ) بدعت

درگا ہوں کے اعلان اور ہبھوں کے قریب آج کل قولی
کارروائی ہے۔ اس میں بیلد وار ٹوٹنگ بھی بجائے جاتے ہیں۔
اس میں شک نہیں کہ قولی صاحبان حمد و نعمت کلام سنائے ہیں
کیا اس طرح قولی جائز ہے؟ اور ایسی درگا ہوں والی قبور کے
الیصال ثواب کا باعث ہو سکتی ہے۔ اور سئنسے والوں کے

غالب ایک شاکے، یہیں بیش کریں گے۔

بیاناتک لفظ کا معاملہ ہے لفقرآن و مفت میں اس کا جواہر ہے
کہ میں نہیں مل لیکن علماء کا فیصلہ ہے کہ الگ لگید بنائے کی علمی صرزہ
ہو گئی ہے تو اب اسے ذھانا ہیز جاہے اسی تحریر قور الازم آتی ہے۔
اور فتنہ پیدا ہوتا ہے اگر بھر جیب عیی بنا اور جستے ہیں نہیں بنائے۔

اللہ کے سر درہ تم اسکے بعد ہیں کچھ کچھ کی تہت یہیں میں نہیں باتے۔

سوال ۴:- از تور الہدی۔ ضلع پیر - شبیہ

اسلامی تعلیمات میں عام ہدایت ہے کہ جو اس کمیں نہیں کوئی
اجھی بات لٹڑاتے تم اسے لے لو وہ اسلام ہی کی نکوئی ہوئی ہے۔
ایک دوسری ہدایت میں شبیہ کی خلافت ہے جیسے ہم کسی
دوسری قوم کی اپنی بات جو ہمیں پسند اسے لے لیں تو کیا اس کا شمار
تشہیر میں نہیں ہو گا؛ اگر شبیہ میں ہو گا تو شبیہ کے حدود کیا ہیں؟
براؤ کرم ان دونوں امور کی صراحت فرمائیے۔

جواب ۴:-

اصل یہ ہے کہ ہر اچھائی اور بُرائی پر اسلام اصولاً جامع
ہے اور نیکی و بُری کی کوئی بُنیادی نہیں جسے اسلام نے نظر انداز
کر دیا ہے۔ الحکوم اکملت لکمہ دینکم۔ آج ہم نے تمہارے نئے
دین کو مکمل کر دیا۔ جس شے کی نہیں خداوند فرمادے، س جیسے کامل
و مکمل نہ کی ہو دہ ناقص رہ مکنی ہے؟

اب رجھنا یہ ہے کہ کسی غیر مسلم قوم کی نہیں الگ کوئی بات اچھی
لگ رہی ہے تو اس کا درجہ اصولاً یا فرد غیر اسلام میں بھی ہی نہیں
اگر یہ تو اسے "دوسری قوم" کی کہنا ہی غلط ہے۔ بلکہ یہیں کہتا
چاہے اُن ہم نے اپنا اسیں بھل دیا اور دوسروں نے اسے اپنالیا۔
پس اس بات کو دوبارہ اختیار کر لینے میں شبیہ کا سوال ہی نہیں۔

اور اگر اس کا درجہ اصولاً یا فرد غیر اسلام میں ہے ہی نہیں
تو مجھنا چاہے کہ اس کو اچھا بھجئے اور پسند کرنے میں نفس کی خواہش
کا فرما ہے۔ انسان کی اپنی پسندیدہ و خوب تر کر جاتے۔ اور
سچے۔ وہ بارا ایک چیز کو اپنے لئے پسندیدہ و خوب تر کر جاتے۔ اور
وہ اس کے لئے مضر ہوتی ہے۔ اور بارا ایک چیز کو اپنے لئے پسندیدہ و خراب
سمجھ لے اور وہ اس کے لئے نادہ منہ ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں
اصل معیار اس خالق ہر دو قل کا فیصلہ ہے جس نے انسان کو پیدا

پہلے بھی کچھ پڑتا ہے؟ نیز قوامی میں کن حدود کا لحاظ رکھا جانا چاہئے۔
سچے۔ یہاں کرم صراحت فراہم کر فرمائیں۔

جواب ۴:-

معلوم ہوتا ہے آپ تجلی کے نئے ناظرین درستہ سوال نہ
کرستے۔ قوامی اور راگہ رنگ تطبیعت ہیں۔ اور اپنی قبور
کو ایصالِ ثواب کرنے کے عالمِ مرقوم طریقے نہایت غلط ہیں۔

حدید و نعمتیہ کلام قوامی ہی نہیں، طوائفین اور رہبیوں میگر بھی
پڑھتے ہیں تو اس کی مشاہی یہی ہے کہ جیسے کوئی نسلام

"جمراسود" کو بت کر میں لا کر رکھ دے۔ جمراسود کی عظمت
و عقد میں اپنی جگہ ستم مگر اسے جگدے میں لانے والے کاظم
گناہ نظاہر ہے!

اور تماشہ قوی ہے کوئی جل بالعومِ حدید و نعمتیہ کلام
بھی بیکار خود شرعی اعتبار سے ہٹے ناقص ہوتے ہیں۔ ان میں
بیان الغر کے لیے گھوڑے (ڈھراتے) جاتے ہیں کہ پناہ بخدا۔ ان کو
گانا درکنادربان سے اور اگر بیا بھی اگ کوچھ نہ سکے نہیں۔

قولی وغیرہ کے باش میں مسئلہ صالح کے خواننے سے
ایک مفضلِ حضرون (ع) و زین العابدین کے تعلیمیں چھپا خفا اسے آپ ضرور
ملحظہ فرمائیں۔

سوال ۵:- نام و پیدا نامعلوم - مسجد میں گلائی دینا

اگر کوئی پیش امام مسجد میں بیٹھ کر اپنی زبان سے لغو
العنادیتی (مان کی گلائی وغیرہ) دے تو اس کے لئے قرآن اور
حدیث میں کیا احکام ہیں۔

جواب ۵:-

قرآن و حدیث کے احکام کا پنجواں لیے شخص کے بارے
ہیں یہ کہ مذکوب ایم میں گرفتار ہو گا۔

سوال ۶:- (الیضا)

اما ملت کے لئے کس قسم کا ادبی درکار ہے؟

جواب ۶:-

جو سائلِ ضروری کا عالم ہو۔ نیک عمل ہو۔ چھوٹے بڑے
گھن ہوں سے بچتا ہو۔

اور صورۃ مسلمان ہو۔

سوال ۷:- از جہر شاہ عالم۔ راجحہ دکن، مسئلہ ملک
تیزیز سے المسار سے شادی کے وقت کچھ گھنے اور میوسات
بلطور چڑھاؤ ادا لائیتے۔ دریافتِ طلب امریہ پڑے کہ یہ زیورات د
میوسات کس کی ملک ہو گی؟ واضح ہے کہ دینے وقت زیورات د
یہنے یہ صور کا درستہ تھا کہ اپنی ملک ہے۔ اس کا انہلہ راس
نے معاشرہ کے کسی فرد سے نہیں کیا تھا۔

وزیر ملک کی تعریف کیا ہے۔ اور کون صور تو سے حق ملکیت
ثابت ہوتا ہے۔ ہدیہ۔ ہبہ۔ عاریہ کی تعریف کیا ہے؟

جواب ۷:-

از روستے نہ فہم جیزوں میں رواج و اصطلاح اور اعتباً
زمانہ کا لحاظ کیا گیا ہے، ان میں سے یہ جیز بھی ہے۔ اگر کسی کتبے
میں شورہ کے چڑھائتے ہوئے گھنے حصہ و فتنی طور پر دی ہوئی جیز
بچھ جاتے ہیں تو ان کی جیشیت شورہ ہی کی ملک کی رہے گی۔ اور
اگر معاملہ اس کے بر عکس ہے تو یہی کی ملک ہو گی۔

جس طرح شادی کے بعد شورہ کوئی بھی جیز بھی کو زیارت
و ادائش کے لئے تھجھ بھجی سے ملتا ہے اور عاریہ بھی۔ ایس طرح
چڑھائی کے زیوروں کا معاملہ ہے۔ جیسا قریب ہو گا دیسا ہی
معاملہ کچھا جاتے گا۔ ہدیہ اور ہبہ بالکل بندیت کی صطاحیں ہیں اور عاریہ
دینا و قریب اور عرضی طور پر میئے کو کہتے ہیں جس میں تملک یعنی الک
بسارہ نہیں ہوتا۔

سوال ۸:- از جہری درستہ جماعت اسلامی۔ راجحہ دکن۔

خاتمه مزینہ داری

مزینہ داری کی بھی سے جو مشکلات پیدا ہو گئی ہیں اسکے
باشے میں راستے برپی سے ایک عزیز نے بعض موالات کے
تھے۔ انھیں شورہ دیا گیا تھا کہ آپ سے روح ج کریں۔ لیکن ہو ہٹو
تھے یہ خدمت میرے پرداز کر دی ہے۔ اس لئے آپ کو محنت
شہر دہم ہوں۔

عزیز موصوف کے سوال کا حصل یہ ہے کہ کوئی نہیں نہ
جن اوضاع پر تجھہ کیا ہے اس میں بالکل ایسا اوضاع کی
عرضی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ پھر اس مسئلہ میں جو بالذمہ سی دینے
چکے ہیں۔ وہ زینہ کی اصل قیمت سے کمی گنائیں جن پر جالیں

نے بر عایسے کو فی جانشاد حکام کی ہر تو بحسن حالات میں اگرچہ رعایا کی رضامندی و عدم رضا کو بہت زیادہ قابلِ حفاظ نہیں کھبایا تاہم معادنہ ضرور اتنا یا اگرچنا کہ اُس زمانہ دو موقع علی کے انتبار سے مناسب ترین بلکہ تریسے بھی پھر زاندھا۔ اور الگ سی سلان اشیت کا کوئی کارنامہ اُس کے خلاف بھی تائیج میں مل سکو تو سکی ذمہ داری اُس اشیت تک محدود ہے اسلامی شریعت کا اس کی پھر تعلق نہیں۔ اسلام میں کسی بہنگامی و عورتی دوسریں بھی یہ معتبرہ ملال نہیں ہے کہ اُن حکومت اپنی رہائی سے کوئی چیز زبردستی بلا آن کی حرمتی کے لیں اور معادنہ کافی کم دیں۔ خصوصاً جب الگین اس جبری معاملت سے معاشری تباہی اور ابرتی تک پہنچ جائیں تو صورت حال اور بھی زیادہ مکروہ ہو جاتی ہے۔

سال تک صرف سو دتے گا۔ اصل بانڈس فیلے ہی رہیں گے۔
البتہ بانڈس فروخت کے جا سکتے ہیں اس صورت میں صرف تیمت سے کچھ زائد (فالاً ساٹھی صدی) رقم ملتے گی۔

پس اس صورت میں کہ جس کی کافرید معاش بانڈھی ہو رہا کرے۔ اگر بانڈ فروخت کرتا ہے تو حکومت کی مقرر کردہ رقم میں نہیں ہے کچھ زائد رقم حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر نہیں فروخت کرتا تو جو رقم اسے حکومت سے ملی ہے وہ صورت کے نام سے ملتی ہے۔

جواب :-

پہنچتا اگر بخاب اس ایم سیکریٹے وار الافتاد اس علیم رو بندی اسی اور بڑے والٹس سے استفادہ کرتے۔ پھر اس باب میں جو کچھ سمجھے ہیں اس کا اعمال یہ ہے کہ حکومت وقت مبینہ بانڈس پر ج

حدیث اور قرآن

دین میں احادیث کا مقام کیا ہے۔ قرآن کا احادیث حکام کلام یہ ہے کہ ہمارے قیاس میں سو لے سو دشمنی سے کیا تعلق ہے۔ احادیث کے ترک کے بعد دین کی گیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ قرآن کا فیصلہ سنت رسول کے تعلق کیا ہے مولانا مسعود رکی تلمذ یا یہے تمام سوالات کا پہنچن جواب اس کتاب میں ملے گا۔ کافی فحاشت کے باوجود عوای فانکے کے پیش نظر فرمیت بہت بھی کم رکھی گئی ہے۔ یعنی صرف ایک رو پیہ۔

میتہ کا پتھر

مکتبہ تجسسی دیوبند (دوہی)
اویں رقم صود نہیں ہے۔ اس دلیل میں مکر دری آجاتی اگر حکومت زینیوں کی معادنہ آشادی کی کہ اسے تنقید اور سلم طور پر بہت کم گھپٹا دشوار پہنچا۔ شائع حکومت آنامعاوضہ دینی کہ اس زمانہ کی صورت پڑھتے ہیں۔ بعد میں ناتھ خواتی ہوتی ہے۔ کیا الگنا شرقاً جا نہ ہے؟ آپ تجسسی کی روشنی میں قرآن اور حدیث کا حوالہ لیکر جواب دیں۔

جواب :-

یہ سب خرافات ہیں۔ قرآن و حدیث کا والر کیا دین جبکہ ان میں ایسی خضولیات کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ قرآن تو کہا ہے کہ اللہ کے بتاتے ہوئے دین تھیم پر چلو اور اپنے رسول کا کہنا انہوں رسوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن عالی ہے کہ جو شخص دین میں کوئی نئی بات نکالے گا وہ جیسی ہے۔ پس قرآن و سنت میں جن باتوں کا حکم نہیں افسوس دین کا جز بالیسا۔ ہم جانے کے سامنے ہیں۔

لیکن جس صورت میں کہ مردیوں شرحون کے حفاظ سے معادنہ لفظی طور پر بہت کم ہے اور الگان اسی اسی کا کوئی دخل اس لیں دین میں نہیں تو ہم نہیں جانتے وہ رقم کس شریعی دلیل سے حرام ہوگی۔ جو بھطلاح حکومت صورت میں کہ اس زمانے میں دلیل ہے اور جسے اصل میں ملا کر جسی معادنہ کافی کم ہی رہتا ہے۔
تائیج اسلام میں جہاں کسی ایسا کوئی واقعہ ملتا ہو کہ اشیت

زندگی میں ہو گئی ظواہر ہے کہ ترک زندہ لوگوں کا نہیں ملتا۔ نہ ترک مرد دن کو ملنا ہے پس جوال والدہ اور بیوں کا خادم ہے بیبا اُنکی حیات کے زندہ کو نہیں بخچا۔ اور حب وہ مرجا ہیں گی تو بھی بھی زید کا حصہ نہیں نکلا گا کیونکہ وہ رحلکا ہے۔

سوال ۶:- از عباد القادر۔ حصادوں مال حرام

یہاں ایک سرمایہ دار جس کا سرمایہ جائز صورت کو مل نہیں کیا گیا ہے۔ مگر وہ اس کی زکوٰۃ باقاعدہ نکالتا ہے۔ لیکن اسکی دعوت قبول کرنی چاہئے؟

(ب) یہاں کے ایک امام صاحب اس سرمایہ دار کے بھوپوں کو اجرت سے کہڑھا کرتے ہیں کیا امام صاحب کو اسی اجرت لینی جائز ہے؟

جواب ۶:-

اُن سرمایہ خالصہ حرام ذراائع سے کمایا گیا ہے تو اس میں زکوٰۃ کا کچھ مال نہیں۔ کیونکہ مال حرام تو گل کا کل صدف کردیں دا جب ہے۔ بعض ایکس بھر سے صدقے سے کیا ہوگا۔ ایسے مال ہیں سے دعوت نکالنا بھی درست نہیں ہے۔

(ب) امام صاحب کا کوئی اگنہ نہیں۔ وہ لپھنے پڑھانے کی اجرت لیتے ہیں۔ واضح یہ ہے کہ مال بھی العین نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی مارض کے باعث بھی ہوتا ہے۔ دیسی مال جو اس سرمایہ دار سے ناجائز ذراائع سے کمایا ہے اس کے لئے بھی ہے اور اسی مال کو جب کوئی دو سرمایہ سے جائز ذراائع سے مال کرے گا تو اس کے لئے یہاں جائز ہوگا۔

سوال ۷:- داعیت، خرافات

یہاں ایک درواج ہے جس کو "تو شہ" کہا جاتا ہے تفضیل ہے ہے کہ ملک اصحاب کہف کے سلسلے میں سائیں نمازوں اور ایک بالکل سیاہ گلے کو باقاعدہ مدح عکیا جاتا ہے۔ ان کے حقیقتے کے مطابق مقررہ وقت پر کتنا خود بخود مدح عجلہ پر پیچ جاتا ہے (حالانکہ کئے کو زیر کوئی بھی تعلق نہیں کرایا جاتا ہے۔ اور لطف یہ کہ کھانا درست مردی بنا سکتا ہے، مورتیں دخل نہیں کرے سکتیں) لحدت کے بعد فائدہ سی جاتی ہے اور اس کا ثواب اصحاب کہف کو بخچا یا جاتا ہے۔ اور اگر کتنے کھانے کو نہ کھایا تو بھتھتے ہیں کہ تو شہ قبول نہ ہوگا۔ لیکن اس درواج کے باشے ہیں شرع کوئی حکم رکھتی ہے۔ اور جو کہاں تک

سوال ۸:- (الیضا) فلمی گانے

میں اور میرا درست ایکٹ فارم میں واٹر میں کی جیت سے کام کرتے ہیں۔ بعض وقت ہم دونوں کو شادی کے پروگرام میں ظیوری کارڈ جلانے جانا پڑتا ہے۔ بعض وقت لاڈ اسپیکر پر وہ لوگ طولانیوں کے گانے بھی کرتے ہیں ملیے پروگرام میں جانا درست ہے یا نہیں اور شریعت کیا ہے؟

جواب ۸:-

گھانتا بھانا اسلام میں حرام ہے۔ بلکہ ریکارڈ ہوں یا نہ ہے طولانیوں کے گانے اور نہیں کی حرمت ملک ہے۔ ایسی طرز میں جائز نہیں ہے جس میں کسی کا در حرام پر سبب ہونا پڑتا ہے۔

سوال ۹:- از شبہ بدرین احمد۔ مقام نعمت۔ دادا دادی کی رہنا

زید کی پتر پاس مال کی سے اور وہ بھائیوں میں اگلے ہے۔ زید کی والدہ صرف حیات ہیں۔ والدیات نہیں ہیں۔ اسکی ایک جیوہ بھی اس کے ساتھ رہتی ہے۔ وہ دو نابالغ لڑکا اور دو نوزاری لڑکی چھوڑ کر انتقال کرتا ہے۔ ایک لڑکی بالغ ہے۔ وہ جاندار زید کے اپنے نام سے ہے اس پر تو ان کی بیوی اور پھوپھوں کا حق ہوتا ہے۔ لیکن جو جاندار زید کی والدہ اور بیوں کے نام سے ہے اس پر اسلامی قانون دراثت کے اصول سے کس کا حق ہوتا ہے؟ وگوں کاہننا ہے کہ زید کی وفات کے بعد زید کا لڑکا بھوپھو بھوچانا ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے؟ اس بات پر آپ اپنی مدل مکمل رات کا انہمار کر گئیں۔

جواب ۹:-

یہ مسئلہ تجھ کیل پاکستان میں بہت زدوں پر ہے۔ اور ہم بھی بار اس پر تجھی میں انہمار خیال کر پچھے ہیں۔ بار بار تمام فصیلات دوسرا نام ملک نہیں۔ مجھسرا ایوں بھی کہ زید اگر اپنی والدہ کی نسبت میں مرگیا تو والدہ کے مال دو لوت میں زید کے لئے کا حق باقی نہیں رہتا۔ اور بیوں کے مال سے جو حصہ زید کو پہنچا اس کی اولاد تک جاتا ہے بھی بیوں کے زندہ ہونے کی صورت میں زید کی اولاد تک نہیں جاتے گا۔

بہت صاف سی بات یہ ہے کہ زید کی اولاد زید کے مال ہی سے درشت پا سکتی ہے جب زید کی بوت اپنی والدہ اور بیوں کی

درست ہے مفضل جواب دیں۔

جواب ۱۴۔

اس طرح کی چیزیں داخل فراغات ہیں جن کی کوئی اہل قرآن
دست نہیں ہیں۔

سوال ۱۵۔ ماذہ عبد الشکر، بالخت۔ دار الحکم

ہمارے ایکسد درست جانب عبد الرحمٰن خاں ہیں۔ ان کو
دار الحکم کے شغل تضمیحت کی گئی تو جواب یہ ہے ہیں کہ میں دار الحکم تو
سکھ و فریو قوم بھی رکھتی ہے۔ اس طرح کی بار اخنوں نے کہا۔ کہتے
ہیں کہ صرف نمازو زدہ زکوٰۃ وغیرہ پر زور دینا چاہئے۔ مگر ان ہمیں
میں سے ایک طریقہ ہو کہ نماز کی ادائیگی پر ابرا ادا کرنے
کی کوشش نہیں کرتے۔ جواب میں تقدیر فرمائی کہ یہ شخص کو ہمارے
میں آپ کی کیا راستے ہے وہ کہ وقت کہتا ہے کہ دار الحکم تو سکھ بھی
رکھتے ہیں۔ ۹۔

جواب ۱۶۔

ذہن خیل یعنی انکھوں سے خود میں ہو یہ کبھی کر سکھ و فریو کی
دار الحکم اور مسلمانوں کی دار الحکم کیاں ہیں۔ وغیرہ کا تلفظ
مجھے کاٹھے سیکھ اور مسلمانوں کے سواب دنایاں شاید کوئی قوم
ایسی نہیں جس کا نہ ہی شعار دار الحکم ہو۔ ان دونوں کے شعائر میں جو
فرق ہے وہ ہر دو مذاہن اپنے ظاہر ہے۔ سکھ حضرات کے تعلیم سے ہیں
ہال کاٹھا یہی جائز نہیں ہے۔ جبکہ اسلام کی رو سے بالوں کی ہمیت
درست رکھنے کے لئے قلعہ دہری تھا ہے۔ چنانچہ اس بنیادی
فرق کے تجویزیں ایک مسلمان اور ایک سکھ کی دار الحکم اندری
رات میں بھی بیجا یہی جا سکتی ہے۔

ملک ہے عبد الرحمٰن خاں صاحب کا اشارہ وغیرہ کے لفظ
سے ان بعض خیز مسلم حضرات کے ہو جاؤں کل بھی دار الحکم رکھ لیتے ہیں۔
جیسے امریکہ و انگلستان اور دوسرے کے بعض لوگوں کی تصاویر سے
لشکر ہے۔

تو انھیں سمجھنا چاہئے کہ شکلِ شبہ بالکفار کی نہیں۔ بلکہ اسے
تو ان کفار کے حق میں شبہ مسلمین کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے
ان کی مشاہدہ اختیار کی۔ بلکہ اخنوں نے ہماری مشاہدہ اختیار کی
رجی ہے بات کہ نمازو زدہ زکوٰۃ وغیرہ پر زور دینا چاہئے۔ تو

یہ بے شک تھیک ہے۔ یہیں لفظ "حروف" نکال دینا چاہئے اسلام
حصن الحصیں عبادات سے جارت نہیں۔ بلکہ انہوں تاحد تمام
مسائل زندگی اور یحیث و معاش اور اخلاق و تمدن پر حادی
ہے۔ تبلیغ کرنے والوں کا فرض ہے کہ جامع اسلام کی طرف
دھورت دیں۔ ہاں موقعہ بہ موقع نمازو زدے یا کسی اور فاضل
عبادات پر خصوصی تزور دے سکتے ہیں۔

جو شخص اکثر وہی تر دار الحکم کی تحقیر تھیک کرتا ہو اور ذلائل
لسانی سے اس کی خروجیت پر طہران ہروس کا عقیدہ فاسد
ہے۔ چلے گئے کہ اصلاح کرے۔

سوال ۱۶۔ ماذہ عبد الحکم - سرسی دکاروار، امامت و اقتدار
بیعت دونوں سے ہمارے ہیاں کی سلطانی سجدہ کو ایک بیش
امام کی ضرورت تھی۔ کچھ وحصہ ہوا ہم لوگ ایک بیش امام کو چشم خی
ڈھہب رکھتے ہیں مذکورہ سجدہ میں تھواہ پر رکھے ہوتے ہیں۔ لیکن
بعض لوگ اعتراف کرتے ہیں کہ حنفیوں کی سجدہ میں ہو کر کہ اسازی
بیو شے کے پڑے تھی ہوں تو پیش امام بھی حنفی ہونا چاہئے تیرشانی
پیش امام اور مقدمہ حنفی ہوں تو شافعی پیش امام کو حنفی طریقے
ہی سے امامت کرنی چاہئے۔ نیز دیگر مسائل میں بھی حنفی مسلمک
اختیار کرنا چاہئے۔ لہذا آپ سے اب یہ فرض کرتا ہے کہ کیا ان
لوگوں کا اعتراف اپنے صحیح ہے؟ کیا مذکورہ پیش امام کو حنفی مسلمک ہی
اختیار کرنا پڑے گا۔ کیا وہ شافعی مسلمک پر خیفون کی امامت
نہیں کر سکتا۔ جب کہ وہ حنفی مسلمک نہ جانتا ہو۔

براہ کرم اس پر غصہ روشنی ڈالیں۔ کیونکہ ہمیں بسیار
کوشش کے باوجود بھی کوئی حنفی پیش امام نہیں ہے۔ ملکا۔ نیز بڑی
بڑی تحریک اپنے حنفی عالم و فاضل کو رکھنے کے لئے ہیاں
کے مسلمانوں میں ملک نہیں ہے۔ اسی لئے ہم ایک قلل تھواہ پر
مذکورہ پیش امام کو رکھے ہوتے ہیں جو کہ امامت کا فرض بھی انعام
دیتے ہے اور بچوں کو عربی تعلیم بھی دیتا ہے۔

جواب ۱۷۔

آپ کا سوال اپنے عاملہ الوزد ہمنے کے باعث جتنی
تفصیل چاہتا ہے افسوس اس کی گھاٹش ان صفات ہیں نہیں۔
تمصر اجواب یہ ہے کہ ایک امام کے تقدیر کے لئے دوسری امام

یہ تو سچے بھول احوال حقیقی گوشوں کے۔ اب ہو جو وہ زمانہ فتنہ و شرستے پیچے کی خاطر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مقداریوں کو اپنے ہی ذہب کا امام رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اختلاف میں اب وہ الفاظ و احتمال اور تفسیرات باقی نہیں ہے جو پہلے حقیقی۔ آج کل اگر دام فتح یعنی کریما یا آسمین زندگی سے کچھ گاؤں بہت جلد حقیقی مقتدی نہستہ اختلاف کھدا کر دیں گے۔

جو صورت اپنے بیش کی اس سیصلحت وقت کا لفافاً توبہ ہے کہ دام صاحب سلک حقیقی کی رعایت کرنے ہوتے مزاز پڑھاتیں۔ البتدی یا گرسائیں میں مذہب شافعی کے ترک پر ہمار درست نہیں۔ کیونکہ حقیقت حقیقی اور شافعی اور اعلیٰ دینیہ و سالک اپنی اپنی جگہ درست دھن ہیں۔ اور ایک شخص الگ اپنے ملبو عقل کے تعاون سے کوئی سلک حق اختیار کرنے ہوتے ہے تو یہ ہرگز درست نہیں کر لے باہم درست سلک پر لا جا حل سے ہاں تکین تو غریب اور قریم و خلیم ہیں کوئی حرج نہیں۔

نماز کے باب سیصلحت سلک بچھوڑنا چاہیے امام صادق اگر سے زمانے ہوں تو انھیں ہتا دراجا ہے۔

سوال ۱۳ :- (ایضاً) داڑھی مونڈنا

کیا داڑھی مونڈنا مطلق حرام ہے؟ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ داڑھی مونڈنا کرو ہے۔ اس لئے داڑھی مونڈنے پر امام کے پیچے بخوبی کی حالت میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ لیکن کچھ لوگوں کا خیال اس کے بر عکس ہے داڑھونے کو مطلق حرام کہتے ہیں۔ اس کے لئے شرعی دلیل بھی بتاتے ہیں۔ ازٹتے شریعت ان دونوں میں کون حق پر ہے؟

جواب ۱۴ :-

داڑھی مونڈنا مطلق حرام ہے۔ کروہ کہنا درست نہیں۔ شرعاً کے سلسلے دلیل ہی پر قائم ہیں۔ اور داڑھی مونڈنے کی حرمت پر تحقیقی ہیں کہی بارہ لاکل شیئے جا چکے ہیں۔

سوال ۱۵ :- کو از خیردار این تکلی۔ دکن۔ استدار اور خیر اللہ
ایسا کن خبید و ایسا کن مستعین کی تشریع کرنے ہوتے

شیخ الہند حضرت سولان اخود المحس صاحب فرماتے ہیں۔

"اس آیت شریعت سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے

کے مقلد کے پیچے نماز پڑھنے کے باب میں چاروں نزد اپنے مختلف ہیں اور اس اختلاف کا حامل پر الفاظ اعلام ہیسے کہ۔
(۱) اقتدا جائز ہے۔ مگر امام اُن امور کی رعایت کرے جو مقدادی کے ذہب میں قابل رعایت ہیں۔

(۲) اقتدا جائز نہیں۔ خواہ امام رعایت کرے۔

(۳) اقتدا جائز ہے۔ لیکن کہ اپنے نظر بھی کے ساتھ۔

(۴) اقتدا جائز ہے۔ بشرطیکہ مقدادی کو یہ خبر نہ ہو کہ امام نماز طہارت میں کسی ایسی چیز سے ملوث ہوا ہے جو مقدادی کے نزدیک نماز قابل کرنے والی ہے۔

(۵) اقتدا جائز ہے۔ خواہ امام مقدادی کے معتقدات کی رعایت کرے یا نہ کرے۔

ان اقوال میں پانچوں قول تقریباً سب مذاہب کے اہل تحقیق کے نزدیک پسندیدہ ہے اور بہت سے اختلاف اسی طرف لگتے ہیں۔ شیخ الہند رکورڈی کا یہی قول ہے۔ اب ہم بھی اسی کے موید ہیں۔

شاہ ولی اللہ در حمد اللہ علیہ الاوضاع "لیکھتے ہیں کہ-

کان ابوحنینہ واصحابہ میں نماز فاضی وغیرہم انہی

(اماً) ابوحنینہ اور ان کے ساتھی اور امام شافعی وغیرہ

ہائی ائمہ کے پیچے نماز پڑھنے میں کوئی نائل نہیں کرتے تھے۔

بادوج دیکہ ان کے نزدیک سبم اللہ پڑھنی ہی نہ چلے ہے نہ ووکر نہ آہستہ سے۔

حضرت امام مالک اور سعید بن المسیب کے پیچھے لگوانے سے خون نکلنے کو ناقص و مھوہیں مانتے تھے۔ اور امام احمد ابن حنبل اس کے برخلاف ناقص و مھوہ نہ مانتے تھے۔ ان سے پچھلے یہی کہ اگر امام کے خون نکلنے اور دھونڈ کرے تو آپ اس کے پیچے نماز پڑھ لیں گے؟۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں؟ کیا میں امام مالک اور سعید بن المسیب کے پیچے نماز پڑھو گا؟

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ احتمال کو شوافع یا امامی یا جنی حضرات کے پیچے نماز پڑھ لینا درست ہے۔ اور ان میں سو کسی کا آسمیں باہم ہر کوئی کا رفع یعنی کرنا مقدادیوں کیلئے فاسد نماز نہ ہو گا۔

نشریخ شانی میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ دوسرے نقطوں میں یوں بھیجئے گئے زندہ یا مردہ بزرگوں سے مدد امکنا شیخ الہند اور طیم الامت دیوبندیہ تھے طور پر (روم) ہے اور ان کے دلسطسے اللہ علی شاہزادے مدد امکنا مستغفہ طور پر جائز استعانت فلابری کا بھی بھی حال ہے کہ کوئی بزرگ اسے ناجائز نہیں بتاتے۔ استعانت فلابری کی مثال ایسی ہی ہے جیسے جہاد و قتال میں تواریخ توبہ کو منحصر کا زیریں بنایا جاتے یا جیسے عساکو چلنے کا اور ریل کوسفر کا۔ شاگرد کا استاد سے علم حاصل کرنا بھی استعانت فلابری ہے۔ اللہ پر پھر وہ کہتے ہیں اس باب فلابری دادتی کی تلاش و طلب بھی استعانت فلابری ہے۔ نبڑا اولیاء و انبیاء میں زداشت، پاہر کات کو انہی دعاؤں میں ایں طور پر سید بننا کرتے اور! ان بزرگوں کی برکت اور طفیل میں بیڑا فلاں کام پور کر دی۔ استعداد بالواسطہ ہے و تعلیم جائز ہے۔ لیکن یہی دعا اگر بزرگ اپنی جان توجیل شہر ہونے اور عالم کیلئے غلط نہیں پیدا کرنے کے سبب درست نہیں ہے۔

قرآن صرف شہداء کے لئے کہتا ہے کہ "اپنی مردہ نہ کہو۔ یہ زندہ ہیں"۔

جدل اولیاء و انبیاء کے لئے نہیں۔ اور الگرسی آیت سوا اولیاء و انبیاء کے لئے حیات جاوید ثابت کی جاتے گی تو وہ ابن صروف و مردح سخون ہیں نہ ہوگی جو "حیات" کے ہم اور اپنے ہیں۔

مردھ بھاری باپیں حق سکتے ہیں، باخیں سن سکتے۔ اس پر ہم کسی گذشتہ اشاعت میں تفصیل کام کر سکتے ہیں۔ ایک طرف الگرسی میراث جیسے مبلغ القدر صحابی مسلم موئی ایک چوتھی ہیں تو دوسری طرف ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ جیسی نقیہ و قابل اس کے خلاف ہیں۔ پھر ایسیں دونوں سرخیوں سے چھوٹے والی نہیں رہائیں۔ ایک جدا گاہز ہی راستوں پر چلی گئی ہیں اور جہاںے اماں صاحب حضرت اللہ علیہ کا ذہبیہ ہے کہ مردیں کے پاسے میں ملطفاً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ہر ایک کی بات ہر وقت سن سکتے کی پوزش میں ہیں اس باب میں مزید بحث فضول ہے۔ اگر مسامع مختیٰ کو اس پنج پر بھی سیم کر لیا جائے جس دفعہ پر اس کے قائمین سیم کر لیا جائے ہیں تب بھی زندہ یا مردہ بزرگوں سے برآہ راست مدد مانگنے کا جائز

سو ایسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل اجازت نہیں ہے۔ باں الگرسی مقبوں بندہ کو بعض واسطہ رحمت الہی اور غیر مسئلہ بھی کر سمجھا ظاہری اس سے کہے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ (از ملکی قرآن مجید ترجمہ دشمنی ترجمہ از حضرت مولانا شیخ الہند مع فوائد)

دوسری شریخ بیجنگ نامہ سطح قرآن شریعت ترجمہ۔ بدود ترجیہ مولانا شاہ فیض الدین صاحب مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی مطبوعہ (ورحمد کارخانہ تجارت کتب تربیت جامعہ مسجد دہلی کی ہے)۔

"اس سے معلوم ہے اک خدا کے سوا ایسی بزرگ یا مرد اسے مدد امکنا نہیں کر سکتے۔ حضرت امام عظیم نے ایک شخص کو ایک بزرگ کے زدار سے مدد مانگنے دیکھا تو آپ نے اس پر حکمت فرمائی کہ تو نہیں زندہ خدا کو چھوڑ اور مرد سے مدد امکنا ہے وغیرہ۔ فی الحقیق مذاہب، تمام الم Alonso اور علماء کا قول ہے کہ مردوں کو مدد امکنا حرام ہے (محاسن الابرار پنج استد و این جزئی)۔

ہمچنان شریخ میں استعانت فلابری کو جائز تباہیا گیا ہے۔ اس میں زندہ یا مردہ کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ اور تمہارا مدد مردہ بزرگوں سے ہی مانگی جاتی ہے۔ بعد اولیاء واللہ کی نسبت قرآن شریعت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو مردہ مت کہو یہ زندہ ہیں۔ لیکن ان کی زندگی کا شور نہیں ہوتا۔ حضرت ابن عثیمین جو حدیث مشریع ہے اس سے بھی فلابر ہوتا ہے کہ مردھ بھاری باپیں سن سکتے ہیں گو حضرت عائشہؓ اس کے خلاف ہیں۔ پھر بھی اولیاء اللہ کی نسبت جو بیان ہو اکارہ زندگی سکتھیں تو زندگی کے ساتھ مساحت لاندی ہو گی اور پہلی شریح کے حوالاتے اولیاء اللہ کی تصور سے مدد امکنا جائز ہو سکتا ہے۔ لیکن دوسری شریخ میں حضرت امام اعظم کی بیان اور دوسری کتب کے حوالے سے نہ ہوتے بیان سے ایسا خوف پیدا ہوتا ہے کہ ایسی یاتوں سے دس قدم پھیپھی مٹا جا پہنچے۔

براہ کرم کامل تحقیق کے ساتھ اس الجھن کو دور فرائیے۔ جواب ۱۹:۔ اگر خورز ماخیں تو دلوں شریوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ غصہ اتنا فرق ہے کہ شریع اوقل میں استعانت فلابری اور استعداد بالواسطہ کے جواز کو لا کی قلمب نکالنے آیا گیا ہے۔ اور

وہ نظام زکۃ "کوڈھار سے ہے تھے۔ ان کی بات الگ چل جاتی تو سیاست ہوشی کے نتے زکۃ کا نظام آئینی شکست ہو جاتا۔ وہ ظالم نماز اور زکۃ کے امین ایک دیوار بھڑی کر دینا چاہتے تھے۔ حب کر اللہ نے اپنے قرآن میں ان کو جگہ جگہ ایک ساختہ بیان فرمایا ہے۔ ان ہی وجہات سے خلیفۃ المؤمنین نے ان سے جنگ کی اور فتنہ کا دریندگی کیا۔

اس کے برخلاف اج اگر زید عدم اداگی زکۃ کی لفڑا ہی سعیت ہے بتلا ہے تو اس پر الزام کفر نہیں آتا۔ جیسے کہمیں اکثر مسلمان خانے کے پاس نہیں پڑتے۔ پھر ہمیں انھیں کافر نہیں ہیں جا سکتا۔ جیسے تک وہ فرضیت خانہ بھی سے انکاری نہ ہو جائیں۔ وہاں زکۃ وغیرہ میں چیلے کا معاملہ۔ تو بھائی اس زیفے دراز کو رجھوئیے۔ جماشک آئینی پوزیشن کا اعلان ہے تو وہ شخص بھی کسی بہانے سے خود کو قانون کی زد سے نکال لے گیا اُسے عدالت سزا نہیں دے سکتی۔ یہ الگ بات ہے کہ عیاری فض کے باعث یہ بہانے اللہ کے نزدیک مقبول نہ ہوں اور وہ سزا دیجئے اس کا صحیح علم اسی کو ہے۔

بزرگ نہیں تھا۔ جملہ وقت د اختیار اللہ کے لئے ہے اور وہی اس کا سبق ہے کہ میں و مدد گارہے۔ ایسا کشیعین میں ایسا لف کے ذریعہ حصر اور تاکید کی گئی ہے وہ تمام تاویلات سے بالاتر ہے۔

سوال ۶۔ دیاصنا اعتماد و عمل
زید کہتا ہے کہ میں زکۃ نہیں ادا کروں گا۔ بزرگ ہتا ہے کہ تجھے زکۃ کی فرضیت سے امکار ہے۔ ان دو جملوں میں ممکن ہے فقر کے لاملاط سے فرق ہو۔ لیکن مطلب کے لاملاط سے کوئی فرق نہیں۔ عالم ہوتا۔ ایک شخص سال ختم ہونے سے پہلے اپنا مال جو یہی کے نام مغل کے زکۃ سے شرعاً طور پر نجف تو سکتا ہے۔ لیکن اس طرح اللہ کو دھوکہ دینا ہے۔

اسی طرح زکۃ یا نماز پڑھنے سے امکار کرنا یا اس کی فرضیت سے انکار کرنا اعنی تو ایک بھی پسیداً کرتا ہے۔ اس معاملہ میں بھی اپنی قیمتی معلومات سے مستفادہ فرمائیے۔

جواب ۷۔

زید اور بزرگ کے جملوں کا مطلب ہرگز ایک نہیں ہے۔ زید کا جملہ صرف یہ تھا اہر کرتا ہے کہ وہ زکۃ کی علی اداگی سے انکاری ہے۔ یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ زکۃ کی فرضیت سے بھی انکار کر رہا ہے۔ اس کے برخلاف بزرگ جملہ واضح طور پر کفر ہے۔ زکۃ ہو یا نماز نجف پویا روزہ۔ کسی بھی رجسِ اسلام کی فرضیت سے انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جن لوگوں کو مرتد نہیں کر جنگ کی علی انھیں جملہ علامہ و مورخین منکر ہیں زکۃ ہی کے نام سے یاد کرئے ہیں۔ مشہد کیہ جا سکتے ہیں کہ جن لوگوں کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جنگ کی علی وہ بھی حکم کھلا فرضیت زکۃ کی منکر نہ ہے۔ بلکہ وہ اگر زکۃ سے انکار ہی تھے۔ لہذا جب وہ تزویہ ہے تو زیاد بھی مذکورہ کلام سے مرتد ہیزرا چاہئے۔ لیکن یہ قیامت دست نہیں ہے۔ وہاں ایک آئینی نظام کا معاملہ تھا اور اہل شریعت نظام کے ایک اہم ترین ہر زکۃ "کو حلا خالی از نظام کر دیتے چاہتے تھے۔ ان میں اپنی جرات تو زخمی کر پہلے ہی قدم پر فرضیت زکۃ کا انکار کر دیتے۔ کیونکہ اقتدار اعلیٰ مونین کے ہاتھیں تھا۔ مگر وہ عیاری سے علاؤ اس فرضیت کا فاتر کر دیتا چاہتے تھے۔ ان کا انکار اخفرادی انکار نہ تھا بلکہ جمیع حیثیت سے

تفسیر کتبہ

(اردو)

کون یا نبیر مسلمان ہے جس نے اس شہر و آفاق لفڑا کا نام رشتا ہو گا۔ عزراہ ہو کہ کار غانہ "اصح المطابع" نے اعظم تفسیر کا سلیس اور در ترجیح مع آیات حسن و خوبی کی ساختہ شائع کر دیا ہے۔ پانچ جملوں میں مکمل۔

چیلڈ فرمیت پیشہ ہو پے (ہر جلد علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہے)۔

جلد اول۔ ۱۷۱ دوم ۸ / ۱۲۔ سوم ۸ / ۱۲۔ چہارم ۸ / ۱۲۔ پنجم ۸ / ۱۲۔ (ہر جلد مجدد ہو گی)۔

مکتبہ تخلی دیوبند ضلع سہارنپور (پاک)

فَارِيٰنْ بُورٰتْ

از ستر بہرامی

ملاحظہ ہے:-

السُّمُوَّدَ الْكَلْكَلَتْ اس کے دہی کتاب موعودہ ہے
لَا سَرِيبٍ فِي هُنْدَادِی میں کوئی شہر نہیں یہ اُن پرچاروں
لِلْمُتَعَقِّبِينَ الَّذِينَ يُوَجِّهُونَ کی رہنمائی جو غیب پر ایمان
بِالْغَيْبِ وَيُقْتَلُونَ الصَّلَاةَ رکھتے ہیں اور ٹیک ٹیک نماز
وَمِمَّا أَرْتَقَهُمْ مِّنْ مُّعْصَوْهُهُ وَالَّذِينَ يُوَجِّهُونَ بِمَا پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انکو
أَنْزَلْ إِلَيْكَ وَمَا أَنْزَلْ ہمیں اور جو اوس کتاب پر تو تم پڑھ لیں
مِنْ جَلْكَلَتْ وَالْأَسْخَرَةِ هُنْ کی کئی ہے اور جو کچھ تم سے پہلے
يُوَجِّهُونَ هُوَ إِلَيْكَ عَلَى نازل کیا گیا ہے اُسپر اور ورنہ
هُنْدَادِي مِنْ سَرِيقِهِ رَأَيْلَافَ قیامت پر بھی ایمان رکھتے ہیں یہی
هُنْمَانِ الْمُفْلِحِوْنَ هُوَ الْقَرْكَوْعَ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے مقرہ
رَاسِرِ بَرِیٰ اور بَرِیٰ وہ لوگ ہیں جو نظر پا نہ سو لے ہیں۔

فَإِنَّهُمْ لَا يَؤْتُونَ الصَّدَقَاتِ جو ایمان جوین میں سے وہ لوگ ہو
مِنَ الْمُهَاجِرِيْتِ حصول دین میں مشقت کر کے گذر دیجئے
لَا لَأَنْفَادَرُ الْذَّيْرَتِ اور وہ لوگ جو ان گذرنے والوں کی
أَبْعَثُهُمْ يَأْخُذُونَ (قیامت تک) اخلاص کے ساتھ بھی
سَرِيقِ الْهَمَمَهُهُمْ كُریں اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ
وَكَفُوْا أَنْتُمْ سے راضی ہوتے۔

الْيَوْمَ الْكُلُّ كُلُّكُمْ لَكُمْ دِيْنُكُمْ میں سے تمہارے دین کوکمل ہے
وَكَفُوْا تَمَاهِيْتَ مُظْلِمِيْمَ بِعَدْقِيْتِ کرونا اور سری نعمت بھی دراس رسول کے
وَكَفُوْا تَكْلِمُ الْأَسْلَامَ ذریں تم پر تمام ہوئی اور تمہارے اس دین کو

غلام احمد نکھلتے ہیں۔

”اور یہ اُس کے جواب میں خدا کے تعالیٰ کی قسم کا حکم
بیان کرتے ہیں کہ میرے اس بیان کی بنیاد دریت نہیں۔ بلکہ
قرآن اور دہ دحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ اس ناتیدی
طور پر یہ دھنسیں بھی بیش کرتے ہیں جو زان شریعت کے مطابق
ہیں اور سری دحی کے معارض نہیں اور دہ سری دھنسیوں کو
ہم رددی کی طرح پھیلک دیتے ہیں۔

(دھماکا احمدی مصنفوں میں غلام احمد قادیانی)
مندرجہ صدر اقتباس کے طبقہ کے بعد آپ کیسا منو
سیبات کھل کر آنکھی کر غلام احمد قادیانی کی نبوت کی بنیاد قرآن
عظیم ہے اور وہ دحی بھی ہے جو غلام احمد قادیانی پر ہوئی رہی۔
پس یہم کو یہی بات جو اس سلسلہ میں دیکھنی ہے وہ یہ کہ کیا قرآن
عظیم ہے اسیں الی بات بھی بیان ہوئی ہے جس سے محضی انہی
ملیکہ سلم کے بعد انبیاء و ملیک اسلام کی آمد کا سلسہ جاری رہتے
کاپتہ جل سکے اور دہ سری بات جو اس سلسلہ میں ناقابل نظر اور
ہے وہ یہ کہ حمز اس اصحاب پر جو دحی ہوئی وہ کہا شک قرآن عظیم کو
حطابقت رکھتی ہے۔ چاری اس پہلی تحقیق کے سلسلہ میں جیسا کہ
پہارا عالم یا اسی رہبری کرتا ہے اُس کی رو سے کہیں بھی اس کا
ذکر نہیں۔ جہاں کہیں بھی انبیاء علیہم السلام یا اکتب آسمانی کا
ذکر آیا ہے وہاں بھی فرمایا گیا ہے کہ انسار و کتب آسمانی مابین
اور روزنی قیامت پر ایمان رکھو۔ اور الْرَّمَدَانِ کی رفقاء چاہیتے
ہو تو تمہارے لئے سابقون الْأَوَّلُونَ کا انتباہ کافی ہے۔
تمہارے دین کی بھیل کر کے انعام ایسی کو تم پر تسام کر دیا گی۔

چونکہ دین مکمل ہو جکا تھا۔ اور فرمت آئھی کی تجھیں بھی ہو چکی تھی۔ اس پر کسی قسم کی ترسیم کی ضرورت تھی نہ تھی کی۔ ہندو دین کے تحفظ کا ذریعہ لے لیا گی۔ اس حماقات سے نبوت کی ضرورت بھی باقی نہ رہی تھی۔ اس لئے اختتام نبوت کا اعلان کر دیا گیا۔ البته اس آخری بھی کیست کو مضمون نبادوں پر محدود کر لایا گی۔ تبلیغ حق و تربیت انسانیت کا کام علماء است پر در الاریا گیا تا کہ علماء است آپ کے اسوہ کو سائنس رکھ کر صلاح و نلاح کا کام تاقیامت کرتے رہیں۔ اگر ایسا زمان ہوتا تو قیامت نکل کے آئے واسطے زمانہ میں مہمنین کے لئے اُسوہ رسول پر عمل کرنا ممکن جاتا۔ حسب سابق دین میں تحریف ہو جاتی اور قرآن عظیم کی یہ آیت ۷۱) لَكُمْ فِي سَرْمُولِ اللَّهِ أُمُوْرٌ خَسَنَةٌ بِمَنِ ہُوَ كَرِيمٌ^۱ ہے ایسا ہے جو انبیاء علیہم السلام کی واسطیتی اس نکل بیٹھا یا جاتا رہا ہے اور یہ سلسلہ سیدنا و آپ نما امام علماء السلام سے شروع ہو گوئے مروی کائنات محمد رسول اللہ نکل جاوی رہا۔ اور تھوڑا تھوڑا مذکور کے دین کی تکمیل کر دی گئی۔ اور جب کہتے ہوئے اعلان کر دیا گی کہ اب تمہارا دین مکمل ہو چکا۔ پس یہ تعمیر دین جس کا اطلاق نبوت پر بھی ہوتا ہے وہ بھی تمام ہوئی۔ بات ہیں نکل تھم ہیں ہوئی الگ قرآن عظیم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہ کہ سلسلہ نبوت کے اختتام سے بھی عالمہ الناس کو مطلع کر دیا۔ پھر بار تعالیٰ نے قرآن کے پیش کئے ہوتے دین کو مجسم محفوظ رکھنے کیلئے اسکی حفاظت کا ذریعہ لیا۔ اور جس طرح حضور کے پیش کئے ہوتے صحیح آسامی کی محفوظیت کی فہمانت دیدی گئی اُسی طرح آپ کی سنت کی حفاظت کا سامان بھی پیدا کر دیا۔ اسکا اُسوہ رسول کا بھی تحفظ ہو جاتے چکر دین خود اسوہ رسول ہوں کا تحفظ کر دیا گیا کہ اس دین کسی قسم کی تحریف نہ ہونے پا سے چنانچہ آج آپ دیکھتے ہیں۔ جس بنیاد پر کامل اہتمام لے ساخت آپ کی سنت کو نکھار کر محفوظ کر لیا گیا ہے۔ اس بنیاد پر انبیاء مابین میں سے کسی کی سنت کا بھی ایسا تحفظ نہ ہو سکا۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ انبیاء مابین بھی دین پیش کئے اُن سکندری کے تھوڑے دلوں بعد ہی دین آئی میں تحریف ہو جاتی۔ اور دین کی ہیئت ہی بدل جاتی۔ پس دوسرا بھی آتا اور وحی آئی کے ذریعہ صحیح دین کو نکھل کر پیش کرتا۔ اور تھی پاپیں بھی کچھ تھادیت۔

(۱) مَنْ كَانَ مُحَمَّدًا آبَا وَ كَوْا تَجْبَسَتْ مِرْدُونْ مِنْ سَىْ مُحَمَّدَى
اَخَدَ مِنْ رِحَالَكُمْ تَلْكَىٰ کے باپ ہیں ہیں۔ البته اللہ کو رسول
وَ مُسْتَوْلِ اللَّهِ وَ حَامِمَتْ شَيْعَتْ ہیں اور انہیا سے سلسلہ کو ختم کرنے
وَ كَانَ اللَّهُ يَكُونُ شَكِيرَ غَيْرَهُمْ والیہیں اس خصوص اللہ ہر ہر ستری سے
وَ الْأَسْنَابِ) وَ اَنْتَفَتْ۔
(۲) إِنَّا نَحْنُ عَنْ أَنْزَلَنَا الْكِتَابَ
بِلَا شَيْرٍ ہمْ نَزَّلْنَا الْكِتَابَ کو
وَ إِنَّا نَحْنُ لَهُ حَافِظُونَ ه نازل کیا ہے اور ہم یہی اُسکی حفاظت
كَوْ دَلْجَسْ رَاجِحَسْ کے ذریعہ دار ہیں۔
(۳) وَ لَكُمُ الْكِتَابَ جَعْلَنَا لَمْ
سَلَانُو! اُسی طرح ہم نے تم کو بھی کی
أُمَّةَ وَ سَطَانَتُكُو شُوْرَا امت بنیا ہے تاکہ تم ہی مامت انسان
شُهَدَاء اُغْرَى عَلَى الْمُشَاهِدِ میں جس کی اشاعت کے گواہ خود ہو
ذَبِيْكُوْنَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ اور تم نکل حق کو پیش کرنے کا گواہ
شَهِيدَنَا۔ رسول یہ ہے گا۔
ہمکے قاریانی دوست جن کے دلوں پر جہر لگ چکی ہے۔

مندرجہ صدر اقتباس سے یہ بات بوضاحت آپ کے سامنے آگئی کہ یہ دیجی آخری اور موعدہ کتاب ہے جس کی خبر دیجاتی رہی ہے اس کے مکمل اور پورا نظام زندگی ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس کے بعد کسی بھی یا اُس کی وحی پر ایمان لائیں کہتے ضرورت ہیں ہے کہ بھی کتاب ایک مومن کو قیامت نکل کے نہ ہدایت کا باعث بن سکتی ہے اور ایکبھی مومن کی تجارتی کے لئے کافی۔ یہ کہ دھارہ وہاجرن کا اتساع کرے اُس کا دین مکمل ہے۔ باری تعالیٰ کا اُس کے لئے دوں پر جو کچھ بھی انعام ہو سکتا تھا۔ وہ اس بھی آخر الزمان کے ذریعہ انسانیت پر تمام ہو چکا۔ چونکہ باری تعالیٰ کا تحقیقی انعام انسانیت کے لئے ہو ہو سکتا ہے وہ دین یہی ہے جو انبیاء علیہم السلام کی واسطیتی اس نکل بیٹھا یا جاتا رہا ہے اور یہ سلسلہ سیدنا و آپ نما امام علماء السلام سے شروع ہو گوئے مروی کائنات محمد رسول اللہ نکل جاوی رہا۔ اور تھوڑا تھوڑا مذکور کے دین کی تکمیل کر دی گئی۔ اور جب کہتے ہوئے اعلان کر دیا گی کہ اب تمہارا دین مکمل ہو چکا۔ پس یہ تعمیر دین جس کا اطلاق نبوت پر بھی ہوتا ہے وہ بھی تمام ہوئی۔ بات ہیں نکل تھم ہیں ہوئی الگ قرآن عظیم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہ کہ سلسلہ نبوت کے اختتام سے بھی عالمہ الناس کو مطلع کر دیا۔ پھر بار تعالیٰ نے قرآن کے پیش کئے ہوتے دین کو مجسم محفوظ رکھنے کیلئے اسکی حفاظت کا ذریعہ لیا۔ اور جس طرح حضور کے پیش کئے ہوتے صحیح آسامی کی محفوظیت کی فہمانت دیدی گئی اُسی طرح آپ کی سنت کی حفاظت کا سامان بھی پیدا کر دیا۔ اسکا اُسوہ رسول کا بھی تحفظ ہو جاتے چکر دین خود اسوہ رسول ہوں کا تحفظ کر دیا گیا کہ اس دین سے کسی قسم کی تحریف نہ ہونے پا سے چنانچہ آج آپ دیکھتے ہیں۔ جس بنیاد پر کامل اہتمام لے ساخت آپ کی سنت کو نکھار کر محفوظ کر لیا گیا ہے۔ اس بنیاد پر انبیاء مابین میں سے کسی کی سنت کا بھی ایسا تحفظ نہ ہو سکا۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ انبیاء مابین بھی دین پیش کئے اُن سکندری کے تھوڑے دلوں بعد ہی دین آئی میں تحریف ہو جاتی۔ اور دین کی ہیئت ہی بدل جاتی۔ پس دوسرا بھی آتا اور وحی آئی کے ذریعہ صحیح دین کو نکھل کر پیش کرتا۔ اور تھی پاپیں بھی کچھ تھادیت۔

نہیں جاسکتا تو اس حقیقت کو لستے ہوتے کہ نبوت ختم ہو چکی اور امر ختم نبوت کو نبوت تشریعی قرار دے کر آگئے بڑھا اور غیر شرعی اور ظلی نبوت کا سدلار جاری ہے کہتے ہوتے دعویٰ نبوت کر بھجا۔ الفرض اس شخص کو دنیاوی لائج نہ رہتا کہ اور ایسی غلط تاویل کرنے کے اپنا مطلب حاصل کرنے کی طرف مائل کر دیا۔ اب ہم آپ کو ان اصطلاحات کی حقیقت کیا ہے بتلائیں گے۔

غیر شرعی نبی سے ایسا بھی مراد ہے جس کو تابع نبی ہو جیسا کہ انبیاء نبی اسرائیل میں سیدنا یوسف اور سیدنا عزیز یہاں اسلام تھے۔

ظلی نبی سے مراد ذیلی نبی یا نبی کلامی ہے اس کی توضیح اس طرح بھی ہو سکتی ہے۔ ایک بار درخت ہے جس کو زیر سایہ ایک چوٹا درخت بھی ہے جو سایہ میں روئیدگی کے سبب سکھا ہوا۔ اور درخت کی سورج کی روشنی خالی کرنے سے محروم۔ ٹھیک درخت کے سایہ میں گم ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ زیر سایہ درخت خود اپنے سایہ سے محروم ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ظلی نبی کی کوئی ملیحہ وحدت ہو گئی نہ راست باری تعالیٰ سے اسکا رابط ہوا۔ لہذا اس کی ملیحہ الاستہ بھی نہ ہو گئی جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سیدنا یاہرون علیہ السلام تھے جنکی کوئی استہ نہ تھی۔ پس آپ غیر شرعی اور ظلی نبوت کے ان بھی کو سامنے رکھتے اور ذیل کی حدیث مبارکہ کو پھر ہے پڑھ لیجئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا نبی اسرائیل کی سیاست اُنکے پیغمبر قائم رکھتے تھے۔ ایک نبی کی وفات کے بعد وصافی اس کا جانشین ہوتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نہیں بلکہ ظفار ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ (سلم کتاب الاماۃ)

اس حدیث مبارکہ کے لاحظہ کے بعد ہر وہ شخص جو اس سلسلہ میں نہیں نبی کے ساتھ پچھے ٹھانیت حاصل کرنا چاہتا ہو اُس کو مرتباً تشریعی کی ضرورت نہیں پڑتی اور ایک غیر جانب دار شخص بھی ہے پر جو کوہ ہو جاتا ہے کہ حضور کی یہ توضیح کے بعد تشریعی یا غیر شرعی کسی قسم کی نبوت کا سلسہ بھی جاری نہیں رہ سکتا۔ چونکہ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ نبی اسرائیل میں اتنی

ان دلائل کو ملتے کے لئے ہرگز تیار نہ ہو گے۔ انہیں تو پہنچ مطلب کی ہاتھ پہنچیں۔ احسان جواب دیجی آنحضرت کا کچھ بھی شاہد ہوتا تو ہمدرد ہر ایسٹ پا جائے کا اسکان تھا۔ چونکہ پیش کریں مددیت ہیں اس لحاظ سے اگر اس خصوصی میں رسالت اپنے صفحہ کے تو پڑھی اور شاداب تھالیہ سے مددیت ہیں تو پڑھی یعنی علم ہو گا جیسیں تو عالمہ مسلم کو بتانا اور قادریانی فریب سے واقعہ کرائے ہے ملا حظر ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ کے لئے ہیں سرکار عالیٰ نے فرمایا میر ابودیگر انساری میں مثال ایسی ہے جیسے کہی محل ہو جسکی عمارت نہایت ہی خوبصورت بھی ہو صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی اس میں چھوڑ دی گئی ہو۔ دیکھنے والے اُس کو گھوڑ کو دیکھنے ہوں اُن کو عمارت دیکھ کر تھج ہوتا ہے۔ لیکن اس اینٹ کی جگہ خالی ہوتے سے خوبصورتی کی تکمیل نہ ہو پس دیہا ہی اُس خالی جگہ کی اینٹ ہوں جس نے ہی اُس خالی جگہ کی تکمیل کر کے بناد کیا ہے۔ مجھ سے ہی اُس عمارت دنوبت کی تکمیل ہو گئی۔ اور جھپر ہی پینچا سبزوں کا سلسہ ختم ہو گیا۔

بعض روایات میں ہے میں ہی نہ داشت ہوں اور اپنی کی اینٹ میں اس کی اینٹ کو کھو کر دیا ہوں۔ (شکوہ جلد و مددیت طالعہ) (۲) حضرت جیہریں معلم فرماتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا میرے بہت نام ہیں۔ میں ٹھوڑے ہوں۔ ۱۔ حمد ہوں۔ ۲۔ ماحی ہوں۔ ۳۔ میرے ذریعہ خدا تعالیٰ لفظ کو کھو کر دیا ہو۔ میں عاقب ہوں اور عاقب دی ہو تاہے جسکے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ پھر اس سلسلہ میں حضور والانے کسی اور جگہ اس سے زیادہ واضح لفاظاً میں ارشاد فرمایا ہے۔

غایباً اُس کا مطلب یہ ہے کہ ”وَمَنْ كَانَ سَلِيلًا“ ختم ہو چکا صرف ڈویا، صادق باقی رہے گئے ہیں۔ پس ختم نبوت کے سلسلہ میں خلافت کوئی کلام اس قدر ضریب طاقت و دراصل اُس کے خلافت کوئی کلام ہی نہیں کیا جاسکتا۔ مگر مرتباً اعلام احمد قادریانی کی جگارت کے قریان جائیں کہ حبیب اس نے دیکھا کہ ختم نبوت کے سلسلہ میں حضور و مددیت دیوبندی قائم کی گئی ہیں اُن کو آسانی سے ڈھالیا

الگن ب دھوئ ملے لئے اتی ہے لیکن یہ بھرات تو صریحی جادو
الو سلسلہ تحریق الشمائل یقینا ہے ہیں، اسی عرص سے پڑھ کر ہون گالم
القوم اتفاقا میں ہے ہو گا بتو اللہ پر درود راغبندی کری
حال اندھہ شریبے دھیکے ذریعہ، آنما
کی طرف بولایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ
ایسی دلخیر کرنج ای قوم کو کھی بہت
ہیں فرمائیں۔

مندرجہ صورت آیات ہیں حسب میں امور بیان ہئے ہیں۔

(۱) سیت ناعیلیٰ علیہم السلام نے قوم خی اسرائیل سے کہا کہ یہیں
اللہ کی طرف سے رسول جن کر تھے یہی پاس آیا ہوں۔
(۲) میں سابقہ کتاب اہمی تورات کی تصدیق کرتا ہوں۔
(۳) میں ایک عظیم اشان رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے
بعد تھے والا ہے۔ جس کا نام احمد ہو گا۔

(۴) جب ذکر کردہ رسول کھلے ہوئے بھرات یک قوم خی اسرائیل
کے پاس پہنچا تو اس قوم نے اس کی رسالت کو مانتے ہے اخکار
کر دیا اور کہا یہ حجوت بولتا ہے کہ یہی اللہ کا رسول ہوں۔ اُوں
یہ جادو گئے اور یہ بھرات، ایک ٹکڑا ہوا جادو ہیں۔

(۵) اب پاچوں چیز خواں میں بیان ہوتی ہے وہ باری تعلیٰ
کی طرف سے اس امر کی صفائی ہے اور نکریں کے انکار کا اب
مجھی ہے۔ یعنی باری تعالیٰ نے فرمایا ہے الگ آئندہ والار رسول اللہ
کی طرف سے نہ ہوتا تو ضرور وہ اپنی طرف لوگوں کو بلاتا اور پاپی
بڑائی قائم کرتا۔ ایسی بات تو ہیں نہیں ہے۔ بلکہ یہ رسول نے پھر
کوئی طرف سے پیش کر رہا ہے اسی کی اطاعت ہی اسلام کی

طرف بلا بھی رہا ہے۔ اسی کی بڑائی کو قائم کر رہا ہے۔

(۶) پھر چیز خواں میں بیان ہوتی ہے وہ باری تعالیٰ کا فضل
ہے۔ انکار کرنے والی قوم نے تعلیٰ یعنی ارشاد ہو رہے کہ ایسا کہیے
والی قوم کا شمار ظالموں میں ہو گا۔ ایسی قوم کو کبھی ہدایت نہ کیا گی
مندرجہ صورت امور میں پہلی اور دوسرا بات قوم خی اسرائیل
ست متعلق ہے اس سے کہی قوم کو کسی قسم کا کوئی تعقیل نہیں۔ لکھری
چیز خواں میں بیان ہوتی ہے الگ چیکہ وہ بھی خی اسرائیل
ست متعلق ہے۔ مگر وہ کہ یہ ایک خبر ہے جو خی اسرائیل کو دیکھی ہے

اور غیر شریعی دو ذم قسم کی بہوت کا سلسلہ باری تھا۔ جس کا ثبوت
ابنیاء سیدنا داد د علیہ السلام۔ سیدنا ابو علی علیہ السلام۔ سیدنا علی علیہ السلام
تھے۔ یقیناً سب انبیاء غیر شریعی پھر انہیاں میں السلام کا سلسلہ ایسا کہ
یکے بد دیگرے ایک دوسرے کا جانشین چوکر قوم خی اسرائیل کی
قدادت کرتا رہا ہے پس ان بھی اسرائیل میں انبیاء کا ذکر فرادر ہے
کا اس طرح فرما کر میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا کیا معنی رکھتا ہے۔

یہ بات تو ایک ہوتی ہے عقل دلکے کے ذم میں بھی یا سایی آسکتی ہے
اوروہ یہ سمجھنے پر مجھوں ہو جاتا ہے کہ حضور کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی
بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر یہاں کوئی احباب کو کوئی چھاتے دہ
تو اس کو مانتے اور ایمان لانے کے لئے تیار نہیں۔ الگ نکاندا
ادب یوم آخرت پر کامل ایمان ہوتا تو امکان تھا کہ احسانی ایڈی
اضھن اس راہ پر چلتے ہے روک دیتا۔ یہاں لفڑیوں نے نفس
کے سیاہ پر دے پڑے ہوئے ہیں۔ بصیرت دینی سلب ہو چکی
ہے۔ خیر۔ اس سلسلہ میں باری پیش کردہ تحقیق نہاد کیا قرآن
عظیم میں کہیں ایسی بات بھی بیان ہوتی ہے جس سے محمد صلیم کے
بعض بھی انبیاء علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ جاری ہے جس کا پتہ چل
کے ہے متعلق صرف ایک بات باتی ہے جاتی ہے وہ یہ کہ چہار
 قادر باری دوست سورہ صفت کی وہ آئت جس میں رسالت ماب
صلیم کا ذکر ہے اس کو اپنے قلم کا مشاندہ بناتے اور کہتے ہیں کہ
یہ لفظاً حمد سے مراد فلام احمد تاریخی ہے۔ پس یہ مناسب سمجھیں
ان آیات بیانات کو اپنے سامنے رکھ لیں پھر دیکھیں اسی حمد کا
اطلاق اس پر ہوتا ہے، ملاحظہ ہو۔

ڈاڈ نال پیٹھا این پڑھ دیدہ اور جب سمجھیں مرمٹے کہا۔
یا بیخی اسرائیل اپنی کوہن لئے تھی اسرائیل میں تمہارے
اللہ کا ایک کوہ میں میں فی المسا
پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں
مجھے پھٹو تو قورات تھیں اسکی
میں سید علی و مولانا راجہ
تصدیق کرتا ہوں اور ایک
رسول کی بشارت دیتا ہوں جو
یک دل اس نہیں اس کا نہیں
جگا ملکہ ما الفیت فیالوا
سیرے بعد آتے گاؤں کا نا احمد
ہو گا۔ لیکن جب وہ راحم ہجوتا
ہے اسی سحر میں ہ وہ من
اٹلم میں اشتراحتی ملکی الشا

ان پر حرام کرتا ہے (جاہلیت کے دو سو م ۶۰)، پس اور طوف ان پر لدے ہوئے تھے ان کو حرام کرتا ہے۔ پس جو لوگ اُس پر ایمان نلاتے اُس کی رفاقت و مدد کی اور اُس نو رسکے پچھے ہوئے جو اُس رسول کے ساتھ آتا رہا تو وہی کامیاب ہوئے والے جس دلے خود تم کہہ دیں تم سب داشناویں کی طرف اللہ کا فرستادہ بن کر آیا ہوں۔ اسلام و زمین پر حکومتِ مسی کی ہے اُس کے سوا کوئی صعود نہیں۔ لہذا تم اللہ اور اُس کے رسول اُنی پر ایمان ناوجو خود بھی اللہ پر اُس کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کا ہماں تو پڑا تھا۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ ایم احمد کا اطلاق سیدنا نجف پر ہی ہوتا ہے۔ پھر خود حضور نے اس مسلمین فرمایا ہے جبکہ آپ دیکھ آئے ہیں بغرض یاد دہنی ہم پھر فعل میدھیں اور ہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ حضور نے فرمایا۔ میرے بہت نام ہیں۔ میں نہ مخدوہ ہوں۔ احمد ہوں۔ ماحی ہوں۔ میرے ذریعہ خدا گفتش کر دیں۔ مشاتے گا۔ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں دشکش حدث اب ہم پیش کر دے تفعیل نہ کر فصل اس طرح کرنے پر مخدوہ ہیں کہ قادیانی نبوت کا قرآن عظیم میں کہیں بھی پڑتے نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مزاذکور کا دعویٰ نبوت غلط اور وہ اپنے بیان میں جھوٹا ہے۔

قرآن بیک ترجمہ

مترجم: حکم الامامت مولانا اشرف علی صاحب

اللیل علم جلتے ہیں کو مترجم موصوف کا ترجیح ملاست د
تفاہمت میں اپنی نظریہ ہیں رکھتا۔ پیش نظر ایڈیشن معدہ لائی
کا غذ پر جانی زمین اور روشن للحمانی چھپائی کیا تھا جس پر
حاشیہ پر تغیرت فسیری فوٹ۔ ہدیہ مجلد کرچ دس اپنے اٹھائے
(مجلد اعلیٰ تیرہ بیچے)

مکتبہ تجھیل دینہ بند روپی

معنی سیدنا علی علیہ السلام نے فرمایا ہے میرے بعد ایک سوں یتیش
جس کا نام احمد پر گارس سوں پر قم ایمان لانا) میں اس قول کے اثرات بھیل کرتے طے رسول پر بھی پڑتے تھے ہیں اور مجتبی
پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ آئے والا رسول کوں ہو گا۔ کہاں ہو گا اسم احمد کا اطلاق کس پر ہو گا تو اس کا جواب بھی آپ کو اسی مسلمان میں چوخی بات جو نہ کوئی ہوئی ہے اُس میں جاتے گا۔ اور علم بندہ کی طرح اس امر کا پتہ ہے جاتے گا کہ آئے والا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو نکستہ نا عصیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر وہ رسول جس کا نام احمد ہے وہ میرے بعد آئے گا وہ صاحب تحریkat ہو گا تو یہ دو یا تین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ آپ سیدنا یعنی علیہ السلام کے بعد تشریف لئے اور آپ کے سمجھات ہیں یوں تو بیسوں تحریkat ہیں جیسے متون حافظہ کاروں۔ حضور کی انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا۔ آپ کی دعا سے برکات کا نزول دخیرہ۔ آپ سے صادر ہوتے ہیں لا احادیث محسوس مذکور ہیں۔ جو نکل فلام احمد تادیانی نے اپنی نبوت کی بنیاد قرآن عظیم کو قرار دیا ہے۔ اس نے قرآن میں مذکورہ تہوار و عالم تحریک شق الفہرست۔ دوسری تحریkat خود قرآن عظیم ہے۔ چونکہ آپ اُتھی تھے اور صاحب کتاب نبی تھے اور وجود اپی ہوئے کے آپ کی زبان سے ایسا کام صادر ہوا جس کی نظر آج تک دنیا کے بڑے بڑے اور بہت سرکرے بعثت رسول کے زمان میں دوسرے مقامی بخی اسرائیل مذہبی طبیعت میں موجود تھے۔ آپ اُن کے سامنے ان تحریkat کے ساتھ پیش ہوتے اور انکو یاد دلایا گیا۔ اور کہا گیا دیکھو یہ تمہارا انکار غیر حق ہے اور حکیم ہم کو ایمان سے آتا چاہتے ہے۔ تو اُس قوم نے کہا تھا یہ ضرور جادوگر ہے۔ تاریخ اس ساری کوہاں ہے پھر اسی نوعیت کی ایک شرمندی آیت بھی قرآن میں مذکور ہوئی ہے۔ جس میں اسرائیل کو متوجه کیا گیا ہے اور دعیت دلائی کی ہے کہ ایمان لاکیں ملاظہ ہو۔ آنذینہ سے قصد اُن تک۔

(ترجمہ) وہ لوگ جو اس رسول نبی اُنی کی پیردی کرتے ہیں جن کا ذکر می خپا اس نورات دا بھیل جس لکھا پاتے ہیں جو انکو تک کام کرنے کا حکم دتا ہے اور تیرے کاموں سے منع کرتا ہے اور پاکنو چیزوں کو اُن کے لئے حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو

اُمّ اکھر را بعْد عَدْلِيْهِ مَصْبُرَهِ

از بِ اُمّتِ اللّٰہِ لِتَسْعِیمٍ

تکلیف نہیں دیکھی جاتی۔

ایسی ضرورت پیش آئی کہ ان سے کچھ کہتے نہیں ہے کہ
کا احساس کرتے ہوئے میوڑا ہمائے نکے دروازے پر ہجھے
کندھی کھلکھلاتی۔ تھوڑی دیر انتظار کی مگر اندر سے کوئی جواب
نہ آیا اس لیے کہ مکان والے بخیر سورپے تھے جواب کیسے
ملتا۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے نیک اور بُرگیوہ ہندوں کی کسی
بات کو غافل نہیں کرتا انہوں نے جو دیکھا کہ خدا کے سوا
کسی سے سوال نہ رکھے گے۔ رسول اللہ تعالیٰ نے ان کے جو دکوں
قدیم رکھا اور غیر کے اتنے باقاعدہ سے بجا لیا۔ جیسا کہ الٰہ کے
باب تھوڑی دیر انتظار کر کے تمہاری پاس ہوئے اور لیٹ گئے
اسی حالت میں ان کو فینڈ آگئی ان کو تو عنید اگئی مگر قسمت کی
آنکو ھلن آئی وہ خود تو سورج مگر تقدیر جاگ آئی۔ وہست اپنی
کو ان کی بیکی برتر سماں پا قدمت نے اس کا انتظام فرمایا خوب
تیر ہنور مغلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فصیب ہوتی۔

ویکھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے لائے ہیں اور
فرماتے ہیں کوئے شخص اس قدر پر بیان کیوں نہ ہے یہ ہی یہ لڑکی
بہت بیادوک ہے، اسے گھاکے جوڑی بیڑگ اور دلیل کا علم ہوگی
یہ لڑکی ایسی ہے کہ میری امت کے ستر ہزار کامی صرف، اس کی
سفر اس سے بخشیدیتے ہائیں گے، غربت کے باعثوں پر بیان
ہے تو صرسے کے سردار اعلیٰ کے پاس ہماری طرف سے
ایک پرچہ لٹک کر اسے سمجھنے کوہرہات کو ایک سوارا اور جد کی بیانات
یہیں چار سوار میرے اور پروردہ بھیں کہ تھا اس کوں ہوں گیا۔

حضرت بنی ایلہ بصریہ اپنے زمانے کی ایک بہت
مشہور عالیہ زادہ خالقون تھیں۔

جس طبقہ جیسی جیسی عبادت، زهد و تقویٰ میں شہرو تھیں
اسی طریقہ علم، فضل میں کی ممتاز تھیں۔ بڑے بڑے علمائے وین
بزرگان دین مسلک پر میختی اور شکلات باطنی کو حل کرنے کے لئے انکی
خدمت میں خارج ہو میختی۔

بزرگی اور کرامات اس درجہ تھی ہوئی تھی کہ ہر شخص
ان کی بزرگی اور کرامات سے مناثر ہو کر ان سے دعا کا طالب
ہوتا۔

پیدائش حضرت مابعد اپنے ماں باپ کی چشمی بھی تھیں
میں لاکیاں ان سے پہلے پیدا ہو چکی تھیں۔
اس سے یہ ان کا نام را بعید رکھا گیا (چشمی)

حضرت را بعده کا پیدائش بڑی ٹیکے غریب احمد چوپ ہے
جس رات پیدا ہوئیں کوئی چیز نہیں ہو دلت پر کام آئی۔ مجرمین
اندھیرا گھپ اتنا میں نہیں کہ تھوڑی دیر کے لیے چراغ جلا لیتے
نیا پکڑ تو بڑی بات تھی ایک پر ناجائز مسکرا کی دھنکل کار بی بی ما بعمر کو
نہ لالا کرو اس میں ایسی تھے۔

بیوی اسے میاں سے کہا کہ فلاں ہمسارے کیہے نہیں
خوراک اسیں سے اونچر لغ جلاوں تو کچھ کام چلے میاں بچاۓ
ٹیکے شکل میں بیٹلا ہوئے کوئی نکر وہ جوہر کر چکے تھے کہ فدا کے
سوا کسی سے سوال نہ کریں گے۔ اب بڑی مغلک میش آئی۔
سوال کرتے ہیں تو ہم دلہٹا ہے، نہیں کہتے ہیں تو جویکی

تیری ذات کی کمیں ایک منٹ بھی اس جسم کو اداہ نہ دیتی ایک مخفی بھی تیری اطاعت سے آسودہ نہ ہوتی، اسے پروردگار بھی اس کا افسوس ہے کہ تو نے بھکو اپنے ایک بندے کا حکوم بنادیا ہے جس کی خدمت بھی پر فرض ہے خدمت کے بغیر چاہئے ہیں۔

مالک ہے اپنیں سن رہا تھا اور دیکھ رہا تھا کہ فی رابعہ کے سر پر ایک لوری چادر تھی ہو تو ہے جو سر سے تباہ ٹکل ہے جس سے اس کا گھر درشن ہو گیا ہے، وہ یہ سماں بیکر میران ہو گی اور دل ہی دل میں کہنے والا اللہ اکبر یہ ہی بی لوڈی میں ہے کہ قابل کہاں ہے، تو اس قابل ہے کہ اس خود اس کی خدمت کروں اس سے خدمت لینا بڑی برکت کا کام ہے۔

میخ ہوتی تو وہ حضرت رابعہ سے بڑی عزت کے ساتھ پیش آیا اور ان کو آزاد کر کے بہت عزت داشتمان کے ساتھ رخصت کیا، جب حضرت رابعہ کو آنادی ملی تو وہ ایک میران جگہ پلی گئیں وہیں پہنچ کھانا بتایا اور رہے گئیں کبھی بھی حضرت خواجہ حسن بصری کی خدمت میں پہنچی جاتی تھیں اور دوچار اپنیں کر کے پلی آتی تھیں۔

عبادت [بُلْبُلِ رَابِعَةِ بُرْدِي عِبَادَةٍ گُذَارِ بُرْدِي تَحْمِيلِ
ان کی جھوٹی سے چلُونا ز بھی ہزار کھت کی

اب اس کا کفارہ ہے کہ چار سو دینا اس حامل بدھ کو دے حضرت رابعہ کے ہاپ جب نینے سے بیدار ہوئے تو خوشی کی شدت میں رو دئے اور جو کہ حضور مسیح کا نہاد نے اور خدا و فرشتہ پر بھرن تھریکی، اور بھرے کے سردار صلحی کی طرف روانہ ہوئے، دروازے پر ہمچوڑ پر پھر دہمان کے حوالے کیا اور خود انتظار میں پڑھے گئے۔

میخ نے جب دیکھا تو یہت خوش ہوا کہ حضور نے بھکو یاد فریا رہا ان مبارک پر میرا نام آیا، فراچار مسیح اور ان کی خدمت میں بیکھے اور اس پر اور دینا فقراء دھماکن کے دریا تقسیم کرنے کا حکم دیکھ دیتے رابعہ بصری کے ہاپ کے پاس پیدا کے میران کے قدموں میں ٹالی میا اور بار بار کہتے تھے اپنی پیش خصوصی نے حضور کی زیارت کی، ابھی اکھیں ہیں جو حضور کے دیدار سے مشترف ہوئیں، پھر کچھ در تھر اس کے کہت عزت د احترام کے ساتھ ان کو رخصت کیا۔

رسن بلوغ [جب بی بی رابعہ جوان ہوئیں قماں ہاپ کا انتقال ہو گیا، اب میرا لوز کے بعد ایسا قطب پاکہ بھیں ہیں ایک اور کنی کے پختہ جندر صہوں پر فردخت کر دالا۔

حضرت رابعہ پر بندے کی فلاہی بہت شاق گزری مگر کیا کھنیں جیو ہو گئیں، اللہ کی نیک بندی تھیں بھیتی تھیں کہ یہ میرا آقائے اس کی خدمت بھوپر فرض ہے جا پکھری اور مسیحی اور متعدد ہی کے باوجود والد کی اطاعت سے ایک ملخہ نافل نہیں ہو گئیں اور اللہ کی عبادت میں خداہی فرق نہیں آیا۔

ایک رات بی بی رابعہ دھماکن شغل تھیں اور ان کا آقا تربیت ہی سوہنہ تھا اتفاقاً اس کی آنکھ مل گئی، ویکھا کر رابعہ اپنے پروردگار سے راذ دنیا زین مشغول ہیں کہتی ہیں، اسے میرے پروردگار تو جانتا ہے کہ میرے دل کی خواہ تھیں تیرے دست قدرت ہیں اگر تیرے قبضہ میں ہوتیں تو تمہارے

دیکھا کہ وہ فارسے مغل تھا اور ہم سے اس وقت ایک ادمی نے فرقہ ان میں کیا ایک آئیت الیٰ پڑی تھی کہ جس ہیں وہ ذرخ کا دیکھنا چاہیے جی ہی رابعہ ایک حق نہ کر گر پڑیں پھر انہوں کے بیٹھو گئیں اور اتنا روئیں کہ جس لوری پر بیٹھی تھیں وہ آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر ایک پیغام باری اور گرفتاری، تھوڑی دیر پھر کے ہنلوگ چلے آئے، حضرت سفیان ثوری نے حضرت رابعہ کے سامنے دھلکے لیے با تھدا تھا اسے اور کہا اسے المدرس سلامتی کی دعا کرتا ہوں۔

حضرت رابعہ پر ملکروہیں۔

حضرت سفیان ثوری نے کہا آپ رہنمایوں ۹۔

حضرت رابعہ نے فرمایا تمہیں نے تو مجھے رہایا ہے

حضرت سفیان ثوری نے کہا کیسے؟

حضرت رابعہ نے کہا تم ام الشدے سلامتی کا سوال کرتے ہو ہا لانک تم وہ نہیں ہو و نیا میں سلامتی دینا پھول رہی ہے پر خاص ہوتی ہے اور یہیں یہ دیکھتی ہوں کہ تم دنیا میں بالکل غلط ہو رہے ہو۔

از ہرین مردان کہتے ہیں کہیں جی نبی رابعہ کے پاس آیا، دیکھا تو وہاں ربان القصیٰ صاحب بن عبدالجہن اور کتاب بھی موجود تھے، ہنلوگ اپس میں دینا کا ذکر کرنے لئے، کرست کرنے اس کی مدد پر آتی تھی، حضرت رابعہ نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ دینا کی محنت، اس کی زیر و مذمت تھا اسے دلوں میں روح بس لگتی ہے، انہوں نے کہا یہ کیسے؟ اب نے ایسا مگдан کیوں کیا۔

حضرت رابعہ نے کہا اس دن کو جس سے محبت بد تھی ہوئی کا ذکر تھا ہے، ورنہ جب پر واد نہیں ہوتا تو نہیں روانی کا دھیان آٹا ہے ذہن لایا کی کچھ خوشی ہوتی ہے۔

مسیح بن عاصم اور ریاض القصیٰ کہتے ہیں کہ ایک ادمی نے ہی ہی رابعہ کو پالیں دینا دیکھی اور کہا اس سے اپنی مزدیدیں پوری یکجیئے، ہی ہی رابعہ پر ہبہ دیکھ کر دیں پھر اس سر اسماں کی طرف اٹھایا اور کہا وہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے دینا کا سوال کرستے شرمناقی ہوئی حالانکہ وہ اسکا مالک نہیں

اوہ مہر وہ کہنے لگیں اسے نفس اب سوچ کتنا سوچے گا سونا کہ ہمیں یہ مقترب ایسا سوچے گا کہ قیامت ہی کی خبر ہے گا۔

ایک رات میں رابعہ پہنچنے اسی محبرے میں غاز پر عہدی پس جب تک ان میں ہوئی تو سو گئیں مگر دل جاگ رہا تھا شوق و استغراق کی وجہ کیفیت تھی جو ماگے ہیں ہوتی تھی، راستے میں ایک پھر محس آیا ان کی پادری کو پام کو جلدی تکل جائے تھا مگر متوجہ گیا اب رجھائیں آخر کار بار کے پادر جھوڑ دی چادر کے رکھتے ہی رستہ منتظر ہوا۔ اب جو رستہ سختا یا تو پھر پا در کی سوچی، چادر پیکھ لپکا کو جلدی تکل جائے لیکن رستہ پھر منتظرے غائب ہو گیا اسی طرح کئی مرتبہ ہوا، آخر محبرے کے ایک کوئے سے آواز آئی اگر اے چور گیوں تو سوچے اپنے کو مشقت میں ڈالا اسے تیری یا کوشش لا حاصل ہے ہبھرے کہ چلا جا کو ہزار کوشش کرے گا تسب بھی چاہو جگہو ہیں مل سکتی، اپنیں یعنی جو حقیقی چڑھتیں اڑتی ہے وہ تو طاقت نہیں رکھتا کہ ان کے پاس پھک سکے تو تیری کیا حقیقت ہے کہ تو چار لیے جائے سمجھے کوگر ایک دوست یہ ہوش ہے تو دوسرے دوست ہمیشہ رہا ہے۔

سیف بن مطلق رکھتے ہیں کہیں جی بی رابعہ

خوف خدا کے گھر آیا وہ سجدے سے تند پڑی زاد و قطار ردرہی تھیں، جب انہیں میرے آئنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو انہوں نے سجدے سے سراٹھایا میں نے دیکھا کہ ان کے سجدے کی جگہ انسوؤں سے تر ہے۔

میں نے ان کو سلام کیا انھوں نے تھیک سلام کیا جواب دیکھ کہا اے میرے بیٹے کیا تھا کہ کتنی ماجدت ہے، میں نے کہا میں صرف سلام کے لئے ماضر ہوں گے وہ بیٹے لگیں اور کہا اللہ عمل حلال نعمواری عیوب پوشی فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہارے تمام عیوب کو ذہانک سے اور اس کیسا تھے اور بھی بہت سی دعائیں کیں، پھر ناز میں مشغول ہو گئیں اور میں والپس آگئا۔

حضرت قیلولشہر بن عسلی کہتے ہیں کہ ایک دن میں ہمایوں مالیخہ کے گھر گئی میری لگاہ ان کے چہرے پر پڑی تو میں نے

اسے اللہ جب میں استغفار اللہ کہو تو تم بھی یہ شک ہوتا ہے کہ کیا مجھے تھے نکشش کی امید نہیں جو من باز ہما استغفار اللہ کہتی ہوں، اسے اللہ میں تھوڑے اس شک کی معافی چاہتی ہوں۔

موت کو ہر وقت یا درمکنی تھیں، مکن سامنے پان پر رکھا دہتا تھا، موت ہر وقت پیش تھا تو تھی، اس پر بھی یہ حالت تھی جب موت کا ذکر کرنا چاہتا تو پورے بدن سے کانپ جاتیں اور لرزے کی سی حالت ہو جاتی، بعض اوقات تو ایسا اثر ہو جاتا کہ جو مار کر گزر پڑتی تھیں۔

اللہ کی جناب میں رو رکے عرض کرتیں کہ اسے اللہ کیا تو اس دل کو جلاسے ٹھاکر ترا مرن کرئے جسیں تیری بجتے ہے اور زانی کر اسے را بعده اتم بھیسے الیسا مگان کیوں کریں ہو۔

اللہ کی محبت | ا اللہ کی محبت ان کی رُنگ رُنگ میں سما تھی تھی، اس کی قبیت میں وہ اپنی ذات کو بھول گئی تھیں، محبت ہی ان کی غلامی اور محبت ہی ان کا امام تھا۔

تو اجتنس بھرپوئی نے پوچھا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتیں۔ حضرت را بعثت نے کہا شادی کی وجہ سے کی جاتی ہے کوئی عرض ہوتی ہے، جب کوئی عرض نہیں کوئی وہ نہیں تو پھر شادی کیوں کر دیں۔

بی بی را بعثت کا کہنا صحیک ہے، جب دیکھ کر ہو گئیں تو اب وہ سرے کا خیال کیا ہعنی، اثر سے محبت کرتیوں الوں کو دنیا سے کیا لگاؤ۔ اللہ کی محبت میں وہ ایسی فرمی ہوئی تھیں کہ غیر کا خیال ان کے دل سے بالکل نکل گیا تھا۔

کسی نے پوچھا آپ خدا کو دوست رکھتی ہیں، حضرت را بعثت نے کہا ہماروں کا شیطان کو دشمن رکھتی ہیں، حضرت را بعثت نے کہا دوست کی محبت میں ایسی ڈوبی ہوں کہ شیطان کی دشمنی کی خبر نہیں رہتی۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ان کا ہوا تائیے اور اپنی قدرت سے ان کے کام اسی طرح

تو میں یہ روپیہ اس شخص سے کیسے میلوں جو اس کا مالک نہیں حضرت سفیانؓ اوری نے ایک دن حضرت را بعثت کے سامنے کہا اک ہائے تم، حضرت را بعثت نہیں، بخوبت ہو لے ہو اگر ایسا ہی تم ہے جیسا تم کہتے ہو تو میرا خیال ہے کہ اپنے تم دا سے کو سائنس لینا بھی ممکن ہے تو اور تم تو بالکل بھے چکھے ہو جہیں تو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہائے تم کی کی۔

حضرت بن سلیمان کہتے ہیں کہ سفیانؓ تو رحیتے سفیانؓ تو رحیتے سفیانؓ پکڑا اور کہا چوتھیں ایسی دوسری اور دوسری کے پاس ملے میلوں جس کی ایک منت کی جدای بھی فوج پر شاق ہے، اسی تھے لیکن بی بی را بعثت کے پاس آئے اور دعا کی کہ اسے اللہ میں تھے سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔ سکر بی بی را بعثت روپیں سفیانؓ ٹوری سے کہا آپ روپیں کیوں؟ حضرت را بعثت کہا جہیں سے تو مجھے رلایا ہے۔

حضرت سفیانؓ فرمی سے کہا یہ کیسے؟ بی بی را بعثت نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ دنیا کی سلامتی دنیا چھوڑ دینے سے موصال ہوتی ہے اور میں دشمنی ہوں تو کہ دنیا میں بالکل لگا ہٹھتے ہوں۔ اور حضرت مدینی کہتے ہیں کہ لوگوں نے بی بی را بعثت سے کہا تمہارے تردیک تھا اکو فی عمل ایسا ہے جس کے مقابل ہو سئے کی جم کو امید ہے، حضرت را بعثت نے کہا کہ بی بی رہی ہے کہیں ڈوبتی رہتی ہوں کہ کہیں میرا عمل پھر بیٹھا د دیا جائے۔

حضرت بن سلیمان کہتے ہیں کہ بی بی را بعثت سفیانؓ تو رحیت کو منصیحت کر رہی تھیں اور میں خاموش میں رہا تھا داد کہہ رہی تھیں سفیانؓ تم گفتگو کے چند دن اور ہو اگر ایک دن بھی تھا تو سمجھو لو کہ تمہاری عمر بھی ختم ہو گئی، اس کا تم خوب جانتے ہو، سفیان تھیں چاہتے ہیں کہ میک عمل میں جلدی کرو۔

حضرت را بعثت کا مشترک تھی تھیں کہ میرے جو عمل ظاہر ہو جاتے ہیں ان کو شمار نہیں کرتی، اکثر ان کی نصیحت یہ ہوتی تھی کہ اپنے اچھے اعمال کو اس طرح چھپا دیجیے اپنی مراثیوں کو چھپائے ہو۔

عباس بن الولید کہتے ہیں کہ بی بی را بعثت کہی تھیں

بھی اسی وقت اس کا پول عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اسی وقت وہ حورت روئی تکڑا تھی جب میں نے گناہ انعامارہ ملکیں، میں نے خیال کیا کہ دس کے حساب سے میں ہوئی چاہیں اور یہ تو انعامارہ ہیں، اللہ کا وعدہ چاہے یہ بھی ملے کی قسطی ہے تو میں نے اسی حورت سے کہا کہ تمہاری مخدومتے روٹیاں بھیجنے میں فلکی کی ہے اس کو لیجاو چنانچہ دیچاری اسے پاؤں والپس گئی اور درود روتیاں ملا کر لاتی تھیں میں نے تسلیک کھلا یا اور میری طبیعت ملکن ہوئی۔

سادگی

حضرت محمد بن علی کہتے ہیں کہ میں نے بی رابعہ کے غر آیاں نے دیکھا کہ وہ اس تدریجی تھی ہوئی ہیں کہ جب جلتی ہیں تو ہر ہر قدم پر یہ گان ہوتا ہے کہ اب گریں تباہ گریں، اور میں نے جب ان کی زندگی پر لٹکاہ ڈالی تو جب مسافر از زندگی نظر آتی، مگر کافی سامان یہ تھا۔

ایک جھوٹی سی جھوپڑی جس میں ایک پرانی ہو رہی تھی ہوئی تھی اور اس جھوپڑی پر ایک پروردہ ٹراہوا تھا جس سے جھوپڑی کا بہت حصہ چھپ گیا تھا مگر کے اندر غلہ کا ایک نکلک ایک پیالہ اور ایک کھال تھی جو جانشناک بھی کام دیتی تھی اور سونے کا بھی، جب مناز پر ٹھنڈھنے لئے ٹھنڈھنے لئے ہوئے تھے تو اسی پر جھوڑی دیر کے لئے لیٹ کر سو جاتیں۔

ایک ماں کی بھی تھی جو دو میں سے دو پانچ اوپری تھی وہ چان کی صورت دیکھ پر دیکھ ہوئی تھی اس پر ان کا کعنی رکھا رہتا تھا، بس ان کے مکر کی کل کامناتے ہی تھی۔

حضرت رابعہ ایسی میران بگردگی کی مالحت میں زندگی لگا دی تھیں، لیکن اس کے باوجود بھی جب وہ کسی طرف ملک جاتیں تو لوگ ان کی صورت سے عادت کے نشان پہچان کے ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔

ایک مرتبہ وہ کسی طرف جا رہی تھیں ایک شخص نے ان سے دعا کے لئے کہا، حضرت رابعہ ایک دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئیں اور کچھ لگیں میں کی چیزوں اللہ تعالیٰ نہ پر حرم فرمائے، اپنے رب کی اطاعت کرو اور اس سے دعا کرو

پورے کرتا ہے کہ دیکھنے والوں کو تجھے ہوتا ہے، حضرت رابعہ بھی اللہ تعالیٰ کی انک بندی تھیں اور دن رات اس کی تابہاری میں لگ کر بھی تھیں اس نے بھی اللہ تعالیٰ ان پر خاص طور پر تھری رانجا اور ان کی دعائیں استبول فرماتا تھا۔

بزرگی اور کرامات

ایک مرتبہ دادا میں بھوسکے پیاسو حضرت رابعہ کے گھر کے دادا تھے وہ انکی صورت دیکھ کر بھی تھیں کہ یہ بھوسکے پیاسو، راست کی کمپی ہوئی دو روٹیاں تھیں ان کے آگے لامکے رکھدیں لیکن دل میں خیال کیا کہ یہ دو روٹیاں ان کو کیا کافی ہوں گی، اتنے میں ایک سائل نے آزاد دادا، حضرت رابعہ نے دو روٹیاں انھا کر اس سائل کو دی دیں، وہ دلوں آدمی حیرت میں اسکے مگر عالموش رہے، تھوڑی دیر نگذری تھی کہ ایک حورت روٹیوں سے بھرا ہوا دستر خوان لاتی اور کہا میں بیا اور میری مخدومتے آپ کو بھیجا ہے۔

حضرت رابعہ نے دو روٹیاں لے لیں اور ان کو گستاخ احمداء تھیں، حضرت رابعہ کے کہا کہ اس کو لیجاو تمہاری فضیل سے دو روٹیاں بھیجنے میں فلکی کی ہے وہ حورت دستر خوان سمجھتی واپس ہوئی اور اپنی مخدومتے پوشا واقعہ بیان کیا۔ خود وہ کہا حقیقت میں مجھے فلکی ہوئی، پھر دو روٹیاں ملا کر کیا اب لیجاو، وہ حورت اتنے پاؤں والپس آئی اور دو روٹیاں حضرت رابعہ کی خدمت میں پیش کر دیں، حضرت رابعہ نے روٹیاں لے کر جہاں لاؤں کے آگے رکھدیں، جب وہ کھلچکے کہنے لگیں کہ میری اس حرکت پر تھب ایسا ہو گا اور جب کی بات بھی ہو لیکن اصل قدر یہ ہے کہ جب تم اسے تو میں تمہاری صورت دیکھ کر کہو گئی کہ تم بھوسکے ہو،اتفاق سے میں گھریں صرف دوہی روٹیاں تھیں دیکھا رہا تھا میں نے اسے ایک دل میں اور دل میں سمجھتی تھی کہ اس میں تمہارا کیا پیٹ بھر لگا اتویں سائل نے آزاد دادا کی طرف جا رہی تھی وہی روٹیاں انھا کر میں سائل کو بھجوادیں اور خدا سے دعا کی کہ اسے پر درگار کرنے اپنے کلام پاک میں دعہ فرمایا ہے کہیں ایک ملکی کے ہدایے دس دوں کا، بار املا اپنے اس قول اور دعے کو پورا کر کر

ای کلاب کا کیا حال ہے۔
رالیٰ نے فرمایا۔ وادہ وادہ وہ توڑے مزے
میں ہیں۔ اسے وہ تو بلند درجوں میں ہم سے بھی سبقت
لے گئی ہیں، میں سے کہا کیوں تم تو ان سے بہتر کمی ہباتی
تھیں۔

حضرت رابطہ نے کہا بات ہے ہے کہ دنیا میں ان کا
حال یہ تھا کہ صحیح سے لیکے شام تک کوئی سی حالت ان پر
گزر جائے انجیں کوئی پرداز ہوتی تھی۔

میں سے کہا الہما لکھ کا کیا حال ہے۔

حضرت رابطہ نے کہا ان کو کیا پورچھتی ہو وہ جب
پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نیارت کر لے تے ہیں۔
میں سے کہا بیشتر بن ضمود کا کیا حال ہے۔
حضرت رابطہ نے کہا اللہ اللہ ان کو تو ان کی ایسے

زیادہ الٹر قلاسے مطاعت فرمایا ہے۔

میں سے کہا جس کو میں کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس کے
کرنے سے اللہ عز وجل کا نقرہ حاصل ہو۔

حضرت رابطہ نے کہا کثرت سے اللہ کا ذکر کرو۔

قریب ہے کہ تم قبرین اپنے اس عمل سے خوش ہو۔

حضرت رابطہ کے انتقال کے بعد بعض بعض لوگ
حضرت رابطہ کے نکرت سے دعائیں کرتے تھے۔ ان
میں سے کسی ایک سنے ایک دن حضرت رابطہ کو خواب میں
دیکھا کہ وہ کہتی ہیں کہ تمہارے ہدیتے میرے پاس فور کے
طبا توں میں تو رکے رہا میں تو ٹھکرے ہوئے آتے ہیں۔
خدا رحمت کرے ان ماشقاں پاک سیرت پر

دو ہر ہر ہیں کی دعا قبول فرمائے کسی کی دعا ضائع نہیں کرتا۔
خادمہ بنت ابی شوال کہتی ہیں کہ جب
انتقال پر ملال [بی بی رابطہ کی دفاتر کا نام قریب ایا
تو مجھ سے کہا دیکھو میری موت میں کسی کو لکھیف نہ دینا۔

حضرت رابطہ کے پاس بالآخر کا ایک جسم تھا اور ایک
صوف کی اور ہنی تھی، اپنی خادم سے کہا کہ اسی جسم میں مجھے لکھا دیا
اور یہی اور ہنی محکوا اور ہمارا دینا۔

جب ترجمہ کی حالت ہوئی تو اس وقت بڑے بڑے
ادلبی اموی قیارہ ان کے سرہ سب سبیٹھے تھے، یہ کاک انھوں نے
کہا تم سب میرے پاس سے اس وقت الخلق جاؤ، اللہ کو رسول
کے لیے جگہ خالی کر دو۔ یہ سن کر وہ سب ایک ایک کو کے انہوں
گھگھر ایک آوازا تی بایتھا انفس، المعلمہ نہ ارجمندی
دیا۔ اس راضیہ مرضیہ خادمی خلی فی عبادی وادخلی جستی
درستہ طعن نفس اپنے رب کے پاس راضی خوشی چلا جا
اوہ میرے بندوں کے گردہ میں میری جنت کے اندر را فل
ہو جسا۔

اس کے بعد اوز بند ہو گئی اب جو لوگوں نے اکر دیکھا
تو وہ وقت پاچی تھیں۔

تین سو پانچ ہجری میں دفاتر پانی اور بعض کے تزویک
تاریخیں کچھ اختلاف ہے واللہ العظیم بالصواب۔ خادمہ بنت ابی
شوال کہتی ہیں کہ میں نے ایک صال کے بعد بی بی رابطہ کو خواب
میں دیکھا کہ میرزا شیل پشاک اوہ سبز رسمی اور ہنی اور ہنی ہوئے
ہیں، اتنی بہتری ہے کہ میں نے اس سے پہلے کہی دیجا ہے میں
و تکمیلی، میں سے کہا اسے رابطہ تھا را وہ جیدہ اور اوز ہنی جس میں
تم کو کھانا یا گیا تھا اک ہوتی۔ حضرت رابطہ نے کہا کہ اللہ
تعالیٰ نے وہ اتا کر رہا پہنچا یا ہے اور اس کو پیش کر جسے
لکھادی پھر اس کو مقام طیبین میں رکھ دیتا کر قیامت کے
دن اس کی وجہ سے پورا تو اسے عطا ہو۔ میں سے کہا زندگی میں
جو تم نیکیں کرتی رہیں اسی کا یہ بد لے ہے، حضرت رابطہ
نے کہا تمہیں یہ تو اللہ عز وجل کی اپنے دستوں کے سامنے
نہ رہیں۔ میں سے کہا رابطہ یہ تو بتا اور وہ جنت

سران۔ ایک ترجمہ۔ حکیم الامت مولانا اشرفتی رحمۃ اللہ علیہ
درستہ ترجمہ۔ شیخ الجہنہ مولانا خوشنام رحمۃ اللہ علیہ۔ عاشیہ پر
حمدہ تغیری ذلت۔ کافر ذلت سفید۔ کھانی پھپاٹی مسیاری،
ہدیہ غلہ کر شمع پختہ خود در دو سے د (غلہ ملی سولہ روپے)
ملکیتہ قبلی دیلوپنڈ روپی

علماء کے سر اکافری رخ

العلماء (الذین امْنَلُوا)
الذین امْنَلُوا

فقط دوم

جماعتِ اسلامی کے اکابرین و اور ایکیں میں سے کسی کے عقائد و خیالات اگر تذکیرہ و تصوف تربیت و تعلیم اور ہدایت کے طرز و طریقے کے باہمیں قابل بحث و نظر ہیں تو بے شک اور با پا بصیرت کو ان پر مصلحت اور تحریک فتنہ کے چاہئے اور عدل و انصاف کے دائرے میں رہ کر عادۃ manus کو وہ مقامات اور قبائل بدلنے چاہتیں جو اور با پا جاتا کے تقدیم ناقص عقاوہ کے قبول سے متوجہ ہو سکتے ہیں۔

لیکن یوں رہا ہے کہ صحیحی کے ساتھ اپنا موقوف و حبیبه و اٹھ کرنے اور مقابل عقیدہ و موقف کا فساد ثابت کرنے کے عوض بیشتر علیکے کرام اور ان کے حوالی موالی قسم کا کار قلم پکڑتے ہیں کہ جماعتِ اسلامی اور ایسکی دعوت اور اس کے لاریچر کو سرتاپا اپنا پر گرا ہی اور بحتم دعوت بالل شایست کر کے دم لیں گے۔ ثابت تو خیر کا ہوتا وہ اپنی تابیعت و فن کاری کے اطمینان میں وہ طفولانہ بلکہ بعض اوقات اطمینان اور پیغمبر طرز کلام اپنیا کرتے ہیں کہ فرشتہ علم شرم سے گردن جھکا لیتا ہے اور سروش و انسن تعجب سے دم بخود رہ جاتا ہے۔ ان کے طرز و تعریف کا معیار اس ایک واقعہ سے بھیجئے کہ ایک صاحب تھے عالمہ۔ دین الدین العصر فریدوروز گار۔ فرط علم میں وہ ایک دن پہنچا ایک دوست سے بوئے کہ میاں ہم نے مطلع پر ہمی پہنچا۔ دن کو چاہیں رات ثابت کر دیں۔ موڑ کو چاہیں کبوتر بنا دیں۔ حالاً کوئی افسانہ نگاری سے قطعاً و اقتضیت نہیں۔ مگر ہماری مطلع اتنی پر ہمی اور ہمہ گیرے ہے کہ کوئی افسانہ ہمارے سامنے لا آؤ تو اس کے بھی فنا فناں کھوں کر رکھریں۔

دو مرتبہ کسی شہر افسانہ نگار کا ایک مطبوعہ افسانہ ان کے سامنے رکھا۔ انہوں نے پہلی صفحہ پر ہمی لکھا

"جب سورج افی مشرق سے طلوع ہوتا ہے تو انہیں خوف اور شرم سے اپنا متر جھپا لتا ہے۔"

فرمایا تھا اسی کوئی۔ انہیں کوئی ذی سوچ حقوق نہیں جو شرم و خوف یا اور کسی طریقے کے احساسات اس کے اندر پیدا نہیں۔ اور وہ کوئی جاندار اثیبت شی میں نہیں جو ارادتا مخصوص چھا سکے۔ پھر محمد تو جو ان مطلع و ناطق کے ہوتا ہے۔ انہیں سے کے مخفہ کہاں؟ اور سورج کا طلوع ہونا بھی محل نظر ہے۔ تھی تھیں نے ثابت کیا ہے کہ سورج ہر وقت یہاں گردش کرتا رہتا ہے۔ لہذا طلوع و غروب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

علام کی اس نظریاتی جریح و تعدادی سے الگ ہی ان کے دوست رغب کھا گئے، تمام دنیا میں سے عرض کیا۔

"تیر تو حافظ ہنہیں۔ مگر یاد پڑتا ہے کہ قرآن میں کسی جگہ اللہ کے ناموں اور پیرے کا ذکر آیا ہے۔ نیز سورج کے

طلوع و غروب کا بھی ذکر ہے، اور حدیث میں کسی جگہ تذکرہ ہے؟"

علامہ غفتہ پور کہا۔ "تم جاہل ہو۔ کہاں قرآن و حدیث کہاں مردود افسانہ! انسان کو چاہیے علطف بحث نہ کریں

سال منتہ سے ایک گدھا لڈ رہا تھا۔ دوست نے کہا اچھا۔ سچھیر شاہ استیجھے!

فریبا۔ ابھی لو۔ دیکھو شیر کے دٹانگیں دوڑا تھا ایک سر دو آنکھیں ہوتی ہیں۔ میر سب اس گدھے میں بھی موجود ہیں۔ یہے بڑے بال تو ہو سکتا ہے کسی جامنے مونڈھیے ہوں۔ پچھے چلتے پلٹے ٹھکس گئے ہوں پس یہ گدھا بھی ہے اور شیر بھی!

دیکھا آپ نے کلاب استدبل!

تو ہم دیکھتے ہیں کہ تعمیری تعمید کی جھاتے جماعت اسلامی پر بالعموم اسی طرح کی علمی تقدیریں کی جا رہی ہیں۔ اور یہ ہمیں سوچا جا رہا کہ دعوت حق کا جو راجحہ احمد کام اس سے انجام پا رہا ہے وہ ان تحریکی تعمیدیں اور ان تعریفیوں سے کس درجہ اثر پذیر ہوتا ہے۔

اگر ہم یہ کہیں کہ ہمارے علماء خود کوئی ایسا پروگرام اور انضباطی اب نہیں رکھتے ہیں تو یہ دین اور دعوت حق پر اس کے وسیع ذیقانی سمنی پر مشتمل ہو تو اسے لگتا ہی مچھا جائے گا اس نے ہم مانے لیتے ہیں کہ وہ دعوت حق کا کام کر رہے ہیں۔ لیکن ان ہیں اور جماعت اسلامی میں بنیادی اصول و عقائد پر سر برداشت نہ ہونے کے میش نظر کیا وہ ذرا بھی مصلحت اندیشی یا گانگت اور تحریکی الفقی کا مظاہر و نہیں کر سکتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سوت پھر چند بنیادی اصول و نظریات میں روس کا ہم آہنگ ہے۔ اور یہ شمار طور و طریق اور خیالات میں روس سے اختلاف رکھتا ہے۔ لیکن بعض بنیادی الفقایاں و ہم آہنگ کے ناطے روس امریکے مقابلہ میں اس کی مکمل طرف داری کرتے ہیں۔ اور اخلاقی سماں کو نہیں گزینتے۔ اسی طرح کیا فوج باطل کے مقابلہ میں جماعت اسلامی اس کی حق نہیں ہے کہ مللتے کرم قبائل حق کے ناطے اس کی طرف داری کریں۔ لذتستہ جانشینی روس اور بہتانیہ جیسے ہر یونیورسٹیوں کو ایک دوسرے کا دوست اور سائنسی بنادیا اور جیسا تک جنگ آفریقہ میں ہمچلی دنوں نے آپس کے مختت ترین اختلافات نظر انداز کر کے دو شہروں کو شہر جنی سے جنگ لڑی۔ جاپان سے جنگ لڑی۔ کیا غلبہ باطل کے موجودہ دو یورپی قوتوں میں داشت نہیں ہے کہ حق کے سچا ہی آپس کے اختلاف کو نظر انداز کر کے اپنے کو کم سے کم اتنا تو کی کریں جتنا ان کی موجودہ حالت ضعف و پیشی میں ملک ہے۔ یا یہ قریبی میں ہے کہ جو رائے نام قوت دیکھتے ہے میں سے بھی باہمی نزاع و جدل اور پیرتے بازی میں قائم کر کے باطل کو لٹڑ و تحریر سے بزری تھقہ لگانے کی دعوت دیں۔

مولانا ابو الحکم کا پڑی نظر حضور مولا اسی حقیقت کو مانتے لاتا ہے کہ جماعت اسلامی کے معترضین کیسے یہے فن کار و گردشہ رہا ہے۔ ۱۷۱ کی پہاڑ دنیا بناتی ہے۔ لیکن یہ حضرات نبیر راٹی کے کروہ ہمالیہ تیار کرتے ہیں۔

خداؤ را ہے کہیں نے بارہ ایسی تحریروں کی تلاش کی ہے جن سے پوری طرح معلوم ہو سکے کہ ہمارے محض علماء کرام کو جماعت اسلامی سے کیا کیا اخلاقات ہے اور اپنے نقطہ خالی کی صفت پر وہ کیا کیا اشرعاً دلائل سمجھتے ہیں۔ بہت کوشش کے بعد مجھے صرف اتنا پتہ چل سکا کہ سب سے پڑا اختلاف مسئلہ تصوف اور تذکرہ نفس کا ہے۔ میں نے فرقیوں کے عقائد و آراء کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اختلاف کا زیادہ تر تعلق بعض الفقیحی بحث سے ہے اور حصیقتہ دو یونیورسٹیوں کے درمیان اصول و عقائد کی کوئی اتنی بڑی تباہ نہیں ہے جسے پاٹاں جاسکے۔ جہاں تک میری ذائقی رائے کا تعلق ہے تذکرہ نفس اور تربیت کے سلسلہ کی بعض جماعتی تحریروں میں مجھے کچھ قابل اعتماد ہے جیزین نظر آتی ہے۔ اور مولانا مودودی اور بعض دیگر ایسا ہیں جماعت کے جو خیالات نفس بعیت و ارشاد اور رائج طریقوں سے ذکر کرد شغل اور اسرار طریقوں کے باسے ہیں ہیں۔ ان میں سب سی نافع مغل و علمکے اعتبار سے کئی ایسی خامیاں ہیں جن پر

علمائے کرم کو پوری تحریکی اسلامی اور بسط کے ساتھ لکھنا چاہئے اور ازدواجی پرستی معمول دلائل علیہ سرداřی کرنا چاہئے کہ فلاں خجال فلٹ اور فلاں مجھے ہے۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ یہ سب سی تلاش کی خای ہے یا واقعہ ایسی تحریر کی تھی یہی نہیں گئیں۔ مجھے ہر حال اس سلسلہ کی کوئی تھوس عالمانہ اور نصافانہ تحریر نہیں مل سکی اور میں اس شخص کا بہت ممنون ہوں گا جو مجھے کسی ایسی تحریر کا پتہ بتاتے۔ میں ہوں یا کوئی اور جماعتِ اسلامی سے اسے بہر حال کوئی دلپیڑ نہیں ملتا کہ وہ خواہ خواہ اس کی طرف داری کیتے جائیے۔ یہ ماقبت اور محض عاقبت کا مدلد ہے۔ اسی لئے سیرا یہ تحریر پر چہ (تخلی) ہر وقت ہر اس تحریر کے لئے چشم برہا اور آخوش و اسچے جس میں کسی دینی موندوں پر تحریکی و مقولیت سے کلام کیا گیا ہو خواہ وہ جماعتِ اسلامی اور مولانا نادرودی کے خلاف ہو یا موافق خود میں ایک نایک دن اپنے ان اختلافات کو حقیقی عروضات کی شکل میں پیش کروں گا جو مجھے بعض معتقدات کے باکے میں ہیں۔ کاش مجھے اس کی توفیق اور اپیٹ نہیں ہو سکے۔ (عامر عثمانی)

ہوائیڈیٰ اُر سلیٰ رَسُولَ پَانْهُدَیٰ ذِدِینِ الْجَنِیْ
لِيَطْهِرَ مُلْکَ الْرَّبِّیْنِ مُكْلَمَہ کی جو شریع کی گئی ہو وہ قرآن
تجھے کے اغراض و مقاصد کے سرتاسر خلاف ہے۔ اس کے بعد مولانا رحمانی نے ص ۲۴ سے منہاں تک بخوبی خود آئی کریمہ
کا صحیح مفہوم سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ قارئین کیلئے سابق قسط
یہ قصیل سے ملاحظہ فراچکے ہیں کہ مولانا رحمانی نے آئی کریمہ
کی صحیح شریع کو غلط ثابت کرنے کے لئے دوستی حقائق کو اس طرح
سرچ کیا ہے اور مسلمانوں کو غلط طبق میں دوستی کیلئے تفسیر و لغت کا
کس بیداری سے خون کیا ہے اس کے بعد مولانا رحمانی نے آئی
کریمہ کا صحیح مفہوم کے تحت آئی کریمہ کی حقیقتی شریع کی ہے وہ
کہاں تک دست و صواب ہو گی۔ اس کا اندازہ قارئین تحریر خود فریلانہ
ہیں۔ تاہم ضرورت ہے کہ اختصار کے ساتھ مولانا رحمانی کے پیش کردہ
مفہوم کا جائزہ دیا جائے۔ اس لئے اور پتھر کے ساتھ مولانا رحمانی کے دوستی ملک کی سند
لکھنے والے علماء کا ایک طبق بھی بری طبع اکابر پرستی "اس اندازہ
پرستی اور شریع پرستی" میں بتالا ہے۔ اس کے نزدیک یہاں حق اللہ
رسوں نہیں۔ بلکہ اس کے اساندہ اور اکابر ہیں۔ مجھے اسیہ نہیں
کہ طبق پہلی قسط میں طلب ہو گا۔ وہ یہ سمجھے کہ مولانا رحمانی نے
آئی کریمہ کا صحیح مفہوم لکھا ہے اسے تو ماحدی ہی نہیں لگایا گیا ہے۔
اس لئے وہ یقیناً ناقابلِ انکار ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ مولانا رحمانی
کے اس حصہٗ بحث کے خاص خاص اگر شوں کو مجھی
سے بحث کر دیا جائے۔

خد بدنسے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
نہیں کس درجہ فتحہاب حرم بے توفیق
جلائی شاہیۃ کے قتلی میں اس مضمون کی پہلی قسط شائع
ہو چکی ہے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ ہماری علیؑ
کرام اور بزرگان دین کا دینی ٹرخ کیا ہے اور وہ سماں توں کوں کوں
طرف سے جانچاہ رہے ہیں۔ وہ اپنے کو بدل دیا جائے ہیں اور اس کے
تو وہ اسلام کی تعلیمات تھیں کو بدل دیا جائے ہیں اسے اندھادھن کام لے رہے ہیں۔
"بچی" کے محترم قارئین حضرت مولانا عبد الصمد رحمانی
کو بھجوئے نہ ہوں گے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ
کے رکن، جمیع العلماء کے ممتاز رہنما اور غالباً امارت شریعہ
بہاس کے نائب امیر بھی ہیں۔ آپ ہی کی کتاب "جماعت اسلامی
پر تبصرہ" کے متعلق "بصرہ پر تبصرہ" کے عنوان سے سیرا ایک طویل
مضمون بچی جو جلائی شاہیۃ میں شائع ہو چکا ہے۔ زیر قلم مضمون
مولانا رحمانی ہی کے دوسرے کتاب پرستی "جماعت اسلامی کا دینی ٹرخ"
پر فہد و نظر ہے۔
مولانا رحمانی نے جماعت اسلامی کا دینی ٹرخ کے ص ۲۵
سے ۲۷ تک میں اس بات پر لپیٹے علم و قلم اور دین و تقویٰ
کی وقت صرف کی سبھے کہ جماعت اسلامی کی کتاب نسیا اسی
لکھنکش کے حصہ سوم میں اسلام کا جو نصب العین پیش کیا گیا ہے
وہ تقطعاً غیر اسلامی ہے۔ اور اس مضمون میں آئی کریمہ ہے۔

اعتراف کرنا بھول گئے تھے۔ اس کی تلاشی موصوہ منسے لپٹے زیر نظر رسالہ جماعت اسلامی کا دینی ذرخ "ہم کو دی ہے۔ اس اعتراف کا جائزہ لینا بیشک ہر دی ہے۔
دستور جماعت میں جماعت کی رکنیت تجویل کرنے والے کے لئے ایک شرط یہ ہے۔

"اگر اس کے فضیل میں ایسا مال یا جائزہ ہر جو حرام طریقے سے آیا ہو، یا جس میں حدازوں کے لفڑ کردہ حقوق شامل ہوں تو ان کے دست بردار ہو جائے۔ اور ایسی حقوق کو ان کے حقوق پہنچانے۔"

مولانا رحمانی اس شرط پر اعتراف کرتے ہوئے ذرا تھے۔
اب تاہل خوبات یہ ہے کہ قرآن مجید نے شائعاً عبد بن بود کے کفار پر یہ الزام رکھا۔ "خراب ہے کم تو نے والوں کی بولوگوں سے یہاں تو پورا پورا تاپ کر لیں اور جب لوگوں کو تاپ کر دیں تو گھٹا دیں۔ کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ ان کو ایک بڑے دن (معنی قیامت میں) اٹھایا جائے گا جس دن کو سب لوگ رب العالمین کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔" (صورۃ تہذیف بجز دین)

اس سے مسلم ہوتا ہے کہ زمانہ ختم رسالت میں کفار ایسا کرتے تھے۔ اب لازمی طور پر سوال ہے اب ہوتے کہ حدیث و سیر اور ہدیہ ثبوت کی تاریخ میں اس کا کوئی ثبوت ہے کہ اپنے لوگ جب چہرے بجوت میں مسلمان ہوتے تھے تو ان پر فرآی لازم کیا گیا تھا اگر اس حرام مال کو جو گھٹا کر دیتے ہیں پھر بجا کر رکھا ہے ابھی کو پہنچا دیں۔ اور اس سے دست بردار ہو جائیں۔ اور یہ ان کو ارشاد ہو اتحاک اگر فوراً اس پیغام کو اپنے اوپر طاری نہیں کر دے تو کلز شہادت کے ادا کرنے میں تم صادق نہیں ہٹپر دے۔ اور اسلام سے خارج کر دیئے جاؤ گے اس مسئلہ کے درست اصرار میں کلچ مولانا رحمانی کا یہ عرض ہے بھی اصل اغلط ہے۔ متعدد جماعت کی پیش رو سلامان ہونے والے غیر مسلموں کے نئے نہیں ہے۔ بلکہ مولانا کے جیسے مسلمانوں کے نئے ہے جو اسلام کے تھیں اور اسی وقت خالل و حرام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور مولانا اعتراف کرتے ہیں جماعت کی رکنیت کی اس شرط کو قرار کے واخذه اسلام کی شرط تواریخ میں۔
مولانا رحمانی کے اعتراف کی بحث دیوی باہم کی جا سکتی ہے۔

ابتدائی صفحات پر ایک نظر

لیکن اس ٹھنڈو کے آغاز سے پہلے ضرورت ہو کر جماعت اسلامی کا دینی ذرخ نے ابتدائی صفحات پر ایک نظر ڈال لی جاتے۔
مولانا رحمانی نے اصل بحث شروع کرنے سے پہلے اپنے کتاب پر کی ابتداء سے صفحہ ۳۴۸ صفحہ ۲۹۸ اصل بحث کی قسم ریزی کے لئے زین تیار کی ہے۔ تاکہ یہ کھنچی خوب اپنہتا ہے۔ اور ایک اچھا خاصاً خرمن تیار ہو جاتے۔ یعنی جماعت کے خلاف مسلمانوں کے ذہن کو ایک خاص سانحہ میں ڈھانٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ۔

اس سانچے میں ڈھنڈتے ہوئے ذہن مولانا کے پر طلب و پاس کو قبول کر سکے جائیں۔ پھر از صفحہ ۲۹۸ صفحہ ۳۴۸ جماعت کے خلاف اپنے پہلے ایک مغللط کو دہرا لیا ہے۔ میں نے اور بتایا ہے کہ مولانا رحمانی کا ایک کتاب پر جماعت اسلامی پر تبصرہ ہے۔ مولانا نے اس میں مسلمانوں کو ٹھہر کر مغللط دیتے ہیں "ان میں ایک مخالف طریقہ ہو کر جماعت اسلامی کے متور مسلمانوں کی رکنیت کے جو شرعاً مطلوب ہیں ان کو غیر مسلموں کے اسلام میں داخل ہونے کی شرعاً مطلوب قرار دی کر پہنچے ہو۔ افراد احتجاج کا اعلان ہے۔ اور بحث دیزاج کی ایک دنیا ایجاد کر دی ہے۔ میں نے پہلے جو لائی ہے کہ جیلی میں ایک معقل صفحوں پر لکھ کر مولانا رحمانی کے ایک ایک مخالف طریقہ اور ایک ایک اعتراف کی حقیقت کو بے نقاب کیا۔ پھر تبصرہ کا تحقیقی جائزہ کے نام سے اس صفحوں کو مزید تو صیغہ و تشریح کے ساتھ ایک کتاب پر جھوہرت میں شائع کر دیا ہے۔ لیکن مولانا رحمانی نے ان تمام چیزوں سے چشم پوشی کر کے جماعت اسلامی کے دینی ذرخ میں پھر اس مخالف طریقہ کو ڈھنڈ رہا ہے۔ اور آخر میں لکھا ہے کہ اس کی پوری تصور "جماعت اسلامی پر تبصرہ" حصہ اول میں ہم کرچکے ہیں۔ وہیں ملاحظہ کیا جائے کہ اور مولانا رحمانی خود پہنچتے تبصرہ کا تحقیقی جائزہ ملاحظہ نہیں فرماتے۔ انتہائی دیدہ دلیری سے اپنے خطا اصرارات کو دیہراتے ہیں۔ اور لوگوں کو اس کے ملاحظہ کی دعوت دیتے ہیں۔

ہم یہاں مولانا رحمانی کے اس مخالف طریقہ پر لکھا ہے اور قارئین کو اس کا وقت خالل کرنا پسند نہیں کرتے۔ آپ ازراہ کرم جلالی شمسیہ کا تحقیقی یا ہمارا اسلام "تبصرہ کا تحقیقی جائزہ" مولانا رحمانی "تبصرہ" میں جماعت اسلامی کے دستور ایک

طرح فرماتی ہے۔

پس اس لفظ سے یہاں مرادِ نوہتِ قرآنی کی روشنی میں وہ مخصوص علیہ خداوندی ہے جو رسول کو عطا ہوتی ہے۔ چاہے اسکی تعبیر فرم، دلیلِ بصرت ہے کی جائے یا علم و نورت یا حکم و حکمت ہے۔ یا میرزا غوث اخوی خطاب سے باقران و سلطانِ دین و خیر و خوبی (صلی) اپنی اس شریع کی تائید میں صحت سے مدد نکل قرآن مجید کی متعدد آئینے نقش کی گئی ہیں۔ اور آخر میں تحریر فرمایا گیا ہے۔

بہر حال مستحبِ الہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء مدرس کو کتاب کے علاوہ مخصوص فواز سے سرفراز فرماتا ہے جس کی تعبیر قرآن مجید میں علم۔ حکم۔ حکمت وغیرہ سے کی گئی ہے۔ اور آئی کہ میرزا
خواصی اگر مسئلہ سارہ مسولہ ہے میں الہی سے یہی مخصوص عطیت سے آپی اور حنایت خداوندی مراد ہے وصتی۔

اسی کے ساتھ مولانا رحمانی نے اپنی تائید میں توجیہات کی یعنی کچھ سطر نقل کی ہیں۔ میں مولانا رحمانی کی طرح ایک بات کو بار بار دہرا کر تحریر کو طول دیتا اور قارئین کا وقت ضائع کرنے پر نہ نہیں کرتا۔ میں نے اس طویل میں امام راغب کی عبارت پیغام تو کہتے ہوتے "لطف الہی" کی شریع کردی ہے۔ اس کو دہا دیکھ لیتا ہے اس مقام پر اتنا عرض کر دینا کافی ہو کہ امام راغب کی جو عبارت مولانا نے نقل ہے وہ مکمل نہیں ہے۔ عبارت کا ایک حصہ نقل کی کے انہوں نے لکھ دیا ہے۔ آگے کی عبارت مولانا کے خلاف نہیں ہے تو انہوں نے اسے حدت کیوں کر دیا؟
کچھ تو ہے جس کی پروردہ داری ہے!

اقوس کہ "مفردات راغب" میں نظر نہیں ہے۔ ورنہ حقیقت بے لفاظ ہے کہ راستے آجاتی تاہم الگری فرض یہی کہیا جائے کہ مفردات راغب میں لطف الہی کی اپنی ہی تشریح ہوتی ہے اسی ہیں بتائے ہیں تو ہم اول میں بتاچکے ہیں کہ الہی کے مزید یعنی بھی ہیں۔ چنانچہ مولانا عبد الحمید فرمائی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مفردات میں تحریر فرماتے ہیں" دالشالت الطهريق العا ضم۔۔۔۔۔ و فی القرآن ایک اعلیٰ حدای مستقیم و منہ السستہ والشیعہ ہوئی کے تحریر میں و اسی طریقے کے ہیں۔ چنانچہ قرآن میں ہے لے رسول اتم میں ہے راستے پر ہو۔ اور اسی اضمار سے ہوئی

ایک تو ہے کہ مولانا کو علم و فہم سے اشاعت بھی ماحصل نہیں کر دے جماعتِ اسلامی کے دستور اور قرآن مجید کے مشارع و فہوم کو کہے سکیں۔ اور اگر یہ بات نہیں تو پھر دوسری بات یہ کہی جا سکتی ہے کہ مولانا مذکورہ امام جماعت پر غلط و غریض کر کے کسی ناجائز مقصود کے ماتحت مسلمانوں کو مخالفت کرنے ہے ہیں اور جماہیتِ اسلامی سے تنفس اور بیزار بنانا رہے ہے۔ میرزا غوث اخوی مولانا کے تعلق ان دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی قبول کرنے کو اور نہیں کرتا۔ لیکن اب مولانا ہی بہترین کر ان کے اس اعڑاضن کا تیسرا مطلب کیا جایا جاتے یا ان کے اس اعڑاضن کی کوئی اچھی تاویل کی جلتے تو وہ تاویل کیا ہو؟

مولانا رحمانی نے اپنے کتاب پر جماعتِ اسلامی پر تبصرہ میں دستورِ جماعت پر جو اعڑاضات کے نئے نئے تاریخیں کر دیں ان کی حقیقت کا اندازہ مولانا کے اسی ایک اعڑاضن سے اچھی طرح لگائے ہیں۔

آیت کریمہ کاتح مفہوم مولانا رحمانی نے اس عنوان کی تحت سر شوائیہ کا صحیح مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن جن دلائی سے مولانا نے سیاسی گمکش میں بیان کردہ مفہوم کو غلط طور پر اپنایا ہے۔ وہ دلائی خود غلط اور بے حقیقت ہے۔ اس نے سیاسی گمکش کا بیان کردہ مفہوم اپنی جگہ ثابت ہے۔ اور مولانا نے اپنے بیان کردہ مفہوم ہمچنانچہ اپنے دلائل سے کام لیا ہے جو غلط ثابت ہو چکے ہیں اس نے ان کا بیان کردہ مفہوم بھی غلط ہو گا۔ پھر یعنی مولانا اور ان کے ہمتو اور متفقہ تصرفات کے اطمینان خاطر کے لئے صورت ہے کہ مولانا کے پیش کردہ مفہوم پر ایک نظر دالی جائے۔

مولانا رحمانی نے سب سے پہلے فقط "الہی" کے مفہوم سے بحث کی ہے۔ اور اس کے لئے سب سے پہلے امام راغب کے مفردات کی دہی عبارت دہرائی ہے جس پر اس سے قبل تفصیلی لفظ کو کجا جکی ہے۔ دوسرے لفظوں میں مولانا کے مفہوم کی تام تر تبیاد امام راغب کی عبارت پر ہے۔ ایک مرتبہ امام راغب کی عبارت پھر لاحظہ کر لیجئے۔ "لطف الہی" کو اللہ تعالیٰ نے ایسی چیز کیلئے خاص کر لیا ہے۔ جس کا وہ خروادا ہی ہوا اور جس کو وہ خود عطا کرنا چاہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق ہو، انسان سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو تو جو حقیقت امام راغب کی اس عبارت کی تشریح مولانا رحمانی نے اس

(۲) علما اس کے "دین حق" سے مبنی الگ خدا تعالیٰ دین کریں اور انقطعی عن کو ذات حق تعالیٰ کے معنی ہیں لیکن تو قرآن مجید میں اس کا تفسیر خدا تعالیٰ میں موجود ہے۔ "ان اللہ بن عبد اللہ العسلوم" اللہ کی جناب میں تو دین ہے، اسلام ہے۔ اور الگ دین حق کے معنی "سجادین" کریں اور حق کو باطل کا نقیض قرار دیں تو اس سے محفوظ قرآن مجید ہو گا۔ (صحت)

(۳) بہر حال قرآن مجید کی تفسیر کی روشنی میں دین "کی صحیح تفسیر" "اسلام ہے یا قرآن" ہے جو دلی ہے اور اس بناء پر آیت کی تفسیر کے معنی ہے ہیں۔

"دہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو الہی لمحی تھوڑی ایت اور آئی دین کے ساتھ بھیجا۔ تاک اللہ اس دین کو تمام دنیوں پر قبض کرے اگرچہ مشرکوں کو یہ ناجوہ ہو۔" (صحت)

مولانا رحمانی نے لفظ الہی کے مفہوم درود کے اخبار و تغیری جو کوشش کی ہے اسے ہم نے قسط اول میں تفصیل کے ساتھ واضح کر دیا ہے اور اور پر کی سطروں میں دوبارہ اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ رہ لفظ "دین حق" تو مولانا رحمانی اس کا مفہوم اسلام اور قرآن مجید تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے رہا کیش میں اس لفظ کی جو تعریج کی تھی ہے وہ حرف بھوت ثابت ہو گئی۔ قادرین کو محبت تو ہوگی۔ مگر سیاسی کیش کی تعریج کو ایک بار پھر لاحظ کریں۔

"درالل دین کا لفظ قرب قریب دری معنی رکھتا ہے جو زمان حال میں ایشیت کے معنی ہیں، لوگوں کا کسی بلا انتہا قدم اور کسلیم کے اس کی اطاعت کرنا یہ ایشیت ہے۔ جس دین کا مفہوم ہے اور دل بند یہ ہے کہ انسان دوسرا انسانوں کی خواہی نفس کی اور تمام مخلوقات کی بندگی اور اطاعت چھوڑ کر صرف اللہ کے اقتدار پر میں کو تسلیم کرے اور اسی کی بندگی و اطاعت تسلیم کرے پس درحقیقت اللہ کا رسول اپنے بھیجنے والے کی طرف سے ایک ایشیت کا نظام لیکر آیا ہے جس میں نتو انسان کی خود اغتیاری کرنے کوئی جگہ نہ انسان پر انسان کی حاکیت کے لئے کوئی مقام بلکہ حاکیت اقتدار اعلیٰ جو کچھ ہے وہ اللہ کے لئے ہے۔" (سیاسی کیش جلد ہم صلیل) مولانا رحمانی تائیں کہ اسلام کی حقیقت اس کے معنی کے انسان دوسرے انسانوں کی خواہی نفس کی اور تمام مخلوقات کی صفت ہیں۔

کا اذناست و مژربعت کے معنی ہیں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مولانا رحمانی نے ثابت کی جو سطون نقل کی ہیں اس سے بھی صرف یہ ثابت ہے کہ لفظ اللہ تعالیٰ کے ایک معنی وہ بھی ہیں جو مولانا رحمانی بیان فرمائے ہیں۔ مگر اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ الہ تعالیٰ کا صرف وہی ایک غریب ہے اور سیاسی کیش میں اس کا جو مفہوم بیان کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔

دین حق کا مفہوم اس کے بعد مولانا رحمانی نے "دین حق" کے مفہوم پر گفتگو فرماتی ہے جو صحت سے صحت پر مکمل بھی ہوتی ہے۔ سب سے پہلے مولانا نے علام حسینی کی "القان" کی ایک فوٹو جاہالت نقل کی ہے۔ پھر مولانا محمود ودی کے رسائل مسائل کی چند مطابق نقل کی ہیں۔ ان دونوں کتابوں کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کی ادلين تفسیر وہ ہے جو قرآن کریم ہی کی کسی دوسری آیت سے ہوتی ہو۔ پھر اس تفسیر کا درجہ ہے جو حدیث کے ذریعہ کی گئی ہو۔ اور تفسیر انہر اس تفسیر کا ہے جو اقبال معاہد سے ہو مولانا رحمانی کے پیش کردہ صوبی تفسیر سے کسی کو اختلاف نہیں پور سکتا۔ لیکن دیانت بہرحان مشطی ہے۔ یہ تفسیر کو اپنے غلط مقصود کے پیش نظر قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ میں خیانت کی جاتے۔ اور قرآن و حدیث اور اقبال معاہد کو محبت ہو جاتے جس سے شواہد مولانا رحمانی کی زیر نظر کتاب بھری پڑتی ہے۔

اقوان اور رسائل و مسائل کی عبارت نقل کرنے کے بعد مولانا رحمانی نے آیت زیر بحث کا جو مفہوم لکھا ہے وہ انھیں کو الفاظا میں یہ ہے۔

(۱) "اسی بناء پر میں نے لکھا تھا کہ "دین حق" یہ مرکب لفظ قرآن مجید میں جب ایک جگہ اور ہے اور وہاں قرآن مجید نے اس کو "اللہ" نہیں تکے معنی میں استعمال کیا ہے اور مولانا محمود ودی نے بھی بھی لکھا ہے تو ہمارا بھی دین حق سے مراد اُنکی نہیں "الیاد دست ہو گا" مولانا رحمانی کی یہ حقیقت مطابق ہے کہ "دین حق" کا لفظ از احمد جس دوہی بھگ آیا ہے۔ آخری حصے کے فرق کے ساتھ تین مقامات پر تو آیت زیر بحث ہی آئی ہے۔ سورہ توبہ میں، سورہ سعیہ میں و سورہ صافیہ میں۔

شبات و قیام ہے (ص ۲۷)

دین حق تمام دنیوں پر غالب ہے اسے کام ۱۹ سالہ کو حق کی وجہ سے اور حق کام زمان یہی ہے کہ جب بالآخر اس کے مقابلے میں آئے تو بالآخر کو مٹائے۔ (ص ۲۷)

(۲۸) دین آج کے تمام دنیوں پر غالب ہونے سے یہ بھی مراد ہے سکتی ہے کہ دین آجی بحاظ اپنی صداقت و حقانیت کے نام ادیان پر اپنے دلائل قوی سے غالب ہوتا رہے۔ (ص ۲۸)

(۲۹) یا غلبے سے وہ علیہ مراد ہو جس کا ذکر حضرت عدی بن حاتم اور حضرت ابو ذر اور حضرت مقداد وغیرہ کی حدیث میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے امر کو پورا کرے گا، یہاں تک کہ وہ ہر گھر میں داخل پوچھا گا۔ (ص ۲۹)

مولانا رحمانی نے دین حق کے غلبہ

کی تین صورتیں بیان فرمائی ہیں۔

اور پہلی اور دوسرا صورتوں کو

ضمن میں قرآن مجید کی آیتیں ہیں

نقل کی ہیں تین صورتوں کے

بیان کرنے سے واضح ہے کہ

مولانا کے نزدیک دین کے غلبہ

کی کوئی تعریف صورت نہیں ہے۔

لہذا چوخی صورت بھی ممکن ہے۔ اور

وہ چوخی معلوم و مشهور اور بغیر کسی اجتنباد و

استنباط کے ثابت ہے۔ وہ یہ کہ دین کے غلبہ واقعہ اور

کے لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرام نے

اپنا سب سب کچھ کچھ کرایں ہیں۔ برس تک سلسلہ جدوجہد کی جگہ

سلسلہ اور اتم تکمیل کے لئے کوچھ شعب الی طالب، طائف کے

بازارِ حق کے میدان، غابر ثور، پدر و اخ اور احراب و مدیہ

اور میدانِ خنیں تک پھیلا ہے۔ میکن مولانا رحمانی دین کے

غلبہ و اقتدار کی اسی روشن صورت پر پڑھ دانا چاہتے ہیں۔

اور مسلمانوں کے دنوں سے اس کے نقوش کو ہر جگہ رکھ رکھ کر صاف

کرو دیتا چاہتے ہیں۔ اسی سلسلے کی کوششوں کی ایک کڑی مولانا کی

زیر ترقیت دکتاب ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ ہے۔ وہ یہ کہ مولانا

بندگی اور اطاعت چھوڑ کر صرف اللہ کے اقتدار اور اعلیٰ کو تسلیم کرے۔

اور اس کی اطاعت و بندگی کرے۔ اور مفسر آن مجید انسانوں کو جو سور

زندگی حطا کرتا ہے اور جسے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

قائم کیا اور خلافت راشدہ کاظم (زنگی اسر) کے سواد کیا تھا؟

کیا واقعہ نہیں ہے کہ اسلامی نظام زندگی میں اقتدار اعلیٰ اور اعلیٰ

مطلق صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ باقی ملکے اقتدارات اور اعلیٰ

اللہ تعالیٰ کے اقتدار و اطاعت کے ماتحت ہیں؟ کیا اسلامی نظام زندگی میں

اللہ تعالیٰ کے اقتدار اور اطاعت مطلق کے خلاف بھی کسی کا

اقتدار اور کسی کی اطاعت چاہتے ہے؟

واقعہ ہے کہ سیاسی کٹاں میں آج کل کے امیٹ

کی نویسی باتیں سمجھائی گئی ہے کہ اگر اسلامی

نظام قائم ہو تو اس کی عملی تکلیف آج کل کے

امیٹ صیحی ہو گی۔ میکن اس میں اقتدار

اعلیٰ اور اطاعت مطلق کا حق خدا کے

سو اکسی فرد یا پارٹی کو ملائی نہ

ہو گا۔ نیز اس میں دستور و آئین

وہی تاذدا اور جاری ہو گا جسے

لے کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم معمور ہوئے اور اس کی

پالسی اور حکمت ملکی بھی الہدی کی پالسی

اور حکمت عملی ہو گی۔

حکیمہ رسول

یہ ایک شایعہ کا نام ہے جو کہ الٰہ الرحمۃ الریحیۃ ہے جس میں حدیث کی تائیخ پر محققاً نہ روشی ڈالنے کے علاوہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کے طرز عمل اور دیگر متعلقہ پہلوؤں پر سیر میں لفظوں کی گئی ہے۔ تمام دلائل قرآن و حدیث کے حوالوں سے دلپذیر انداز میں پیش کئے گئے۔ قیمت دو لپچے چار لپٹے حکیمہ کا اپنہ مکتبہ بھلی دیوبند (بی پی) میں تھے۔

طریق تحریر اور اسلوب بیان بدلا ہوا ہے۔ حقیقت دیجی ہے جو اسلام اور قدرت آن کی بتائی ہوئی ہے۔

مولانا رحمانی کا احترام ملحوظ نہ ہوتا تو میں عرض کرتا ہے۔

سچ شناسی دبرا خطا لایں جاست

دین حق کے غلبہ کا مفہوم مولانا رحمانی نے دین حق کے غلبہ کا مفہوم میں ایسا ہے۔ اور وہ میکن ہے کہ قابل توجہ ہے۔ مولانا کی تفہیم کا حصہ انھیں کے لفظوں میں ہے:-

(۱) اگر حق کو ثابت کے سختی میں لیں جیسا کہ بعض فرقتوں نے لیا ہے تو دین حق کے سختی ہوں گے۔ ایسا دین جس کے حقیقت وحی کے

مولانا سیاسی شکش کے صفت سے تعلق تحریر فرماتے ہیں۔
”ہم کو سب سے پہلے یہ بتایا ہے کہ ان کا طریقہ کار ایسا طریقہ
ہے جس کو اللہ رسول نے اختیار کیا ہے۔“ (ص ۹)

یہ کتنا بڑا تہام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات دین
پر ہے۔ اور کتنا بڑا مخالف طریقہ دین کے لئے ہے۔ اور کتنا بڑا تاریخی جرم ہے
کہ ”قدھر“ اختیار ہے۔ (ص ۹)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ من کتب علیٰ
متهمین افیلیتبوو مقدمہ“ من الشارع۔ (ص ۹)

آپ جانتے ہیں کہ جماعتِ اسلامی کا وہ کوشاخ جم ہے جس نے
مولانا کو اس طرح آپ سے باہر کر دیا ہے؟ آپ کے غلط و غصب کی وجہ
یہ ہے کہ جماعتِ اسلامی کوئی یہ ہے کہ اس کا طریقہ کار خدا کے رسول کا
طریقہ کار ہے۔ مگر وہ دعوت دینی ہے پورے دین اور امامت دین
کی۔ حالانکہ حضور نکریں صرف توحید و رسالت کی دعوت دینی ہے۔
جماعتِ اسلامی کی دعوت پر زندگانی کے لئے یہ مولانا رحمان کا سب
بڑا دل تیرز عرصہ ہے جس سے انہوں نے بار بار کامنیا ہے۔

چنانچہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

”و یکجا ہے کہ آیا ملک مغلبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعوت کا آغاز عفت نہ کیا تھا یا مولانا مسعودی کے مفروضہ میں
اور دین حق سے کیا تھا جس میں حسب تصریح مذکورہ الصدر عفت نہ
کے نتے کوئی جگہ نہیں ہے۔“ (ص ۹۳)

الشیعیہ ایک عالم دین کا ارشاد ہے۔ عالم دین مجھی ایسا
دیسا نہیں، مسلمانوں کا انتشار ہرگز اور پیشو۔ وہ اہم دین حق
کی دعوت کے دعوت حق ہر نے سُنکر ہے اور وہ اسے زید بکر کا
مفرد ضرور دیتا ہے۔

ہمارا یہ شوہد ہیں کہ ہم مولانا کی سخت کلامی کا جواب دیں اور
لئے لب دل بھر اور اخلاقی کو خراب کریں۔ ہم مولانا کو تائید لغطوں
میں بتانا چاہتے ہیں کہ دعوت اور چیز ہے اور طریقہ کار بالکل درست
چیز۔ دونوں چیزوں ایک نہیں ہیں۔ جماعتِ اسلامی میں الاعلان کی
ہے کہ اس کی دعوت اسلام کے کسی ایک چیز کی نہیں بلکہ اسلام کی
دعوت ہے اور یہ اس کی خاص صفت ہے کہ وہ پورے اسلام کی دعوت
سلے کر اٹھی ہے۔

رحمان اور ان کی جماعت نے لیے ہے جو راہ میں طے کر رکھی ہے
وہ دین کے قلبہ و اقتدار کی اس راہ سے بالکل فالصہ سمت
میں جاتی ہے۔ مگر مولانا کیں تو کیسے کریں؟ ایک طرف حقیقی امامت
و پیشوائی کا منصب ہے اور دوسری جانب دین کے عکس جانے
والا راستہ، اگر امامت دین کی تحریک کا استعمال نہ کر جائے
تو درستی امامت و پیشوائی کے منصب کے تحفظ کا اور کوئی طریقہ
ممکن نہیں۔

یہاں مجھے مرد کہے تو نکنچی ہے مجھے کفر

کھبڑے پچھے ہے کلیسا مرے آجے

تو فارغین خرم!۔ یہ سب ہماسے علمات کو کام کرنی چاہتا ہے!

ملکی دعوت کا طریقہ

ایمانشک آیت کریمہ کے مفہوم و روا
رحمان نے ایک نئی بحث چھپڑی ہے سیاسی شکش میں اسلامی
نصب العین کی وضاحت کے بعد اسلامی نصب العین تک پہنچنے
کا سیدھا راستہ کیا ہے؟ کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔

”یہ ہے اسلامی نصب العین اور اس نصب العین کی طرف
پیش قدمی کرنے کے لئے راہ راست وہی ہے جو اللہ کر رسول
نے اختیار کی۔ یعنی یہ کہ لوگوں کو ”الہدی“ اور دین حق کی طرف
دعوت دی جاتے۔ پھر جو لوگ اس دعوت کو قبول کر کے اپنی
بندگی و طاعت کو اللہ کے لئے خالص کر دیں۔ وہ سریع طاعتوں
کو اللہ کی طاعت کے ساتھ مشرک کرنا چھوڑ دیں۔ اور خدا کے
قانون کو اپنی زندگی کا قانون بنالیں ان کا ایک نصبوطاً جھابنا دیا
جائے۔ پھر یہ جھاتا ہم ان اخلاقی، علمی اور مادی ذرائع سے جو
اس کے امکان ہیں ہوں۔ دین حق کو قائم کرنے کے لئے جاؤ کبھی
کبھی۔ ہمایشک کہ اللہ کے سوا دوسری اطاعتیں جس طائفوں کو
بل پر تمام ہیں ان سب کا زور ٹوٹ جاتے۔ اور پورے نظام
اطاعت پر وہی الہدی اور دین حق غالب آ جائے؟“ (ص ۹۵)

اس جماعت پر مولانا رحمان نے اپنے رسالہ میں صرف
۹۲ تک نہایت تند و کرت لب واپسیں نہ ٹھکلو کی ہے۔ میں نے
ایسے کام مقامات کو نظر انداز کیا ہے۔ میکن یہاں مولانا کے اچھے
کلام کے ایک دو نمونے فارغین کے ماحظے کے لئے پیش کر رہا ہوں

دعوت کلمہ کی حقیقت اول نار حمالی نے جماعت اسلامی کی دعوت کو جواہری اور دین حق کی دعوت ہے اور جس کا مقدمہ اقامت دین ہے۔ خلط چھپر لئے کیتے صفحے سے مبتلا تک دنیا بست کرنے کی کاشش کی ہے کہ صرف مسلم سلطنتیں بلکہ مدنی نور و نور ہیں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت صرف کلمہ صرف کلمہ طبیب کی دعوت تھی۔ اور جماعت اسلامی پوئی دین کی دعوت پیش کرتی ہے جو طبقۃ نبوی کے خلاف ہے۔ مولانا حافظ نے اس سلسلے میں سیاسی شکنش حصہ سوم کے صفحے کی چند صفحوں بھی نقل کی ہیں۔ سیاسی شکنش کے جس ضمنوں کا اتنا اس مولانا نے پیش کیا ہے وہ اتنا ایمان افراد پر کامیابی کے بعد کوئی شخص جماعت اسلامی کی دعوت کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ لیکن ہمارے بزرگوں کی تبلیغی ترقیت کا یہ علم ہے کہ وہ جماعت اسلامی کی مخالفت ہیں تو اسکے اقتداء میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس سب حق کی جو دعوت دی گئی ہے، اس کے لئے ان کے دل میں کوئی تجھاڑش پیدا نہیں ہوتی۔

سیاسی شکنش میں اسلامی نصب العین تک پہنچ کا جو سید راستہ بتایا گیا ہے وہ صفحہ ۵۹ کے خواں سے اور پر نقل کیا گیا ہے۔ مولانا نے اسے اپنے کتابخانے کے صفحہ اور صفحہ پر نقل کیا ہے اس کے تین اجزاء ہیں۔ اور سیاسی شکنش میں ہر اجزاء کا لالک تشریح کی گئی ہے، ان پر اعزاز من کرتے ہوئے مولانا حمالی نے وہ مکرور نقل کئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد شہرہ میں قصروں کو اسلام کئے تھے۔ اور ان سے پہنچے پیش کیا ہے کہ بہت سے اسلامی احکام و شرائی کے نازل ہو جانے کے باوجود حضور گئے ان مسلمین کو الہدی اور دین حق کی نہیں بلکہ صرف کلمہ طبیب کی دعوت دی۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے بزرگان دین بھی اسلامی ہاتھی اتیں کرتے ہیں حضور کی مکانی دعوت ہو یادی، کسی دعوت کا بھی یہ مطلب نہ تھا کہ لوگوں کو بلکہ پڑھو کر اور ان پر اسلام کا سلسلہ نکال کر چھوڑ دیا جائے۔ تردد اسی کے پیش نظر دعوت کا یہ مذاقہ شدید ہے اسے دعوت کا یہ طلب کجھا۔ داعی کا مطلب یہ تھا کہ لوگوں نے جن عقاد کو اپنی زندگی کا سانگ بنیاد رکھا تھا وہ غلط ہیں۔ اور ان یہ زندگی کی جو مدارت بنائی ہے وہ بھی غلط ہے۔ ان کو اپنی زندگی کی بنیاد

لکھیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار کیا تھا۔ اور دیہنے نور و نورت کوست کے بعد حضور نے کس قسم کا طرز عمل اختیار فرمایا ہے باتِ محظیٰ اُن شیخ نہیں۔ اسے سموی لکھا پڑھا اسلام اون ٹھیک جانتے ہے اور ہمارے بزرگوں اور علماء کرام تو بارہ سالا نامن ہند کی موجودہ زندگی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آئی زندگی سے تشبد نہیں رہتے ہیں۔ مگر ان بزرگوں کو نہ اپنادعویٰ قرآن کے خلاف معلوم چوتھے، نہ سیرت رسول کے خلاف، اور نہ تاریخی حقیقت کے خلاف۔ کیا مولانا حمالی جماعت اسلامی سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ خدا کے رسول کے طریقہ کار کی پڑھی کا دعویٰ کرتی ہے تو عین جتنی درت میں ہذا جتنا دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا، اُنہی بھی اُنیں تذبذب میں اتنا ہی اتنا دین جماعت اسلامی بھی پیش کرے۔ اگر ایسا ہو تو مولانا حمالی یہ بھی فرمائیں گے کہ جماعت اسلامی قرآن مجید کو بھی اسی ترتیب کی پیش کرے جس ترتیب سے وہ بھی زندگی میں نازل ہوا۔ ورنہ وہ طریقہ رسول کا نام نہے۔

کیا جماعت اسلامی کی دعوت میں عقیدہ داخل نہیں ہے؟

عفو شدہ کے حوالہ میں مولانا کے جو افاضات اور پر نقل کئے گئی ہیں اس میں جاماعت پریز الرزام بھی لکھا گیا ہے کہ اس کی دعوت میں عقیدہ کے لئے کوئی جاگہ نہیں ہے۔ یہ الرزام مولانا اپنے زیرنظر کتاب میں تحریت کے مباحثہ بیان کرچکے ہیں۔ اور قسط اول میں الرزام کا جواب بھی دیا جا چکا ہے۔ یہاں قاتلین کرام کو ایک خاص بات بیان ہے کہ مولانا نکی زیرنظر کتاب کا فاصیلہ ہدف جماعت اسلامی کی کتابیت میں کشمش حصہ سوم ہے۔ لیکن اس پر بحث و اعزاز من کرنے کے لئے مولانا نے جماعت کے طریقہ کے نہ ہونے کے لئے اور ان کشمال ڈالنے ہیں لیکن اسی سیاسی شکنش حصہ سوم کے آخر میں جماعت اسلامی کا دستور شال ہے۔ اور دستور میں سب سے پہلے عقیدہ ہی درج ہے اور عقیدہ بھی ادھراً دھراً کا نہیں۔ بلکہ کلمہ طبیب کی تشریح ووضاحت پیشی۔ اسکے مطابق مولانا کے رسالہ جماعت اسلامی پر تبصرہ دستور جماعت پر ہی جرح و تعریف ہے۔ پھر جو مولانا پر دلپنڈا کرتے ہیں ہیں اسی جماعت کی دعوت یا اس کے پیش کردہ اسلامی انصب العین میں عقیدے کے لئے کوئی پلٹکر نہیں ہے۔ سچائی سے کس تدریج ہے؟

دعوستکی تقدیم تویر دعوت دین کی اسلام و بنیاد ہے۔ الہدی اور دین حق کی دعوستکی ہوتے بھی پہلے کل طبقہ کی دعوت دیکھائیں۔ جانچ دعوت جماعت ہیں اب سے پہلے کل طبقہ ہی کی دعوت کو جلد دی گئی ہے۔ اور جو شخص جماعت اسلامی میں داخل ہوتا ہے۔ اسی شخص کی بنیاد پر داخل ہوتا ہے۔

اسلامی نسبت العین کی طرف پیش قدیمی کے لئے اپر جس راہ راست کی نشان دہی کی گئی ہے اس کے تین اجسرا ہیں۔ اور ہر سڑ اجزا ایک الگ الگ تشریع کی گئی ہے۔ پہلے جزوی تشریع یہ ہے کہ جو لوگ اقامت دین کی دعوت کا کام کریں وہ قوموں اور شہروں اور ملکوں کے باہمی جمکروں جی کہ خود اپنے سیاسی اور معاشری مفتادی بخوبی میں نہیں ہیں۔ نہ غیر اپنی نظاموں میں سے ایک کو دوسرا پر ترجیح دیں نہ کسی فاسد نظام کی خود خوفناک حریت کریں۔ اور نہ کسی ناسد نظام میں اپنے لئے جگہ بنانے کی کوشش کریں ظاہر ہے کہ اتنے بڑے بھروسوں میں اُبجھ رہ کر اقامت دین کی دعوت کافر صورت پر بھی کیسا تھے انہیم نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن مولانا رحمان کو اس پر بھی اعتراض ہے۔ گویا مولانا اصمم کھاتے بیٹھے ہیں کہ وہ جماعت اسلامی کی کسی معقول سے معقول اور حق سے حق بات کو بھی جریح و تعریض کا نشانہ بنائے بغیر بھجوڑیں گے ہی نہیں۔ وہ اس پر سانسے بھی حملہ آور ہو رہے اور پچھے سے بھی۔ وہ اس پر دائرہ سے بھی ضرب الکامیں گے اور بائیس سے بھی۔ لیکن مولانا کی تواریخ خشت پچھے بھی ہے کہ اس کی زد جماعت کی بجائے خود مولانا ہی پر پڑتی ہے۔ گویا مولانا سے زیادہ مولانا کی تواریخ نہ شناس ہے۔ اور وہ جانتی ہے کہ اس کی ضرب کس پر پڑتی چاہتی ہے۔ اس بات کی تردید میں کہ اقامت دین کے دائی کو قوموں اور شہروں کے باہمی جمکروں سے تعقیل نہ رکھنا چاہتے۔ مولانا نے قرآن مجید سے تین دلیل پیش کر دی تھیں:-

- ۱۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت پر تہذیت بخخت تھے۔ قرآن پاک نے ان کی عصمت آئی کی شہادت دی۔
- ۲۔ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی تکمیل کرتے تھے۔ اور ان پر اخلاقی بہتان لگاتے تھے۔ قرآن نے ان کی رسالت

بدینی چاہئے۔ اور اس پر ایک تینی عمارت تعمیر کرنے چاہئے۔ جو تو یہ بھی دعوت کا یہ مطلب بخخت تھے۔ جنما پنج بھر اور مدینہ میں جن لوگوں نے بھی دعوت قبول کی اسی تیقت کی تباہ پر قبول کی۔ اور جن لوگوں نے اس کا انکار کیا انہوں نے بھی یہی تھجھ کر انکار کیا جو حضرت ابو یک حضرت ابو عبیدہ، حضرت عثمان، حضرت عمر اور دوسرا قریشی عکابر نزدہ الفصار بدینہ بخخون نے عقبہ میں اس دعوت کو قبول کیا۔ ان پر یہ حقیقت روشن تھی۔ اور ابو جہل، ابو لہب، عاصم بن وائل، ولید اور دوسرا ملکرین حق نے جو آندر کی دعوت قبول نہیں کی تو اسی لئے کہ وہ اس حقیقت سے پوئے طور پر باخبر تھے۔ اس حقیقت میں ایک حدیث کا مطابعہ مزید ضریح حقیقت کا باعث ہو گا۔ ارشاد ہے۔ من قال لا إله إلا الله مخلصاً دخل الجنة ملؤ ما مخلص مما فاتاً من تجزأة عن محارب الله و طرائف

جو شخص اخلاص کے ساتھ لا إله إلا الله ہے کا رہ جلت میں داخل ہو گا)

عن کیا اس کا اخلاص کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ یہ کہ محارم اللہ سے باز بکھرے۔ ایمان و عمل کا تعاقب سلم و تیغیں ہے۔ کمرے مسلمان ہوں یا مدینہ مکہ احتقاد یادتکے ساتھ وہ کوئی اخلاقی امعاشی اور سیاسی احکام تھے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتے اور ان مسلمانوں نے بے چون و پیر ان کی عصی نہیں کی۔ اور حضور الرَّحْمَنَ عَلِيٌّ وَالْمُنْبَهَ اُن کو زندگی کے کس شعبجے سے تعقیل ہوایت دی جس سے بخخون میں حرف بخون عمل نہیں کیا۔

مولانا رحمان نے اس بحث کے سلسلہ میں کہ دائی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت صرف دعوت کلہ تھی۔ بخاری شریف کی ایک حدیث نقل کی جس کا مفاد یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ بن جبل کو اسلام کی دعوت کے لئے میں بھیجئے لئے توہداشت فرمائی کہ پہلے توحید و رسالت کی دعوت دی جائے۔ پھر نماز کی اور بعد ازاں نذر کوئی کی۔ مولانا رحمان کی قریمین تدم تقدم پہر بھی فکر و تدبیر کا نصف داں لفڑا تھے۔ یہ حدیث جماعت اسلامی کی خلافت میں ہے۔ بلکہ اس کی موافقت ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ کل طبقہ کی دعوت پوئے دین کی دعوت ہے، اور نماز اور نذر کوئی کی دعوت کا حکم نہ دیا جاتا۔ رہی تو تحریر و رسالت کی

نظام کو ترجیح دی۔ اور مظلوم مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ مکے سے عصی بھرت کر جائیں۔

ہم اپنے اتنے بڑے عالم اور پیسوں سے دین سے اس طرح کی پوچ باتیں سن سمجھیں ہیں۔ یہ کتنے عبرت کی باتیں ہے جب اس ان روشنی کی طرف سے مذکور نہیں ہے تو وہ تاریخی کے کون کوں گوشوں میں شکوہ کریں کھانا پھرنا ہے۔ جماعتِ اسلامی کا غیر ایمن نظاموں میں کو ایک کو دوسروے پر ترجیح دینے کا یہ طلب کہبے ہے کہ وہ مظلومیت اور ہے بھی کی حالت میں اپنے لئے نسبتاً امن و ملامتی کے خطے کا انتخاب نہ کریں۔ ایک خاص مرحلہ پر یہ کچھ تو جوہت لازم ہو جاتی ہے۔ بالکل واضح اور بدیکی طور پر اس کا طلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا صحیح نظام زندگی کتاب دستت کا نظام زندگی ہے۔ ان کے لئے یہ جائز ہے کہ اس ایک نظام کو چھوڑ کر غیر ایمن نظاموں میں سے کسی ایک نظام کو ہٹھ کھو کر اختیار کریں۔ مثلاً اجلاں کے مقابلے میں امریکہ کو نظام کو یا ان دونوں کے مقابلے میں اشتراکیت کو یہ کہا گیا ہے کہ ایمان دین غیر ایمن نظاموں پر کسی فاسد نظام کی خود غرضانہ تحریک نہ کریں اس پر مولانا رحمانی نے برائے بیت پکھنہ کچھ فرمادیا ہے۔ مجھے اسے بالکل ہے جس صرف اتنا عرض کرتا ہے کہ اسلام کے نزدیک ہر وہ نظام خاسد ہے جو غیر اسلامی ہے۔ اس کا بالکل اختیار کریں تو کجا غیر اسلامی اغراض دصلیخ گئے اس کی حیات بھی جائز ہے۔

آخری بات کوئی کوئی ہے کہ اعیان حق کے لئے کسی نظام قاسد ہیں پہنچتے جو جہنم سماں بھی صحیح نہیں ہے۔

مولانا رحمانی نے اس کی تردید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی مثالی میثی کہتے ہوئے قرآن مجید کی یہ آیت نقشی کی ہے:-

قالَ اجْعَنْتِي عَلَىٰ خَنْ اُنَّ الْأَسْرَارِ هُنَّ فِي حِفْيَظِ عِلْمٍ
حضرت یوسف علیہ السلام نے خود فرعون سے درخواست کی کہ
جسے سرزین ہصر کے خزانوں کا افسوس فر کر دیجئے۔ اس کے بعد غیر
فرطی ہیں کہ اسی بناء پر علاطے مفترین نے یہ لکھا ہے:-

"ایسی حالت میں جب یہ حکیم ہو کہ اقا موت حق کی کوئی نہیں
ہے تو کافر اور نظام باشہ کی طرف سے انسان کے لئے جائز
ہے کہ ملازمت اختیار کرے۔ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) جماعتِ اسلامی کی تردید میں مولانا رحمانی کی یہ دلیل دیکھ کر

اور اخلاقی پاکیزگی کا انبیات کیا۔

۳۔ اہل روم اور اہل فارس میں باہم جنگ ہو رہی تھی۔ نعمان کی کیمپ نے دو ہیوں کے غبلہ و مخدومی کی مشین گوئی کی۔ دیکھا اپنے مولانا رحمانی کی دلائل سے جماعتِ اسلامی کی تردید فرمائے ہیں۔ کیا انھیں ہزاروں کو قربوں اور مسلمانوں کا باہمی جھگڑا اکھتے ہیں۔ جن میں حصہ لینے سے جماعتِ اسلامی منع کر رہی ہے؟ قرآن مجید تمام انبیاء کے کرام ملکم المشکام کا نمائندہ ہے مسلمان ہونے کے لئے ان پر ایمان لانا ضروری تھا۔ حضرت علیہم السکام کی عصمت اور حضرت علیہ علیہ السلام کی رحمات کا مستلزم خوب مسلمانوں کے ایمان کا مستلزم ہے اور جائے ہو لائیں کہ اسے یہودیوں اور عیاذیوں کا ذمی اور علی جھگڑا افراد دیتے ہیں۔ رہارو ہیوں اور ایمیزیوں کا معاملہ، تو ان کے جھگڑوں کے باشے میں قرآن نے صرف دو ہیوں کی ترجیح مندی کی خبر دی۔ جسے ان دونوں کے مقابلے میں پڑنا نہیں کہا جاستہ اگر قسمہ آن کا یقین ہو، ہر تا تو مسلمانوں کو حکم دینا کہ وہ اسلام کی دعوت کا کام چھوڑ کر ایک رضا کار اور دستہ بنائیں اور جاکر دو ہیوں کے زیر حکم ایسا ہیوں سے جنگ کریں۔

یہ جو کہا گیا ہے کہ مسلمان اپنے سیاسی اور معاشری مقاد کی بھنوں میں بھی نہ بھیں اس کی تردید میں بھی مولانا رحمانی نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا مصالح یہ ہے کہ جب ایمنی اور دین حق میں حسین معاشرت اور سیاست سب کچھ داخل ہے تو مسلمانوں کو سیاسی اور معاشری مقاد کی بھنوں سے رونکنا غلط ہے۔ سچان اللہ اکتفی پاکیزہ اور مبنی دریں فکر ہے مولانا تم حترم کی، مولانا کے نزدیک اسلامی سیاست و معاشرت کو معاشرے اور غیر اسلامی سیاست اور معاشرت میں جھگڑے میں کوئی فرق ہی نہیں! اور یہ جو کہا گیا ہے کہ دعوت حق کا کام کرنے والے غیر ایمن نظاموں کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں اس کی تردید میں مولانا رحمانی نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا مصالح یہ ہے کہ یہ بات سرتاسر غلط اور طریقہ نہوت کے خلاف ہے۔ مگر معلمہ میں جب مسلمانوں پر عرصہ حیات تناگ ہو گیا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے غیر ایمن نظام پر عبس کے غیر ایمن

دین حق کے قیام کے لئے اور کوئی راہ نہیں ہے۔ نیز اس راہ سے دین حق تمام پڑ جائے گا تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس شخص کے قبول کرے۔ بصورت دیگر اسے جائز نہیں کر ایسی ملازمت قبول کرے۔ مولانا رحمانی نے ملا پور سانی و مسائل سے ایک عبارت نقل کی ہے جس کا معنادہ ہے کہ تمام انبیاء کرام یعنی مسلمان کا اسوہ ہمارے لئے واحب الاتبع ہے۔ مولانا رحمانی اس اقتداء کو پیش کر کے چاہتے ہیں کہ جماعتِ اسلامی جو نظام فاسد میں اپنے لئے حاصل کرنے کو منسخ ٹھیرا ہے۔ اسے حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال سے غلط تابوت کر دیا جاتے۔ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال اور صاحبِ ائمہ کی تفصیل پڑھیں کہ تصریح کی شاہراہ مولانا رحمانی سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اور ان کے ہم سالک علمائے کرام اور بزرگان دین کیا ہاں دین حق کے قیام کی دعوت نہیں ہے ہیں۔ مچوان کے لئے تفصیل پڑھیں کہ طبقِ غیر اکیڈمی نظام میں اپنے لئے جگہ بنانا جائز ہو گیا؟

نظم جماعت اور مسئلہ اسلامی نسبات اعین کی طرف پیش کردی کرنے کے راستے کے درمیان **رخصت و عنیت** جزوی ارشاد کرنے پر سیاسی تکمیل میں کامیاب ہے کہ:-

"جفا حضرت ان لوگوں کا بنایا جاتے جو اس دعوت کو کچھ بوجھ کر قبیلوں کریں۔ جو بندگی اور اطاعت کو اللہ کے لئے خاص دین جو دوسری اطاعتوں کو اللہ کی اطاعت کے ساتھ واقعی شریک کرنا چھوڑ دیں اور حقیقت ہیں اللہ کے قانون کو اپنا قانون زندگی بنایاں۔"

جو لوگ حض اس اصول کے معرفت ہوں یا اس سے ہدایت رکھتے ہوں ان کو عنیت بتا دیا گیا ہے۔ اور اسی کیسا تھی یہ بھی کہہ دیا گیا ہے کہ ارکان اور ہم بردوں میں بھر جان فرق چکھوڑ مولانا رحمانی کو اس پر حسب دخواہ اعتراف کی جو عاشش نظر نہیں آئی اس لئے انہوں نے سیاسی تکمیل کی مزید اور اس کو گردانی کی۔ اور کتاب کے آخری حصے میں رسمی جماعتِ اسلامی کا دستور مل گیا جس میں ارکان کے اوصاف و مدارج کی تفصیل ہے لیکن مولانا کو یہی دستور جماعت اس وقت یاد نہیں آتا جب

جس نہیں صدرہ بہرا۔ مہ مشارع دین و داشت ملتِ کلی اللہ والوں کی یہ کس کا فرادا کاغذ خون رینے ساتی افسوس بالاتے انسوس یہ کہ چائے بزرگان دین جماعتِ اسلامی کی کتابوں میں تو قطعی و میرید کرتے ہیں جیسے قرآن مجید بھی ان کی دست برد سے محفوظ نہیں۔

مولانا رحمانی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق وہیت نقل کر دی جو ان کے نزدیک ان کی حسب صفات نظر آئی۔ اور ٹھیک اس کے اوپر کی پرائیت چھوڑ دی ہے۔

وقال الملک الشُّوَفِیٌّ اور دیگر، بادشاہ نے حکم دیا یوسف کو میہ سخت خلصہ نفسی پیریاں لاؤ کہ لئے خاص لپنے (کاموں) فلمکملہ تالیع مقرر کر دیں۔ پھر جب درہ آیا، اور انکا الیوم مل دیسا بادشاہ نے اس کے لفظوں کی توکہ۔ آج سے تو ممکن اھمیں۔ ہماری نگاہیوں میں ٹراہما جب تسلیم اور صاحب اعتماد ہے۔

دیکھئے اس آئیہ کریمہ سے کیا بات ظاہر ہوئی ہے؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرعون سے اس کے نظام فاسد میں لپش نے جلد بنا نے کی جیک بہیں ہانگی تھی۔ بلکہ فرعون نے خود آپ کے پیغمبرزادہ صیرت و کردار کو دیکھ کر آپ کی استعداد و مصلحت اور ذہانت و امانت سے استفادہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

مولانا رحمانی نے تفصیل پڑھی کی صراحت میں کہتے ہوئے بھی یہ سوچا کہ تفصیل پڑھی کی ضربِ جماعتِ اسلامی پر پڑھی ہے یا خود مولانا پر تفصیل پڑھی نے ایک بڑی حقیقت سے پرداز ہے ایک اٹھا دیا ہو جس سے ہمارے ملکانے کرم عالم طور سے بھری کا اٹھا رفرماتے ہوئے ہیں اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال پیش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاحبِ تفصیل پڑھی کے مرقد کو اپنی سبب پایاں رحمتوں کے لوار سے تھوڑا کرے۔ انہوں نے بالکل حق فرمایا ہے کہ غیر اپنی نظام کی ملazمت و چاکری صرف ایک محدود سی جائز ہے۔ اور وہ ضرورت ہے اقامت دین حق کی، اگر قائم یا کا فسدر بادشاہ کی طرف سے مسلمان کی خدمت میں کوئی حصب پیش کیا جائے ہو اور مسلمان کو یہ تو فتح ہو کہ اس نصب کے قبول کرنے کو سوا

انہیاں علیہم السلام کے طریقہ کارستے مافوذ ہے۔ کسی کے طریقہ کارکروں
بجوت نقل اور اس سے طریقہ کارا خذ کرنا دنوں ایک پیشہ ہیں
ہیں۔ مگر عظیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جن حالات کا سامنا
کھا بالکل وہی حالات ہندوستان ہیں ہیں۔ اور نہاب کسی
کو دھی والہام کی روشنی میر ہو سکتی ہے۔ اس لئے حضور کے طریقہ
دھوت کی ہو ہو نقل نہیں۔ بلکہ طریقہ کارستے بقدر و سمعت امکان
روشنی و رہنمائی ہی اخذ کی جاسکتی ہے۔ حرن بحوث پر وہی مکن ہیں جو
چنانکہ اہل جماعت کی تربیت کا متعلق ہے۔ اس میں حسبہ متعلقہ
جماعت اسی طریقہ سے کام لینے کی کوشش کرتی ہے۔ جو ملک عظیر میں
صحابہ کرام کی تربیت کا طریقہ تھا۔ یعنی توحید و رسمت اور آخرت
کی جزا اوسرا کے عقیدوں کی پختگی کا استہمام۔ اخلاق کی صحت و رسلی
ان پر زندگی اور دوسرے معاملات کو حقیقتی الوجہ اور تا امکان عینہ
توحید و رسمت اور آخرت کے مطابق بنانا وغیرہ وغیرہ۔

در صاف کے اعتبار سے ارکان کے فرقہ رہاب کے متعلق
جباں تک مجھے علم ہے جو توہن جماعت کی اس دفعہ کو تبدیل کر دینے کی
تجویز تھی اور مہلا اس وقت بھی ارکان میں گروپ بندی یا درجہ بندی
نہیں ہے۔ البته ہر کوئی سے اس کی استفادہ و حوصلہ احیت کے مطابق
کام دیا جاتا ہے اور یہ بالکل فطری بات ہے۔ چونکہ رسمت اور خلافت
و ارشاد کے ذریعہ صحابہ کے درمیان فرقہ رہاب کا واضح ثبوت
 موجود ہے۔ صحابہ بدر کا مرتبہ رب سے بڑا کچھ جانا تھا۔ اصحاب
شجرہ کو بھی خصوصی ایمانی حوال تھا۔ ہونین قبل نسخ تک کو بعد کی مسلمانوں
پر خود رہانے کی رو سے بزرگی حوال ہے۔

یہ تو عرض نہیں کر سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
عزمیت کو کسی فرد کے لئے قانون قرار دیا تھا۔ لیکن جباں تک صحابہ
کا متعلق ہے جو ٹوانیں میں عزمیت ہی عزمیت انظر آئی ہے۔ حضرت
بلال رحمی اللہ عنہ کو تبیہ ہوئی دو پہر کی دھوپ میں دیکھتے ہوئے کوئوں
کی آگ پر لڈا کر سینے پر تھوڑا کھو دیا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ اللہ کو
ایک کہنا چھوڑ د۔ لیکن وہ تھے کہ "آمد آحمد" کہتے چلے جاتے تھے۔
ایک روز تشریفین حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہوئے انگان
پر لٹا کر اڑیت شروع ہے تھے۔ اتفاقاً اور حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا لذر ہوا۔ حضور نے ان کے سر پر رسمت بدار کی پھیپھی کر

اپنے زیارتی ہیں کہ جماعت اسلامی کی دعوت میں تعلیمی کا
کوئی بعتاً ہی نہیں ہے اس لئے کسب سے پہلے اس میں حصہ
توحید و رسمت ہی کی دعوت ہے۔

بہر حال مولانا کورا و راست کے درس سے جزیزادستوں
جماعت میں بجا سے خود کوئی شرعی خراہی نظر نہیں آتی۔ لیکن چونکہ
جماعت اسلامی کمپنی ہے کہ چاری دعوت کی طرح ہمارا طریقہ کار
بھی دراصل نظر آئی اور انہیاں علیہم السلام کے طریقے سے مافوذ
ہے۔ اور اول روز سے چاراً عالمانہ تربیت کے اس طریقہ کی تربیت پر
راہ ہے جس سے مکہ کے ابتدائی مسلمان تیار کئے گئے۔ (ص ۱۹۵)
اس لئے اس کو جنیاد بنا کر مولانا نے پائی تحریک میں اعتراضات
کئے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے:-

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں صحابہ کرام کی
حصا بندی کی تھی؟
کیا صحابہ کرام کی جماعتی تقسیم کر کے کار فرمانی کے لئے
کوئی الگ گروپ بنایا تھا؟
کیا حضور نے عزمیت کو کسی فرد کے لئے قانون قرار
دیا تھا؟
کیا ہبہ نبوت اور عہدہ فلان فتن میں منصب کیلئے تن میں
وہن کا دفعت میا رخا؟

کیا تکلیف زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حمایۃ
کرام کا عمل و خصت پر نہیں عزمیت پر تھا اور کہ حضرت عمرؓ کے
اسلام سے پہلے صحابہ تھی طور پر مکان میں نماز پڑھتے تھے یا مظاہرو
کے ساتھیت اللہ میں ۹۔ (ص ۱۴۵)

ان اعتراضات کے جواب میں عرض ہے کہ اوپر کو اللہ
رحمانی نے طریقہ کار کے متعلق جماعت اسلامی کا دعویٰ نقل کیا ہے
وہ یہ نہیں کہتی کہ حرف بحروف اس کا دھی طریقہ ہے جو مکہ میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا اس لئے کہ کوئی کام جس طرح ایک
حقام پر ہو رہا ہو یعنیہ اسی طرح دوسرے مقام پر نہیں ہو سکتا۔ خود
حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لئے گئے تو اسلام کے
اسی کام کے طریقہ میں جو مکہ مکرمہ میں ہو رہا تھا حسب باعول تبدیلی
کرنی پڑی۔ جماعت کا کہنا ہے کہ اس کا طریقہ کارست اُن اور

پاس کے متعلق مولانا رحمانی کا ارشاد ہے:-

غیر اپنی نظام اطاعت پر حملہ کیا جاتے۔ اس سے مراد اگر ہی تھن ملکا کہے تو بحث کی چیز نہیں۔ کیونکہ امت مسلم کی شناخت کی غایت ہر دخل ہے:-
کچھ پبل کراں ارشاد فرماتے ہیں:-

”رہایہ کر تمام کو ششون کا مقصود صرف اس ایک بات کو بنایا جاتے کہ اللہ کی حاکیت قائم ہے..... اور مقصود وہی الہدی اور دین حق کی دعوت ہے تو اس پر ہم اسلامی فضیل العین کی خدمت تقسیم سے بحث کر کے ہیں۔ اور اگر اس سے مقصود حکومت اسلامیہ کا فیض آپے تو اپنی علم جانتے ہیں کہ اسلامی حکومت اسلام یہ مقصود نہیں ہے۔ بلکہ ذرائعہ ہے۔ جس کا اعتراف مورودی مساحت کو بھی ہے۔“ (ص ۱۷۰)

مولانا رحمانی نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں صرف تھوڑا اور ذرائعہ کی بفتگو قابل توجہ ہے یعنی مسائل پیغامیں لفظی کیا چکی ہے۔ مولانا رحمانی کے علاوہ بعض دوسرے بزرگ بھی یہ بات فرماتے ہیں۔ ان حضرات کے تریک جماعت اسلامی کی دعوت میں یہ ایک طلاقس ہے کہ وہ حکومت کو جزو دیدے پر مقصود فرار دیتی ہے۔ اس لئے حضورت ہے کہ ہم اس مسئلے پر غور کریں۔ ابتداء میں جماعت اسلامی کی دعوت کا سر عنوان حکومت انجامی تھی ایسے مقصود دین کا قیام، یعنی اس پیشہت اور اس نظام زندگی کا ثابت اور باقتدار بنانا تھا ہے۔ لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جسے حضور اور اپنے کے چھاپنے بائیں پیش کیا۔ پس کی سسل، جدید جدید اور بے شمار فرائیوں کے بعد قائم کیا۔ اور جو کسی خاص بلک اور خاص زندگی کے لئے نہیں۔ بلکہ ہر جگہ اور تھامست تک غالب اور باقتدار رہنے کے لئے بھیجی جائے۔ یہیں جب جماعت اسلامی کے کام فرامکومت اپنی کے نام سے طرح طرح کی ناظمیں پار پھیلانے لئے تو اس نام کو ترک کرو یا گا۔ اور جماعت کی دعوت کا مخصوص اتفاق است دیر استوار شے دیا گیا۔ اتفاق دین کی حیثیت کیا ہے پس اس کو معلوم اور جماعت اسلامی کا الشریعہ اس حقیقت کی تو منبع و تشریع سے بھرا پڑتا ہے۔ یہاں خداوند مجید کے یہی مقام کا نقل کر دیا کافی پوچھا

فرمایا ہے۔ تلے آگ ا تو ا بر ایم کی طرح عمار پر بھی بخندی ہو جائے یہ ایک دن کا معاملہ رہتا ہے۔ آپ کو قریشی طبق تھی ہوئی دیتے اور دیکھتے ہوتے الگاروں پر مشتمل اگھنٹوں پانی میں غوطے دیتے اور اس تدریما سے کہ، آپ بے ہوش ہو جاتے۔ لئے دوسرے اللہ کے بندے اور بندیاں جو شرکوں کی فلاہی کی میہمت میں جلتے تھے وہ سلسل اسی طرح کی اذیتیں برداشت کرتے تھے۔ اور اسلام پر اسی طرح ثابت قدم تھے۔ اگر اسے عزمیت نہیں کیتے تو پھر کے عزمیت نہیں ہیں؟ آزاد اور حسرت زمانہ ان مجاہد کو بھی طرح کی تھکنیں دی جاتی تھیں۔ اور ان سے مطالبہ کیا جاتا تھا کہ وہ مسلم چوڑیں۔ لیکن وہ اس مطالبے کو تھکر کر بر تکیف و صیحت کے لئے لپی کو پیش کر دیتے تھے۔ کیا وہ عزمیت نہ تھی؟ یا وہا کا حضرت مصلی اللہ علیہ وسلم او حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہبک حادثہ میں سے سایقیں آیا۔

جن حضرات نے عبشت کو حیرت میں کیا خود حضرت عزمیت کی راہ نہیں ہے؟ کو عبشت پلے گئے تھے کیا خود حضرت عزمیت کی راہ نہیں ہے؟ رہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے پہلے صحابہ کرم کا پوشاہ طور پر گھروں میں نماز پڑھنا تو کیا مولانا رحمانی کو یہ معلوم ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر معلم کھلا جماعت اور مظاہرے کے ساتھ مسلم پڑھنا فرض ہے؟ اور صحابہ کرم عزمیت کی راہ ترک کی کے رخصت پر عمل کر رہے تھے؟ اخیرت مصلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے رہشین رضی اللہ عنہم کے عہد میں حصب کی پیدا گی کے ساتھ میں دعوں کے وقت کو معیار قرار دینے کی ضرورت نہ تھی۔ یعنی ایک سے پڑھ کر ایک اس معیار پر خائز تھے۔ تاہم یہ بھاک اخیرت مصلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے رہشین جس کے پر جو حصب کرتے تھے اسکے اعتبار سے اس کی استعداد و صلاحیت ملکوٹ نہیں رکھتے تھے اسی طرح درست نہیں۔

مقصود اور ذرائعیہ کی بحث | دادہ دراست کے تیرزی جز کی تشریع یہ ہے: براہ دراست غیر اپنی نظام جماعت پر حملہ کیا جاتے۔ تمام کو ششون کا مقصود صرف اس ایک بات کو بنایا جاتے کہ اللہ کی حاکیت قائم ہو اور اس کے سوا کسی دوسری چیز کو مقصود نہ کر اس کے پیشے کو ششیں صفائح نہ کی جائیں گی۔ (ص ۱۶۶)

کی نمائیں ہیں وہ خلی ہے۔ ہم اس سلسلے میں بحاظ اخلاق رائیکارڈ کیتے کا ترجمہ پڑھ رکھیے ہیں۔ من قرآن مجید میں دیکھی یعنی۔ اس بہت بڑی سلوک کے ادھار پر یہ بتاتے ہے گئے ہیں:-

”وَبِرَبِّكُنَّ دَلِيلٍ“ عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، وزہ نہ لٹھنے والے، وہ کوچ کرنے والے، مسجدہ کرنے والے اپنے کو کوئی حکم نہیں والے، بری باقوں سے منع کرنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے۔ (پہلی سورہ توبہ کوچ ۲۳)

مسلمان دین کے اقتدار کے بغیر تو بُوکلیں گے، تسبیح بھی پڑھ سیں گے اور نماز بھی ادا کریں گے۔ لیکن کیا وہ اقتدار کے بغیر دین بالمعروف اور ہبھی عن المکر کا پورا پورا حق بھی ادا کر سکتے ہیں؟ اور حسد و نفاق کی طرف اخلاق کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ کیا شداب اجو ازنا، سود و امراء فتن و غیرہ کا اسداب بغیر حکومت و اقتدار کے نکن ہے؟ اور زانی جو اریٰ، مشریٰ، سود خوار، خونی وغیرہ کو اقتدار نے بغیر سزا دی جاسکتی ہے؟

ذرائع بھی ایک اور آیت کا ترجمہ یہ ہے:-

”قُمْ مِنْ سِرْجِرِيْگَ ایمان لائے اور ایک عمل کرنے دیجے ان سے خدا کا عدد ہے کہ وہ ان کو ملک کا حاکم بنائے گا۔ جیسا ان سے پہنچ کے لوگوں کو حاکم بنادیا تھا اور ان کے دریافت سے اس نے ان کے نئے پسند کیا ہے ملک اور پائی ادا کر دے گا۔ اور خوف کے پہنچے ان کو امن بخیتے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور یہی سماحت کی جیز کو شرکیت نہ بنائیں گے۔“ (پہلی سورہ توبہ کوچ ۷)

اس آپری رسمیت سے ظاہر ہے کہ ”دین کا مکن“ اور دشمنوں کے خوف و ہرس کی طرف سے امن و اطمینان حکومت کے بغیر ملک نہیں۔ یکون کا گریٰ ملک ہوتا تو ان جیزوں کو خوف حکومت قرار نہ دیا جاتا۔ علاوہ ازیر، امیرت سلط کی بوڑی تائیخ ہمارے ملت میں ہے۔ اس کا کوئی پوت موجود نہیں کہ حکومت کے بغیر کسی خوف نہیں پر کبھی دین کو قوت د سمجھ کامیل ہوا ہے۔ اور مسلمانوں کو بوڑی بے خوفی اور کامل امن و اطمینان لی رہنے کی سرگرمی ہے۔ اور وہ اطمینان و آزادی کے ساتھ اور بالمعروف اور ہبھی عن المکر نے حدود اللہ کی حفاظت پر قرار ہو گئیں جس نسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی کسوٹکش جاری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:-

شروع لکھوں الدین ما مسلمانوں اخدا نے تمہارے نے دھنی بہ نوحًا واتذی دین کا وہی براستہ مقرب ریار جسکے او حینا الیک دھما وصیتاً اختیار کرنے کیا، نوح کو حکم دیا تھا۔

یہ ابراہیم و موسیٰ و علیٰ اور لے محمدؐ سبکی بھم نے تمہارے لفڑ این اقیموالداین لاصقرقاً دھنی بھی ہے اور سکا ابراہیم اور فیہ کبوعد المشوکین صا سوٹی اور صلیٰ کو حکم دیا تھا وہ کہ قد عوهم الیہ (پٹ شورٹی) دین تا نام رکھنا اور اس میں بھوٹ نہدا الناجس پڑی کلپرست قم شرکوں کو

بلائے پروہہ جیز انکو خداوندگری ہے اس ارشاد باری سے واقعی ہے کہ دین کا قائم کرنا، اور اس کا قائم رکھنا تما انبیاء کے کرم علیہم السلام پر فرض قرار دیا گیا تھا۔ اور اس امیرت سلط غرضیں انبیاء کے اس قرآن کی ادائیگی پر ہمور ہے۔ اب ہمارے علماء یہ بحث کرتے رہیں کہ دین کا غالباً سلسلہ دربار اتنا بنانا مقصد ہے یا ذریعہ۔ لیکن یہ حال یہ امیرت سلط کا مقصد وجود ہے۔ ضرورت اخصار سر جگہ قلم روک رہی ہے۔ اہمہذا فارغین فخر قرآن کریم کے اس مقام کو قرآن مجید میں ضرور دیکھیں یہاں سلسلہ آیات افہامت دین کی اہمیت پر زور دے رہی ہیں غیرہ اسلامی طریق زندگی سے دوسرے نکی تائید کی جا رہی ہے۔ ایک اور طرح سے بھی تجھے لیجئے۔ جماعت کی جس کتاب کے مضمون پر رسولنا رحمانی نے جو جو تعلیم کی سے اس کا نام ”مسلمان اور سیاسی تکش“ ہے۔ اس نام سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کا متعلق اسلامی یہی است سے ہے۔ لیکن اس میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کا سیاسی الحسب العین کیا ہو ناچاہا ہے۔ اس پہلے کے پیش نظر تھے کہ ”سیاسی تکش“ میں جس جیز کو اسلام کا الحسب العین فتوار دیا گیا ہے وہ بھائے خود مقصد ہے یا ذریعہ؟ علماتے کرام مقصد اور ذریعہ کی ہزار تکشیں کرتے رہیں۔ مگر مسلمانوں کا اسلامی سیاسی الحسب العین اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا جو جماعت اسلامی پر کھیٹ کرتی ہے۔

ایک ہم مولانا رحمانی اور ان سے کچھ خیال حضرات کے نقطہ نظر سے بھی خور کریں اپنے ہیں۔ مولانا رحمانی اور کچھ پچھے ہیں کہ نہی عن المکر بیعت کی جیز نہیں۔ یکون کہ یہ امیرت سلط کی نشأة

تارک وہ اگر بزرگ نہ ہو۔ سے خصوصی حقوق اور صلی عالم کریں۔ یہ مسلمانوں کو سمجھنی بخوبی کر کر کچنا چاہیے کہ جماعت اسلامی کی دعوت کے خلاف بزرگ آفیں دین اور علمت کے کرام کا خیز کیا ہے؟

حرف آخر جماعت اسلامی کا عمل کام بخارا لد و مبارکہ ہے۔
بلکہ اقامتِ دین کی دعوت و نسل ہے۔ یہم خلاف حضرات کی حلقتوں سے اسی عارف افتخار کرتے ہیں جس حدیثِ مخالف حضرات کو سمجھنے یا ان کے اختراء مغالطہ ہی اور پروپگنڈا کے پڑے اثارات سے عام مسلمانوں کو باخبر کرنے کا تعلق ہے۔ اسی احوال کے طبق ہم آخریں ہولانا رحمانی سے عرض کرتے ہیں اور حب ایک جماعت اقامتِ دین کا مقصد ہے کامیاب ہے۔ اور کتاب و سنت کی نسبت پر اقامتِ دین کی دعوت فرمی ہے تو کسی مسلمان کے لئے یہ سڑا داد نہیں ہے کہ وہ اس کا حروف اور معاند بن کر کھٹا ہو جاتے۔ اور اس کے خلاف تعریف و تفہیم اور بہتان و انفرادی ہم مشترک کرتے۔

چہارشنبک نقد و نظر کا تعلق ہے اس کی دعویٰ ہیں الیک تفہیم و ثابت اور تفسیری ہوتی ہے جس کا محکم جذبہ اخلاص و مبدودی ہوتا ہے۔ دوسری تفہیم و تفسیری ہوتی ہے جو بعض دعوایے جذبے سے کی جاتی ہے۔

عملیے کرام اور بزرگ آفیں دین کیلئے یہ زیارات نہیں کردہ جماعت اسلامی کے لئے پرچار پر منصبی اور تحریکی تفہیم کی صورت اختیار کریں۔ اب حضرات جماعت اسلامی کے لئے پرچار کا مطالعہ اس غرض سے نہیں کرئے کہ اس میں کتنی باتیں حق و مہرباں اور قابل تسلیم و تبول ہیں اور آپ کو کس حدیث کے جماعت اسلامی کی تائید و حماست کرنے چاہئے۔ بلکہ آپ جماعت اسلامی کے لئے پرچار کا مطالعہ صرف اخلاق و نقاوش کی تلاش و جستجو کے لئے کرتے ہیں۔ اور حب اس تلاش و جستجو میں کامیاب نہیں ہوتے تو اس کی حق اور صحیح یاتوں ہی کو توڑ مردڑ کر غلط صورت میں بیٹھ کر دھیتی ہیں۔ یہ ذہنیت اور طریقہ کار دل و دماغ کے لئے سخت تباہ کن ہے۔ خدا نہ کرے اس غرض سے کوئی مسلمان کتاب و سنت کا مطالعہ کرے۔ لیکن اگر وہ ایسا کرے پر ٹس جائے تو وہ کتاب و سنت میں بھی اخلاق و نقاوش پیدا کر کے چھوڑ دے گا۔ اور اسی بات و اس موقع پر بھی نظر آرہی ہے کہ جماعت اسلامی کے لئے پرچار کو غلط ثابت کرنے پر

وقت مانند ہے محقیق لا تکون، مفتون و میکون اولاد رائفة
مسلمانوں اور دین کے رسمتوں سے لاشتمان ہے۔ یہ ایک کو فتنہ
درین ہیں دخل اندادی، باقی نہ رسمہ اور دین اسلام کے لئے دارود ہے
ہو جاتے۔

یہ دعوے پر اسے کی آیت ہے۔ لمیسے سی الیک سوتق پیغمبر
پاسے میں ارشاد ہوا ہے۔

وَقَاتَلُوكُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فَتَنَةٌ وَيَكُونُ اللَّهُ بِرَبِّهِ شَهِيدٌ
مسلمانوں اور دین کے پیشوں سے لاشتمان رہو ہیا شکر کر نظر
دعا خاطر فی الدین (اللہ) باقی نہ رہیہ اور دین بالکل المشربی کیلئے ہو جاتے۔
اگر اقتدار کے پیغامزادی کے ساتھ دین پر عمل لزماً ممکن ہوتا
تو رشدمندی دین سے جگس جاری رکھنے کے لئے ان لفظوں میں تائید
ذکی جاتی۔

جو حضرات مقدم اور دربعیدی بحث اٹھاتے ہیں۔ قرآن مجید
کی ان تصریحیات کی روشنی میں ان کو نہ کرنا چاہتے ہے کہ ان کی بحث کی
حقیقت کہا باقی رہ جاتی۔ ہے۔

کیا ان بزرگوں نے کبھی ذریعہ کی اہمیت پر بھی غور کیا؟
اگر کسی مقدم کے ذریعہ کو اختیار نہ کیا جاتے تو وہ مقدم عامل یعنی
چہ سکتا ہے؟ بالآخر پر جڑھتا مقصد ہے۔ لیکن تمیز نہ ہو تو اس
بالآخر پر کیسے پہنچیں۔

تاریخ شاہیہ کے اگر مسلمانوں کے پاس حکومت و اقتدار
زہر دار المعرفت اور نہیں من المنکر اور عدو دو اللہ کی حفاظت
تو پڑی چڑی ہے، عمومی طور پر ایمان و اسلام پر قائم رہنا ہی نہ ممکن
ہو جاتا ہے۔ اور اس میں ایسا ہی ہوا۔

ابھی اس حدیث کے اندر وہ سے کہاں ہوں اسلامی ممالک کا
یہی تشریف پڑھا کرے۔ ہندوستان میں بھی ایسا ہے سکتا تھا۔ اور آئندہ
کسکے نہیں کہا جا سکتا کہ پی میں دنہار ہے تو اسی نہیں ہو سکتا۔
اس لئے ہمارے علماء اور بزرگ آفیں دین کا کتاب میں اللہ کو کہ مسلمانوں کو
اقامتِ دین کی دعوت کی طرف سے جعل کرنا اور اس بات پر تاں
تو زماں کا اسلام ہیں حکومت و اقتدار اور مقصود نہیں ذریعہ ہے اور یہ پہنچ کر
ہاتھ سے تسلیم رکھ دینا قریباً الیکی ہی خطا رک پا سی۔ یہ جسمی پا سی
مزراجیوں نے اسلام کے حکم جہاد کو منسوخ تحریر نہیں میں اختیار کی تھی۔

(ستقل عروان)

مکالمہ ملکی

از ہولہ ابن الہب ملکی

ملکہ ہیں اس فی صدی ایکیں اپنی پیداوار کا مقبرہ کوڑ
مال نہیں کر سکیں۔

ملکہ ہیں ۳۶ فی صدی ایکیں اپنی پیداوار کا مقبرہ
کوٹھ مال نہیں کر سکیں۔

ملکہ ہیں ۴۰ فی صدی ایکیں اپنی پیداوار کا مقبرہ
کوٹھ مال نہیں کر سکیں۔

ملکہ ہیں ۴۴ فی صدی ایکیں اپنی پیداوار کا مقبرہ
کوٹھ مال نہیں کر سکیں۔

جو شیار تیار کی جا رہی ہیں وہ بہت خوب تکمیلی ہیں۔
تیل کے جھونوں سے اس عرصہ میں جو پیداوار کا مقبرہ
اس کا صرف چالیں فی صدی حصہ مال ہو سکا۔

غلظہ انتظام کے سب سرف ۲۵ فی میں چار کروڑ دین بیکار
چیزوں کو قیتوں میں کی کرنے کے لئے ایک اور
منصوبہ بنا یا لگایا جس پر حکومت روپ مصروف
۱۹۵۷ء میں ہندوستانی پوچکے اندھر کو اور
کشمکش کر دیتی پڑھنے کے مگر وہ بھی برکار ہے۔

مولانا کامریڈ آگے نظر ہے کہ — بلکہ اتنا ہی انھوں نے
خدا ہائے کس دل اگٹے سے بڑھا، اخبار تجھ کو بولے:-

”اس میں خود کوئی سازش ہے۔ امریکی سازش۔
خریداں ایجنسیاں آج کل امریکی ڈالروں کے پھیر میں آئی
ہوئی ہیں۔“

میں نے عرض کیا۔

”تقریر تو روپی اخبارات سے ترجیح کی گئی ہے۔“

تاریخ نوشت ۲۰ جولائی ۱۹۵۷ء:-

ہم اسے بزرگ ہولوی بدرت علی بیگ نقش بندی۔
جو اب پھر دوں سے ایک بڑے علاقے میں ”کامریڈ“ کے معترض
خطاب سے پکا رہے جاتے ہیں۔ روکی ان دلماں لیکا تریکیں اس
تقریب سے بہت خفا ہیں جو انھوں نے حال ہی میں ہوئے کہ مختلف
پارٹی کی مرکزی کمیٹی میں کوئی منصب وہ
کی سماں نظرت اور روایتی عادت کے برخلاف روس کی خجالت
منصوریہ کی ناکامی کا ذکر نہ جانے کیوں کر دیا۔

پہلے قومانہ کامریڈ کو قیمی ہی نہیں آیا کہ اسی بھی کوئی
تفسیر ہو سکتی ہے۔ چاچنگ پہنچ لے۔

”لے میاں! تم لوگ تو ہو ستم بیگی۔ تم نے ہماری محنت
سرکار کی پنج سالہ یو جہاؤں کی مخالفت میں بیگی ہو دیلوں کے
ساخہ اب اس طرح کی بے پر کی بھی اڑانی شروع کر دی ہیں۔
غور بالشہر روس کے اوپر منصوریہ ناکام ہو جائیں۔ یوں کہو نہیں
پانی بھر بھرا رہا ہے۔“

میں نے عرض کیا۔

” قبل ایسا حظ فرمایا۔ ایک دن نہیں دس اخبار
موارد ہیں۔ پر سب یہی ہی طرف سلطانی معلوم دیتے ہیں۔“

لیکن انھوں نے صاف لفظوں میں بلکان کی تقریر چاچنی ہے:-

اب تو ہولانستے آنکھ سے چشم اُتار کر لکھنور کی قیص سے
صفت کیا اور دوبارہ تاک پر رکھتے ہوتے ایک اخبار اٹھایا ہے
تقریر کے خصوصی حصہ پر انگلی رکھدی۔ تاہم ذکر جبارت ہندو رجہ
ذیل خیں۔

بھلے ہے۔ یہ بات نہیں امریکہ اور بھارتیہ جیسے جنگل زاروں کی وجہ سے روس کو اپنی بے شمار دولت صلاحیت تھیں اور اس اور جنگل ساز اسلام میں صرف کرنی پڑ رہی ہے، اگر امریکہ وغیرہ شرکتوں نے پھیلاتے تو قیمتی روس کی کوئی صحتی و نراثتی ایسکم کیک فیصلہ جیسی ناکام نہ پہنچی تھی۔

میں نے جواب دیا ہے بے شمار دولت صلاحیت امریکہ بھارتیہ وغیرہ جیسی سامان جنگل میں صرف کر رہے ہیں۔ تو ان کی جیسی صحتی و نراثتی ایسکمیں لیل ہوئی چاہیں۔ آپ کے روس نے تین پیشیں سال مسلسل تمام دنیا کو اس دھوکہ میں رکھا کہ ہمارا ہر ضمیر ہر قوم بوس نہ راست سے کہیں زیادہ پل میں رہا ہے۔ لیکن آج دنیا علم بوس نے چند ہی سال کے بعد ادو شارے یہ بتلا دیا کہ کوئی معلوم کا پول کیا ہے۔ اس کے برخلاف امریکہ دنیا کی صحتی و نراثتی اور تقدیم زندگی ماضی و مال میں ساری دنیا کے سامنے ٹھیک کتاب کی طرح رہی ہے۔ فرمائی صفت و ذرا عاتیت میں کیا ناکامیاں رہیں؟ امریکہ کا تو یہ حال ہے کہ ہر سال لاکھوں میں خالتو یہوں سمندر میں ڈبو دیتا ہے۔ اور محکماں ملکوں کو خیرات بھی کر دیتا ہے۔ اس کے کارخانوں میں ہر دن سالانوں کی لاٹیں تیار ہو کر دنیا میں بھی ہیں اور اسکے مزدور کالی ڈبیں روٹی اور خشک آکر پر گزارہ نہیں کرتے۔

مولانا جعلی گے۔

تم بورڈ و اسٹیکس کے ایجنت ہو۔ تھیں امریکن ڈا روس کی جنگل کے خریبیا ہے۔ تم.....

۲۹۔ ۱۹۱۴ء۔ مولانا مصیب الرحمن شیرواری مدظلہ اللہ علی جب درجہ سے بھی کو روانہ ہوتے تو انہوں نے تھی میں اس بات کی تردید کی کہ وہ سفر جاہز پر کسی نہیں سرکاری وفد کے ساتھ جائے ہیں نیز اس اخبار کو منتظر گہرا جایا جس نے یہ خبر شائع کی تھی۔ لیکن بھی پہنچنے ہی آپ نے پرسیں کافر فرض میں اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ اور ان کو ساختی خیسہ سمجھاں وفادے کر جائے ہیں۔ تاکہ مسلمان انان حالم کو تباہی کر جو اس توڑے کے اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ اور ان کو ساختی خیسہ سمجھاں اس بات سے زندگی گذاری ہے۔ اگر مولانا نے بیان نہ کیتے تو اس بھی ظالم مردی کیونے اس حقیقت کو کھوں دیا تھا کہ آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا یہ سفر کاری خریب ہے۔

مولانا پیر اقبال کر رہے۔ فرض کرو بلکہ ان سے یہ کہا جی ہو تو وہ بھی اپنے ابھی نہ تھے روسی وزارت پر آئے ہیں ان سے اعدادو شمارے فلسفی ہر سکتی ہے۔ پھر یہ بھیست میں ہے کہ بہترین روزی صنعتی اور اعلیٰ منصوبوں میں بندیوں کے ذریعہ روس سفیدی کے تھے بے شمار خواہ کو دی۔

زار کا تختہ تو شے عرصہ ہو گیا اور آج تک کیوں نہیں روس نے

خواہ کو رد کی پڑا ہے رہا ہے۔ یہ کیا کم ہے؟

میں نے کہا ہے کیا اس عرصہ میں روس کے علاوہ دوسرے ملکوں کے عوام فاقہ کر سکتے ہیں وہی امریکہ اور انگلینڈ اور ایشیا کی ملکتوں میں وہی جو موسم کا اور نئے چور ہے ہیں۔

فرمایا۔ تم کو کچھی کر سکتے ہو مطلب یہ ہی کہ الفزادی ملکیت کا خاتمہ اور تمام رسائل و ذرا عاتیت پر حکومت کا تضدد اور منصوبہ بہت زندگی۔ ایسا حقیقت ہے میں کہ جن کو مختار نہ اس سوچ کی روشنی کو تھیڈنا ہے۔ ہمارے بھاریت میں یہ چیزیں بڑے پیاسے پر نہ ہیں۔ لیکن کسی نہ کسی پیمانہ پر چالو ہو چکی ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ ملک بہت جلد زبردست ترقی کر جائے گا۔

جو اب کسی دلیل کا ہو سکتا ہے۔ لیکن جب معاملہ دلیل معقولیت سے گزر کر اعتماد ایمان پر آجائے تو کیا جواب ہو سکتا ہے۔ مجبور اعرض کیا۔

آپ کا صحن اعتماد اور ایمان بالغیب آپ کو سارے ہو۔ میرا مقدمہ تو عزت تاب بلکاش کی تقدیر کا ذکر کرنے نہ ہے وہ مستانی منصوبہ بندیوں پر اعتماد کرنا تھا ان آپ کی کیونم پرستی پر۔ بلکہ صرف اتنا واضح کرنا تھا کہ پر وہ آپنے کے تھوڑے والی جس سرخ جنت کے گیت کا مریڈ صاحبان گلتے جاتے ہیں اس سے نظام و انتظام کے باتیں میں خود اس کے حوالہ رضوان کا بیان کچھ اہمدا فراہمیں ہے۔ اگر صفت و ذرا عاتیت کے علاوہ تکمیل زندگی کا ذکر ہے تو خیر کیا جا سکتا تھا کہ یہ مندرجی باسیں۔ کیونکہ زندگی تمام تر عبارت ہے صرف نان و ٹکڑے۔ مگر بیان توڑ کر اسی صفت و ذرا عاتیت کا تھا جو کیونم کا تھا اس اثاثے کے اور جس پر کیونم کی تسام فوت و صلاحیت صرف ہوتی ہے۔

”ماں پر پہلی نتیجات میں کامیابی حاصل کرنے
اور ہمہ دن کے حصوں کے لئے کامگری حضرات
ہم سچھوں سے تکمیل حاصل کر رہے ہیں۔“

کہا اختر اہل کی بات ہے، ”نتیجات اور عملیتے تو وہ
چیز ہیں کہ ان کی خالق شیطان سے ہو تو اختر اہل کیا سکتا ہے۔ بلکہ
کہا جاتا ہے۔ وہ نام بھول رہا ہے۔ امریکہ میں آنحضرت پروردہ کے
مقابلہ پر کھڑے ہوتے والے بزرگ اور اسے اعتماد حاصل کیا ناطر ہو
کا وکیل ہوتے ان میں ایک کارناسی بھی ہے کہ پانچ بھوٹ چھپا ہوا
اگر تمہیں یہاں طویلہ کی ابتداء کی آئی پر تو مجسمائیں
تو یاد آئے گا کہ آدم کو بھوٹ کرنے سے انکار کر کے اس نے خود نمائی
خود پروری اور اپنے منہ میان ٹھوٹھوٹھی کی شاندار صفت کا آثار
کیا تھا۔ یہی سنت گھوڑے ہوتے ہو جو روحی نیکیات کا اسٹار تھا۔
خی. شیطان نے کہا تھا کہ میں علیمت و اہمیت میں کامیاب ہوں۔
اتخاب کا خلاصہ کرتا ہے۔ میں ملک بھر میں سب سے زیادہ حصے
بھینہ کیا تھیں ہوں۔ گوئیں سراپا خوبی ہوں جنم خیر ہوں۔ یکسر
خدمت ہو یہہاں تک دیا گی۔ اور یہ ہوں۔ ادا دی۔ مصلح ہوں۔ وظیر و دعیرہ۔
خاں دشمن ہے الگ کوئی کہیں کہ مصاحب آپ تو ہست خوں
کے آدمی ہیں۔ تو سکدی خوش ہوں۔ اسیں کہے کا کہ خاکسار اس
لائق ہوں۔ اس کا کام ہر لفڑی ہے۔ میکن تھا۔ جو کی زندگی میں بھی
آدمی کا تھا۔ سیکھ تھا۔ لگان کا تھا۔ جو کی پوری قوت تھی جسے گاہوں
فلان اپنے ہوں۔ اتنا سمجھنا کہ آدمی ہوں۔ کہتا ہے۔ اور اس کا اعتماد ایسا
ہوں کہ الاماں والحفیفہ اور اتنی سچھی جیسیں ہو جیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ سچے
تاملق سرگیں ہوں۔ چھپا ہیں۔

”وچھی اتحاب کے زمانہ میں کوئی نہ ہو۔ اتحاب ہبیتا ہے۔“
عنیم شیخی ہے کہ اس کی خاطر ایک ہزار ایک سو ایکس براہمیان
اضغفار کرنا بھی قابل اعتراض نہیں ہے۔

۳۰ جولائی ۱۹۵۶ء: — ملکہ کوئینجیک ایڈیشنز نے نہیں
الکٹاف لیا ہے کہ ہندوستان کے ۲۷ کروڑ انسانوں میں سے
کوئی نہیں کارہیں۔

یہی بات الگ بھروسی کوئی پانصیب نہ ہوتی تو نہ جانے کوں کوں

اب یعنی انجارات ہبیت پر ہبیت کر رہے ہیں کہ اس خلاف
بیانی کے کیا معنی؟ — مجھ سلاسلے الگ وہ پوچھ لیتے تو ساری
ہبیت دور ہو جاتی۔ — حدیث کے فن میں بالکل شبہ ہے جس طبق
ماہرین حدیث یہ کوشش کرتے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو مدھپوں میں
ظاہر تھا اور ظریف اور ہو تو قریبہ و قیاس اور تحقیق ذاتی کے ذمہ
ان تھیں پیدا کی جاتے۔ تاکہ تھاد دوڑ ہو۔ چون کہ مولا ناصریؒ کی
مدظہ بفضلہ تعالیٰ عالم ہیں اور علماء جانشین اخیاء ہوتے ہیں۔
اس نے قائم مقام حیثیت میں ایمان کے ارشادات عالیہ کو صحی کیا
کی جو حدیث کہا جا سکتا ہے حالانکہ ایمان پر واجب ہے کہ
اگر ان کے دو کلام اپس میں تنگ رہتے ہیں تو حق الامکان ان کا
ملک اور درکار کے ”طبیع“ پیدا کی جاتے۔ پس یہی کہا جائی ایمان میں
ستے ایک ہوں اور ملکے دین کی حق گوئی پر بحدقتہ ملک کی
قسم کہا سکتا ہوں ”طبیع“ کی خدمت میں انجام دیتا ہوں اور ملک کی
دلے توں میں مولانا نے ”نم سرکاری“ حیثیت کی تردید کی ہے۔ اور
بینی والے قول میں ملک سرکاری حیثیت کا احتراں کیا ہے؟
ظاہر ہے کہ نم اور ملک میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ملک
کو یا چڑھاتے تو عصب ہو جاتا ہے۔ اور ملک پر کوئی کو یا چھپا
چڑھا۔ نم تہاں ہے اور ملک میں دو نم پڑتے ہیں۔ ”نم سرکاری
کا مطلب تو یہ ہونا کہ مولانا اور ان کا وہندہ شخص ایک فوجی سرکاری
ہیں۔ گویا جو کا نصف ثواب و فد کا اور نصف بھارت سرکار کو
سلے گا۔ مولانا کی حقیقت یہ نہیں تھی۔ رندوں کو رخوں کی سرکاری
تھی۔ اور جو کا تامث ثواب پنڈت نہرو اور ان کی وزارت میں
تفہیم ہوتا تھا۔

پس لے یہ ہمایی کرنے والوں ساخت نہیں ادب اخباروں
اونچ بغض النظر ائمہ۔ بعض مگاں اگناہ ہوتے ہیں۔ ملاں کے
مرتبہ و مقام کو مجھو۔ ان کے بالکے میں بدگل نیاں مت کرو کو
اگر ان کی ہبیت جوں میں اگئی تو بیک حیثیت سلم تھا اسے حق میں کفر
کا نوئی صادر کر دیں گے۔ اور ایسی خوت ناک بعد فاکریں گے کہ
علوم نہیں لبیں پبلک فی ایک شکے ماحت جمل ہیں چل جاؤ۔

۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء: — نجیں کی اطلاع ہے کہ۔

کی تعلیمات کیا تھیں اور کیا نہیں تھیں اس کی تفہیل تو آپ جیسے
گاندھی بھگت ہی جاتیں۔ صرف ایک تعلیم ہیر حکوم ہے اور وہ ہر
میں تھیں کو معلوم ہے جو بھارت ماتکی کو کھے سے پیدا ہوا۔ یعنی شراب
بندی کی تعلیم۔ یہ تعلیم وہ قدم قدم پر دیتے مرغیے۔ لیکن ہماری
حربت اب کانگریس کے ہاتھوں اس تعلیم کی چشمی پیدا ہو رہی ہے
وہ اس حد تک شرم انگریز ہے کہ اگر گاندھی جی کی آنکھوں اس قسم کی
ٹکنی فصیب ہوتی تو بھارت کی اسلامی شان بھجویں بن گئی ہوتی۔
خوبیت ہے کہ ابھی تک گاندھی جی کے نام کو ایکش جیتنے اعجھے
حائل کرنے سیاسی ضعفت کرنے کے دکان چلاتے لوگوں کو ہمروں
بنانے اور بہت سے افراد بپر تنکی کارنگ چڑھنے کے لئے تو
استعمال کر لیا جاتا ہے۔ عذر سب وہ زمانہ بھی آئے کہ جب گاندھی
بھگت صفات کہا کریں گے کہ ہاؤ یاد اس ذکر کو گاندھی
جی پر زمانے میں ٹھک ہے۔ اب ایسی دوسرے۔ پنجاب مخصوص
کا زمانہ ہے۔ ترقی کی باتیں کر دے۔

۵۵ **اگست** ۔ آج کل ریکارڈ قائم کرنا ایک فیشن بن گیا ہے
شال کے طور پر ایک یورپین ٹکم صاحب نے باہن ٹوہر دن کاریکارڈ
قائم کیا ہے ایک شکنی پیروان نے سائٹھ اٹھے بارہ چونکے پانچ سیر
رو دھ اور ہر ہی سر بر سر باہن کھلنے کاریکارڈ قائم کیا ہے۔ ایک
صاحب نے تین ہزار تین سو ترا فوٹے گالیاں ایجاد کرنے کا دیکا
قتائم کیا ہے۔

اسی طرح ہمارا ملک خداداد پاکستان وزارتیں توڑنے اور
چوڑنے کاریکارڈ قائم کر رہے ہے۔ ہمارا بھی ہے میں ایک وزارت
پوری بیٹھکی سے کفاناً دفنائی جاتی ہے اور نئی کو تو لد کیا جاتا
ہے۔ ملا تو ٹھیرا بھارتی۔ پاکستان ہی کے ایک بُٹے آدمی کی
زبانی اس باتے میں کچھ گلگشتائی ہے۔ فرمایا۔

وزارتوں کی بہ طرفی کے چور دامے کھیطے جا رہے
ہیں ان میں اسلامیان تو بالکل نظر نہیں آتیں جو طرف
چڑھا سیوں کو بہ طرف کیا جاتا ہے۔ وزارتوں کو بہ طرف
کرنے میں اتنے فہم بطب کا بھی پاس نہیں کیا جاتا اور
تھے وزارے اعلیٰ اس طرح نامزد کریتے جاتے ہیں۔

ہم اسے فوراً چھپتے کریں اور اپنے وستان کو بنام کر رہے ہے اسے
بکالو۔ لیکن شری زیر صاحب نے لمحی ہے تو اس کا ہمزوڑ
کوئی شجہ مطلب ہے۔ ایک مطلب مولوی جاہ الرفق ورثما
روزما تخلص ہے۔ فرماتا ہے کہ نادان اس عبارت میں صنعت
نہ بڑی ہے جس کا ذکر تحریر معاشری میں علماء جاہلوں نے اور
کتاب الملاحت میں امام طیغیانی نے کیا ہے۔ ”بے کار“ کے
لفظ بے خوار کرو۔ یہ لفظ مکب ہے۔ ”اور“ کا رہے۔ کار
موڑ کار کو کہتے ہیں۔ اور شری زیر صاحب انداز میں بھی کہتا
چاہتے ہیں کہ بھارت بیر تیر کر دو لوگ ایسے ہیں جنکے پاس
موڑ کار نہیں ہے!

”بیری آنھیں ہیں جیسے جزاک اللہ کیا نہ کرتے ہیں ہے
لکھی منٹ لطف ہیں میں لکھو یار ہا۔ آخر کپا۔“
”بڑا عمدہ پیر رائے بیان ہے مگر اس کا مطلب یہ ہوا کہ
بھارت میں باقی مچھ کروڑ ”باقار“ ہیں۔ یعنی ان کے پاس
موڑ کار موجود ہیں؟“

بُو۔ ”لا حوال ولا قوت اہریات میں سببوم مختلف کا
لحااظہ حضوری نہیں ہوا کرتا اے۔“ پھر چھپتے کر دنہ سہی چھلا کھم
کاریں تو پڑو رہیں گی۔ پنجاب مخصوصیہ جیسے ہیں دس بیس
برس میں چھ کروڑ بھی ہو رہی جائیں گی۔

”بے شک“ میں نے لا جواب ہر کو کیا اور بے انتیار جی
چاہا کہ ایک بھی مولانا درمل کے قدوس یہ بھی ہی کہا جیسے جیسے
چوٹکے بزرگوں کے گوشہ میں تاریخ آسان تھا ہوا ہے اور اس کے
قدوس ہی کی برکت سے زین اپنے ہماری قائم ہے۔ و تعالی اللہ
صلواتہ و تبادلۃ اللہ ممن احبابیہ۔

یکم اگست ۱۹۴۷ء۔ آج ایک کریلائی نے پرجا شہنشاہ
پارٹی سے علیحدہ ہمنے کی دھمکی دی۔ ان کا ہمہ
ہے کہ پرجا شہنشاہ پارٹی میں وہ کہ جو ہائکاڈی
بھی کی تعلیمات پر عمل ناچھن ہوتا ہے۔

کریلائی صاحب قبلہ اور اس جماعت کا نام تو یہ ہے۔
جس میں رہ رکا گاندھی جی کی تعلیمات پر عمل نکل ہے؟ گاندھی جی

جیسے علی شہنشاہ اپنی حملت کے صوبوں میں بھی

داروں کو مقرر کیا کرتے تھے۔

یہ ہیں کہ شہزادہ کھڑک شدہ جمہوریت کے اجنبی نکل الفاظ
کے مجموع استعمال کے ساتھ کوئی میں الاقوامی قانون نہیں بنے گا اور
اس قانون کو دنیا بھر میں نافذ کرنے کے لئے مسودوں پر تو اور اس
نہیں لکھائی جاتیں گی طاقت والوں کے بھی تھاخت رہیں گے کہ
تازیت سلطنت فروعیت ہر چیز کو وہ بلا تکلف "جمہوریت"
کہیں گے اور جمہوریت بیجا ری کی ٹہیا ان قبر میں خاک ہوتی رہی
فاعتبرو يا ادنی الا بصار!

۳۰ اگست ۱۹۵۶ء ۔ تحریر ۔ امریکہ میں اسلام کو فروغ

دینے کے لئے مسلمانوں کا یقین اثاث اجتماعی!

تحریر بہار کی بات ہے ۔ لیکن یہ نہیں پتہ جلا کہ یہ کونسوں
اسلام کا ذکر ہے۔

وہ اسلام ۔ جو فی الحقيقة قرآن و مفت کا اسلام تھا۔

— زبانے بیوارہ مکمل سمعت کر کیا چھپ گیا۔ اب جو اسلام راجح
و مقبول ہے وہ اتنی ہے شا قریں رکھتا ہے کہ صرف "اسلام" لہجے کو
کوئی بڑے سے بڑا بخوبی بھی نہیں بتا سکتا کہ کوئی قسم مراد ہے۔

چوں سکتا ہے کہ آپ کھیں کہنے والا روزے ناز و اسے اسلام کو کہہ رہا
ہے اور کہنے والا ترقی یافتہ "روسی اسلام" کا ذکر کر رہا ہے۔ بعض
لوگ اسلام کہہ کر فرقہ العصی بھی مراد لے لیتے ہیں۔

زیادہ وضاحت سے یوں بھئے کہ مصر کا اسلام ہذا ہے۔

پاکستان کا جدوا ۔ اٹھ دیشیا کا الگ ہے۔ ایران کا الگ ہے۔ علی ہذا
چھر ہر طبق کے اندر ایک دینی تقسیم اھی ہے۔ مکران طبقہ کا اسلام۔

علماء کا اسلام۔ عوام کا اسلام۔ اس کے بعد ایک اور قسم ملتی ہے،
جو درج گرام ناموں سے کوچھ اور جگہ گیر ہے۔ سیاسی اسلام یہ قسم
لئے اندر اکاڈمیوں و ریاست و شرک۔ علمیات و مصنیعات اور علم و
خواستہ تک کوپڑی شفقت نادری کے ساتھ سیئے ہوتے ہوئی ہے۔
پس لے امریکن بھائیوں الگ ریجیج تھا ری نیک اور

اور ایسے نسلیانہ ہیں تو فردغ فینے کی کوششوں سے پہنچڑوں و محبت
کر لیتا کہ اسلام کی کوئی قسم کو فردغ فٹے نہ ہے ہو۔

۲۷ اگست ۱۹۵۶ء ۔ داحست!

سادوں کا ہمیشہ منانے کے لئے آئی ہوئی، ارہزار
بیوی کی شراب پکڑی گئی ا
چھر کہا جاتا ہے کہ یہ عوامی حکومت ہے! ایسے اللہ کے
بندوں ای سادوں کا بترک ہمیشہ۔ یہ وجہ انگریز گھٹائیں۔ یہ پتوں پر
کاموں۔ کتنا ذکر ہو گا گاہندھی جی کی روح کو یہ دیکھ کر کہ اسکے
اپنے بھارت کی پولیس بھاپے عوام کے چدیاں اور لوگوں اور
امنگوں کا ایسی سیدر دی سے گلا گھونٹ رہی ہے۔

لانک کامندھی جی شراب پینے کے فالنت تھے۔ لیکن وہ
اس کے بھی تو فالنت تھے کہ امیر و غربیں میں اتنا ذریق رکھا جائے
جتنا جا لوز اور انسان ہیں۔ لا۔ سنسوں اور پرٹوں کے ذریعہ۔
— بلکہ بعض حالات میں ہماری بڑت کے جب امیر و لوگ برسات کا
ہمیشہ جامِ اندھا ہندھا کر مناسکتے ہیں اور پھر بھی ان کی کامندھی
بھگتی شکر کے نہیں ہوتی تو غربیں یا پاروس کو اس سعادت تبرک
سے خود م کرنے کا کریں والوں کو کیا حق ہے۔ میں کہتا ہوں جو لوگ
اس جمیشہ میں شراب نوشی کو نہیں عقیدہ بتالیں ان پر پابندی
اور قدر عن تو نہ ہمیں مداخلات کے دائیں ہیں اتنی ہے۔ جبکہ ہمارا
قانون پکار پکار کر کہتا ہے کہ ہم کسی کے نہیں مداخلت نہیں کر دے
لئے پویں کے شریف وزوج اندازہ اور اس وقت سے کہ جب
کوئی ظلم و میلیں شرایی کی آہ تھیں جو لکھم کرئے اور کسی دلگز نہ
سیخوار کا سبب تھا ری خیریں میں آگ لگائے۔

بہترس ازاہ سے خوار اس کو منگا کر مدعا ماروں
اجابت از جنم بہر استقبال سے آید

۵ اگست ۱۹۵۶ء ۔ لیخے حصوں۔ عیاشی و بد کاری کی اور
درستائیں تو آپ نے شنی ہی چوں گی۔ لیکن جلات ماب کیں ۲۷
صاحب کے صور میں جوڑخ اس تصویری نے اختیار کیا ہے اسکی خال
آپ کے حافظت کی ساری تاریخ ہیں ملے گی۔ خبر ملاحظہ ہو۔

قاهرہ ۲۲ جولائی ۱۹۵۶ء عصری پوسٹ نے قاهرہ
کے دو جوں کو اس وقت گرفتار کیا جب دہ بہمنہ

بچلتے ہیں؟ ”
میں نے دیکھا یہ روس کے نئے وزیر اعظم بلگان کی تصویر لیتی۔
”پھر؟ ”میں نے پوچھا۔ بولے:-

”پھر ایکاریکتھے نہیں بخوبی دارٹھی؟ ”
دہ پر اسر اور اندازیں سکراتے۔ بے شک بلگان کے
بخوبی تھی دارٹھی تھی۔ لیکن اس سے کیا؟ فرمائے گے:-
”کیسے بے عقل ہو تم! ایکا خوشی کی بات نہیں کروں جو
کفرستان میں ایک سلطان قوم کا آدمی وزیر اعظم بن گیا ہے۔
اب واضح ہوا کہ کولا نا کا کیا انشا ہے۔ پھر دریوں میں اگر
جیتوں کے دم بخود رہا۔ پھر ادب سے عرض کیا۔

”کہاں پہنچے ہیں آپ و مشایع۔ ملک ہے یہ بلگان
اور جمال پاشا کے خاندان کا آدمی ہو۔ دیکھ اور پاشا جو
شاید اٹھا رہیں صدی میں غائب ہو گئے تھے!

”بے شک ہے۔ بلکہ۔ بلکہ مجھے یاد ہے تھے کہ ایک بار
اور پاشا کو خواب میں دیکھا تھا بالکل بھی پھرہ تھا۔ یہی دارٹھی۔
یہی ناک آنکھ بس ذرا پہن ہیں فرق تھا۔ اور پاشا دبے تھے۔
بلگان موت ہے۔

”کوئی بات نہیں ”میں نے کہا۔ ”ہدن تو گھٹنا بڑھتا رہتا ہے
ہے۔ اگر یہ لوگوں کا خیال صحیح ہے تو مذکور روس میں مسلمانوں کو
کوٹھے رہا ہے۔ اس خوشی میں آپ سے مٹھائی کھلائیں۔
ڈانٹ کر بولے۔ ”گھر سے الٹی جھیٹ سے مٹھائی مانگتے
ہو! تم کھلاو!

”میں نے کہا ”کھلاتا تو میں ہی۔ لیکن اوصار کھلاتا ذرا
بدشکری ہے۔ اتنی اہم خوشخبری کے موقع پر نقد کا مصالحہ تھا
تو اچھا ہے۔

”بچاک! اس دلیل سے لا جواب ہو کر جیب خاص سے
مٹھائی خرید لائے اور فردوسی نے کھاپی کر دل ہی دل میں دھالی
کر لے اللہ! لیے بچتے گدھتے تو نہ دنیا میں پیدا کئے ہیں ان
سب کو میرے ضیب میں لکھ دے تاکہ ہر صبح انہیں سے کوئی
ٹھیٹا ہو اسی سے پاس آ جائیا کرے اور ناشستہ و مطاعم کے سالمین
مقنی پھیپھی لیاں آمدی کی کی نے ڈال رکھی ہیں سب آسانی

حال میں دریوں کے ساتھ شراب چینے
ہوئے چھٹے تھے:-
شاید آپ کیسی بڑی خبریں کیا ہدایت ہے۔ نجی ہوں یا
تمنے دار آدمی سب برایہ۔ یہی قسم ہے آپ کو ان تمام
فرخوں کی جھوٹے سے سرزیں صور پر اپنی خدا کی کامی بھرہ ہیا اور
قسم ہے اُس مالی و قاتلہ بہنشاہ گرنی ناصری جس کے پلتے تازگی
ٹھوکوں میں انسانی ہڈو کا دریا بہرہ رہا ہے۔ کیا آپ نے کبھی کسی
ملک میں ملنے کے لئے تھے؟ اضافت کو اس تھیت پر بھیا ہو؟
تاریخ مالم آپ کے ملنے ہے۔ ہر شہر ہر دیار کا کوئی بھی خاص
دعا اخباروں میں چھپ چھپ کر آپ کے لئے آئے آئے ہے۔
جرم و گناہ کے ملنے کی اضافے آپ چھان ماریں۔ لیکن مدت
ھماری کا اضافت حصمت کی تھیت پر پہنچنے کے واقع کا گریڈ ٹھٹ تھا
اور صرف تھیا عزت مآب کر کل ناصر کے صدری کو ملتے گا۔

”ندہ باطلے ارٹی فرخوں! دخشنندہ باطلے ستارہ اقبال
ناصر اس بار ک ہوئے پر اسرار اہرام! تمہارے ملنے میں ناچھنے
دالی مادر زادگی نہ دیگی اپنے تن سسیں کا ہر ہر گوشہ ہر ہر لانگ سس
خوبصورتی سے خلایا کر دی ہے۔ یورپ کی سرایا عصیاں بہنہ
تہذیب کو آوانہ کر کر کوئی آئے اور اپنے کارناموں کا مقابله
عصر کی پاک تہذیب سے کر کے دیکھ لے! ہپاں کے تھج ایک طرف
بے آنذاہ انسانوں کو چھانیاں اور جلیں عطا کرنے میں ماہر ہیں تو
دوسری طرف دریوں کی تھیں بھی ان کے دائرہ مدل میں
باہر نہیں ہیں۔

”ہر اگست شہری ہے۔ مولوی نقیب الحق بقیاری محل بڑی
ہی رازداری سے کہنے لگے۔

”لو ملا! منہ میٹھا کاراؤ!
”میں نے خالی جیب کا اسٹر بایہر نکالتے ہوئے کہا۔
”نقدی تو صفر ہے۔ الگ واقعی کوئی خوشخبری سنا تیں تو
خدا بخش حلوقاتی سے مٹھائی اُدھار آ جائے گی۔
نصریا ”خوشخبری کیا ایسی وی۔ جیب سے ایک اجزا کا
لٹک نکال کر چھپی ہوئی تصویر و مکھاتے ہوئے) یہ دیکھتے۔

میں سے کئی وزیر ہو گئے۔ کئی دوسرے کڑا افتعلات کے مہمے پر سفر کر جو کئے۔ کئی دوسرے از جزیرے وں کی سفارت پر برا جان ہو گئے۔ پھر بھی الگ سفر رہ جائے گی تو خیر سکالی دن وں کا دروازہ کھلنا ہے جس میں شاہزادخی حکومت کی طرف سے ملایا اور ایک ہیزیں پوئے سال کی کمائی کے سامان ہو جائے ہیں۔

۶۰ اگست ۱۹۵۵ء۔ حکومت پنجاب (پاکستان) نے ایک تازہ حکم کے ذریعہ اسکولوں اور کالجوں کے لاکیوں پر بچہ پابندیاں عائد کی ہیں جن کے تحت کالجوں کی لاکیاں زیاد استعمال نہ کر سکیں گی۔

بیوی چھپا غالباً:-

روزِ صلحت خوبیں خروان دا اندہ
اس حکم اتنا ہی کی حقیقی صفتیں تو حکم باری کرنے والے ہی
مجھے ہوں گے۔ پاکستانی حکمرانوں کے ایک بڑے بخش شناس اور
حکوم رازموں کی فنا فی اللہ بعد ادی نے مجھے بتایا کہ اس کی اہل
دیوبند ہے کہ لاکیاں اگر زور پہن کر کلکچ آئیں تو خطرہ ہے زارٹ کے
اخیں ہے کا سکھا کر کہیں ویرانی میں لجا پہنچے اور زور پر جھین یٹھے۔
بات سونی صدی ٹھیک تھی۔ ۲۴ ہم میں نے مزید اطمینان
قلیل حاصل کرنے کے لئے کہا:-

"کی لاکیوں کو جو کا سکھا کر ویرانی میں لجاانا اتنا ہی اسان
ہے۔ اگر واقعی یہ بات ہے تو زور پر کہیں زیادہ قیمتی ایک اور شی
لاکیوں کے پاس ہوتی ہے۔ لیکن اس کی خاطر لٹکے اخیں دیوبند
جن ہیں نے ماں کے لئے کیا ہے؟"

جیرت سے بولے "کیا ہے؟"

مجھے ان کے پوچھنے پر جیرت ہوئی۔ عرض کیا:-
"آپنے بال فالبند ہوتیں ہیں تو سیاہ نشکے ہوں گے۔
کیا عورت کی محنت و لفقت اس کی سب سے قیمتی ہے نہیں یہ
مولانائے زور سے قیچہ لگایا۔

"دعا لئے ملا! تم ابھی تک محنت و لفقت کو کھٹ راگ
ہیں پہنچے ہو۔ بندے خدا کے۔ آج کی دنیں میں سو نا سب کچھ ہے
سو نے سے ڈال رہتے ہیں۔ سو نے سے وزارت کی گزیں میں جاتی ہیں

ستھنے جایا کریں! اتنا کافی تھیں شیئی شدید۔

۶۱ اگست ۱۹۵۵ء۔ تہذیب حاصل کی کوشش سازیاں (الٹالکر)
وہ افسانے جن کا بیداریں تصور بھی ماضی کے تدنیں میں ناممکن تھا
لئے حقیقت بن گئے ہیں جن حقیقوں سے ماضی کا دامن مالا مال تھا
لئے ان کی جیہیت انسانوں سے زیادہ نہیں۔ ملاحظہ ہو غیرہ۔

پریشل (لندن) کی ایک حدالت میں ایک دادھنک
قلد فریاد کرتے ہیں کہ یہ راست آٹھ سالہ بچہ نے مجھے اس بری طرح
پیٹھے کر پڑے ہیں کو دبار پولیس بلائی پڑی۔ اور اب وہ یہ
کٹھوں سے باہر ہے۔ اس نے بعض اوقات مجھے اس قدر بارلے ہے
کہ مجھے ڈاکٹر کے پاس جانا پڑا۔ بچہ پہنچنے پولیس دو مرتبہ مجھے اس
سے بجات دلوائے آئی۔ دادھنک اس اجرے نے حدالت کو بتایا ہے
کہ مجھے چاہتے ہے کہ یہ ہر وقت اس کے سامنے کر کت یافت بال
کچھلے رہیں۔ جب یہ مصلحیں کر تھک جلتے ہیں تو پھر وہ کہیں یہ
شروع کر دیتا ہے۔

سوچتا ہوں۔ اس خونخوار آٹھ سالہ بچے پر حرمت کھلتے
یا بہادر مان باب پر۔ لفڑاہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستم بچہ مان باب
سے پہلے ہی پیدا ہو گیا ہے اور بچا رے مان باب کی ہریں بھی پائی
چہ سال کی ہیں جو اس آسانی سے پٹ لیتے ہیں۔ یا پھر اس بچے
یہی کسی زلب کو گاما یا ہنوان کی روح سرما رت کے ہوتے ہیں عدالت
کو چاہئے کہ اس بچے کو مان باب سیکت، عجائب گھر میں رکھوادے
اوہ بورڈ لکھوادے کرے۔

"ایسا بچہ جو مان باب سے بڑا ہے!"

۶۲ اگست ۱۹۵۵ء۔ گورنر یونیورسٹی کے۔ ایک مشی سے بھی کے
یہ گھبی تھرا دا اس کلکچ کے ایک جلسہ میں اکتشاف فرایا گئی تبلک
سر و سیکھیں کے انتقام میں بعض طلباء نے بتایا ہے کہ پسند
خواہر لال نہروں دوستان کے بہت بڑے ہمایوں میں شہنشاہ
اشوک یک فلمی اداکار تھے۔ اور آنہماںی سردار دیوبندی بھائی ہیں
ایک بہت بڑے شاعر تھے۔ اس کے باوجود آپ دیکھیں گے کہ ان جاہل طعن پہتوں

ہوا ہے۔ اس پر فوٹ کی شکل میں وہ لکھتے ہیں:-

"۱۹۳۷ء کی آخری ششماہی میں بھرپور اخراج کا
ال tactan ہوا تو سید سالار مسعود غازی کی تربت پر بھی
حاضر ہوا۔ جو نکلیں تقریباً پست نہیں۔ استحکام ہائی
کاروں میں لٹکی ہوئی تھی اس کو فوٹوں کو دیکھا
بھی تربت پھیلی۔ تیربے امتحاب پر سری رحم را کیا
تھے اور دیا کر میں بھی کوئی درخواست نہیں اور
آگاہوں۔ میں نے ایک مخفیہ کافر پر درخواست
لکھی کہ آپ اللہ ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ایک
صال کے اندر اندر سب سے نکل سکتا انگریز شعل جائز
سو اڑ پیہر صندوچی میں ڈالا۔ درخواست ناتھی
لٹکا کی اور فوٹ آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مقدومات
سے پھیلی انگریز شکل گی۔..... آہ ہندوستان
ہم نے تیری گود میں کیاں المول گوہر نہیں پھوٹے؟

"اس سے کتنی باتیں معلوم ہوئیں۔ اول تو یہ کہ
مرحوم ادیب اس کے کام صرف سنتے اور دیکھتے ہی کی طاقت نہیں تھے
 بلکہ پڑھنے کی بھی صلاحیت تھے ہیں۔ بھی ہوئی درخواستیں
لینے کا اہتمام شاید سالار رحمۃ اللہ علیہ نے اس لئے کیا جو کلکتیہ کا
مقدمیں اگر ایک ساتھ زبانی درخواستیں اور فرمادیں ہیں کہیں
تو ہبہ شور و شر پچھا کاؤ اور اس ایک درستے میں دعسم ہو کر
دو شوار انہم ہو گائیں گی۔

دوسری بات پہلیوں ہوئی کہ آزادی ہن کے سلسلہ میں کامی

نہ ہو جس لیتھ لہنہ محمد علی اور لیے ہی بے شمار جاہرین جنگ لڑائی
کے ہوتا ہم لئے جاتے ہیں وہ حصہ پر بناتے تھکتے ہیں۔ آزادی کا کامی
کریمیت اور سہراستہ سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔
قیصر اور ازیز محلہ کا العذاب ہے اور حکومت کے کئی روپے باہر خرچ
ہوتے ہیں۔ اس لئے ضروری بھاجا گیا کہ تیروں پر پاہندی لگائی
جائے۔ تو ہے باش نسبیہ باسری!

چوتھا قصہ ہے جل ہوا کہ جو نکلیو جئے والے اپنی بہت سی
دعاوں کی مقولیت کے باسے میں قسم کھاکھال کئے ہیں کہ الحسن
(والی) بر صفحہ فی

سوئے سے دل دل نجف اور روح دھرمی خریدے جاتے ہیں۔ اور
حصہ دیافت! وہ تو ایک مختلف کار بات ہے۔ سوئے کی ایک
چیز انکہ بھر کی طلبی ہے: میں سے ہے کہ تو میں کھصتیں پریکریں
سے ہے بنیں دھڑڑ دھڑڑی سی آئی۔ سب شک مولنا کا
ارشاد عصر حاضر کی بھی جانی ترجیحی تھا۔ میں یہ ترجیحی تکمیلہ
اور عیاں انداز میں انخور ہنس کی بھی اعراض کیا۔

"آپ کافر زان ابریق بالیکن کیا کامیں پڑھنے والی تسام
لے کر یوں کارا دیدہ نظر بھی ایسا تھا ہے۔ کیا وہ بھی نکل دنے کی اسی بلند
دارفع سطح پہنچی ہوئی ہیں؟"

لوٹے۔ اس باریک بخت میں بون ہوتے۔ جم تو میں تنا
جانہتے ہیں کہ دو ماں لڑائے اور اس عوشن کا یکیں کیلئے کے نئے کالج
کے طریکوں کو دریافت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ کام کلکتیہ کے اس
یہ اور ٹھانہ میں اٹھے کے ہو ٹاہوں میں، بلکہ دیس پار کوں میں
بہ آسانی انجام دیا جاتا ہے۔ یہ کام فی الحقیقت یک طرز نہیں
ہے۔ بلکہ اس میں تینیں یعنی طریکاً لڑکی دنوں کی ضرورت، خدا ہش
کار قراہوئی ہے۔ مناسب موقعے اور کافی مسائیں ہتھیار کرنے میں
جتنی کوشش لٹکے گرتے ہیں اتنی ہی لڑکیاں بھی کرتی ہیں۔ اور کالج
کی تعلیمے چونکہ انہیں موجودہ دنیا کے تقاضے اور نیشیں دفنراہ اچھی
طرح بھاجاتی ہیں۔ اس لئے اگر مقابلہ رہے تو دریافت کا ہم تو رہو دوئے
فیصلہ یہ زیور کے حق ہیں، وہ نکل دیتی ہیں۔ ان کی ولیں یہ ہے کہ
حصہ دیتے کام جاہر ہیں غلط ہے جس طرح کسی بنتنے اپنے گال
دینے والے کے ہاتھ میں کہا تھا کہ کوئی بات نہیں، بکھر دیا ہی تو ہے
نیا تو نہیں!"

پس لڑکیوں کا زیر پریپن کر کالج آنا کو یا طریکوں کو جوہری اور
ڈیتی پر اکٹا ہے۔ اور جو کچھ چوروں کو کوچ کی باختہ کئے کاڑہ نہیں
ہوتا اور جیسی سمجھیں انہیں حکومت کے کئی روپے باہر خرچ
ہوتے ہیں۔ اس لئے ضروری بھاجا گیا کہ تیروں پر پاہندی لگائی
جائے۔ تو ہے باش نسبیہ باسری!

۱۰۔ اگست ۱۹۵۵ء۔ پردیسیر محمد طیع الرحمن صاحب شہید
اردو پرنٹ یونیورسٹی کا ایک مخصوص سید سالار مسعود غازی شائع

اموال ہیکر

تمہارا بیوں نیک اسے اتنا پسند کیا کہ تمہارے لیے بادشاہت تجویز فرمادی ہے۔ تم کچھ دلوں میں بادشاہ بن جاؤ گے۔ اس وقت تپر لازم ہے کہ اپنی معادی کی بھترین نگہداشت کرنا اور اسی طرح تم دکوم سے کام لینا، بمردوی و حرم دینا اور آخرت دو لون کے لیے مردہ صفت ہے۔

صادق و مصدق کی بشارت نے کچھ ہی دلوں پر ملی جانہ پہنچا۔ شدہ افسوس ندان کی لڑکی سے بیکٹیں کی خادی ہوئی اور است بخت شہزادی پیڑا۔ است بخت تمام زندگی اس کے تقدیر ہیں رہا اور اس کے ایک بیٹا ہوا اس کا نام اس نے سردار کو شیخ علی اللہ علیہ وسلم کے نام پر "حمسود" رکھا۔

صاف گوئی

قیصلہ کنان کی بہادر غافلیں دار میر اب جانباز خود توں میں سے تمی جنہوں نے حضرت علیؑ اور معاذ علیؑ کی جنگ میں حضرت علیؑ کا ساتھ دیا تھا۔

فع کے بعد امیر معاذ علیؑ ایک بار مج کرنے نکلے مuttle آئے اور انہوں نے وزیر کے ہاتھ سے میں موگوں سے پوچھا۔ بتایا گیا کہ ایک دہ بیہن آئی ہوئی ہے۔ امیر معاذ علیؑ مصلحتی آدمی دیکھ کر سے ملا ہے۔ وہ آئی تو انہوں نے پوچھا۔

تمہیں خبر ہے کہ میں نے تمہیں کہوں ملایا؟ اس سے کبھی سمجھے کیا علوم غریب کا حال مولے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔

امیر مس دیکھے کہا "میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم

رحمت درافت

تقریباً ایک صدی لگری بیکٹیں ایک غریب شکاری کی جیشیت سے گھوڑے پر سوار ہیچکل کی سمت جا رہا تھا۔ اس وقت وہ بادشاہ نہیں تھا بلکہ پہنچ تپیلا کا معمولی سردار تھا اور اس درجہ غریب تھا کہ اس گھوڑے کے سوا چیزوں والے سوقت صورت تھا۔ اس کی کوئی جاگہ نہ تھی، اس کے وقت کا زیادہ حصہ شکاری ہیں گذرتا۔

ایک روز اس کو ایک ہر فی اور اس کا چھوٹا سا بچہ متظر آیا، اس نے گھوڑا اور ڈایا اور ذرا سی دری میں ہر فی کے پیچے کو نہ رہ گرفتار کر کے گھوٹے پر لٹکایا اور شہر کی طرف واپس لوٹا۔ قدا ہی فاصلہ طے کیا تھا لہر مکروہ دیکھتا ہے ہر فی پیچے سمجھے پلی آئی ہی، اس کی آنکھیں انداز التجاہیں ٹھوڑے کی طرف الٹی ہو رہی ہیں اور اپنے پچ کی ماہماں میں جان کے خوف سے لاپرواہ کشان کشان ہیں ارہی ہیں، بہادر شکاری سے آج تک نہ جانے کتنے جانوروں کو موت کا شکار بنتا ہو گا۔ یہکی اس طریقہ کا جائزہ اس کے سینے میں پیدا نہ ہوا تھا جیسا اس وقت ہر فی کی حالت دیکھر ہوا۔ اس سے بچے کے پاؤں کھوڑ دیا۔ ہر فی نے اپنے پیچ کو کو ازار دیکھر سینت سے لکھا اور خوش خوش است ساتھ یہ چھکل کی طرف چل دی۔

بیکٹیں اپنے گھر پہنچا۔ ہمی رات اس سے خواسہ دیکھی کہ سردار کو تین رختہ العالیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، اور اس شاد فری راستے پری کے بیکٹیں! اُن تمہیں غریب ہر فی پر جو حرم کیا۔ یہ اس سے تمہارا خلاف میں بہت خوش ہوا اور

بیان کر اگر تیری کوئی حاجت ہو تو میں پوری کروں ۔
دارمیہ بولی ”کیا واقعی آپ میری حاجت پوری کر سکتے ہیں
ماں خود کروں گا۔“

دارمیہ نے کہا ”تو مجھے سرخ رنگ کی سوادنیاں پالیں
اوہ ان کے ساتھ پالنکے اور جملے داسے کبھی ہوں ۔
امیر معاویہ فرمائے ۔“ اگر میں تمہاری پالنگ پوری
کروں تو کیا تمہارے دل میں علی کے سامنے میری مدد ہو جائے ۔
دارمیہ نے بھرتہ جواب دیا ”وتا ملکن ہے میں حضرت
علی کے بیان اپس سے ہرگز محبت نہیں کر سکتی۔ داں بھی ہوت
آپ کی میرے دلیں ہو سکتی ہے ۔
امیر معاویہ کو صاف جواب گواں گز دیکھنے والوں نے
تم کیا اور چند شریعے میں جملکا مطلب یہ تھا ۔

”اگر میں آج تیرے ساتھ بردباری اور تم سے
پیش نہ کوں تو میرے بعد کون ہو گا جس سے
عقل دبرد ماہی کی قوت ہو سکتی ہے۔“ میر مجھے
پیار کہو۔ اور اس شخص کو یاد رکھو جس نے
وہ منہوں سے جنگ کے ہدایوں میں اور فری
کا برتاؤ دیکھا۔

یہ اشعار پر حکمراں امیر معاویہ نے فرمایا اگر ایسا ہی واقعہ
تمہیں علی کے ساتھ پیش آتا تو سچ کہنا کیا دہ کبھی ایسا ہی فیضی کا
برتا کر سے اور خخت و تلغیت کا توں کے جواب میں اسی طرح فری
اور درگذد سے پیش آتے۔

دارمیہ نے کہا ”جباں تک خاتمی کا تسلق ہے میں یقین
وکھنی ہوں کہ وہ بیت دلال میں سے جسیں قائم مسلمانوں کا مشترک
حق ہے۔ اور حق تو کیا تھی کامپیٹر سی دینا گو اور وہ ذکر ہے۔ ماں زمی کی
بات یہ ہے کہ خدا ہماستا ہے وہ آپ سے زیادہ انصاف پسند
کرنے والے اور حق کی ماتیں سن کر تسلیم فرم کرنے والے
ہے۔“

حضرت امیر معاویہ اس صاف جواب ہاتھوں کو سکھ
ستانے میں آئے اور جلد سے میل سوادنیاں حسب وحدہ رنج
دارمیہ کو خصت کیا۔

صلی کا ساتھ کس نے دیا؟
دارمیہ بولی ”اگر مکن ہو تو اپنے اس سوال سے
معاف رکھیں۔“
معاذیہ نے کہا ”ہرگز نہیں۔ میں صدر تم سے اس سوال کا
جواب لوں گا۔“

دارمیہ نے کہا ”تو میں نے حضرت علی کا ساتھ اسلیئے
دیا کہ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ نہایت مہربانی، دسم انصاف
کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ کسی کی حق تکنی نہیں کرتے تھے
وہ خوبی اور ملکیت کے ساتھ نہایت محبت اور ہمدردی کا برتاؤ
کرتے تھے۔ اور دینداروں کی عزت کرتے تھے۔ رہی یہ بات
کہ میں آپ کی بیوی عداوت رکھتی تھی تو میں جو آپ ایک ایسے
شخص سے آمادہ ہو جنگ ہوئے جو آپ سے اچھا تھا اور اپنے
وہ حق مانگا جس کے حق دار تھے۔ آپ نے عمر زیادی کی بیاناد
ڈالی اور خفثہ دشمن کی آگ بھڑکائی۔ اپنے اپنی نعمانی خواہشات
کی پیروی کی اور خدا کے حکم سے منہ پھیر لیا۔ یہ کیونکہ مسکن تھا
کہ جو لوگ حق انصاف کو پسند کرتے تھے وہ اپنی عکوہت سے
خوش رہیں اور حضرت علی کا ساتھ نہ رہی۔“

حدادیہ کی یہ بے لاک با تیں امیر معاویہ نے صبر و ضبط
کے ساتھ سنتیں پھر پھر جھاڑا۔ اسے تیک بخت اور نے علی کو
دیکھا بھی ہے؟“

دارمیہ نے کہا ”کیوں نہیں دیکھا۔
معاذیہ نے پوچھا ”تم نے اپنیں کیسا پایا؟“
دارمیہ نے جو حقیقی سے کہا۔ ”میں اپنے کی طرح حکومت
اندوں کے نشرتے دیلوں اور نہیں بتا دیا تھا۔ وہ حاکم ہو کر پانچ
فرانچس سے فاٹل نہیں ہوئے۔ انہوں نے ہر ہاں میں خلاکو
پار رکھا اور عدل انصاف کی راہ سے ذرا نہیں ہٹئے۔“

معاذیہ نے پوچھا ”تو نے کبھی علی کی تقریبی سنبھالی ہے؟“
دارمیہ بولی ”سے شک سنبھالی ہے۔ ان کا کلام دونوں کی سماں
ہم طیح دو رکھتا تھا بیسے دو غنی (تینوں برتوں کا) زنگ دو
کرتا ہے۔“
امیر معاویہ نے کہا ”سبے شک تو میں کہتی ہے۔“

سخاوت

وہ شخص یہ سب سے کوچلا۔ جب قیس بن سعد جاتھ تو ایک سنبھلے اس شخص کے آئے معاشر فیاض و غیرہ دینے کا واقعہ بیان کیا۔ وہ بہت خوش ہوا اور بطور اپہار خوشودی پاندھی کو ایسی وقت آزاد کر دیا۔ باندھی کو بہت افسوس ہو کر جس سے کیوں سبب یات کہہ دی اگر نہ کہی تو آزاد رہ ہوتی، آزاد ہونے سے کہیں بہتر قیس میتے صاحب بود و سخا کی لیزرا مناسبے۔

اب تیر شخص عراحتہ کا طفرہ اور عراحتہ کی طرف چاہا ہے۔ اس نے دیکھا عراحتہ ایسی گھر سے لٹلا ہے اور مسجد کی طرف چاہا ہے آزاد ہیج کہا۔

اسے عراحتہ! میں مسافر ہوں اور ذاکر کوئی نہیں مجھے لوٹ لیا ہے۔

عراحتہ کے چہرے سے یہ سکرنا دامت ویر لیٹھانی ظاہر ہوئی۔ اس نے اپنا داہنہ ہاتھ مائیں ہاتھ پر ماد کر کیا۔ "امس خدا کی قسم اونچیجی سے شام تک ہیرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ لوگوں نے ہیرے پاس کچھ نہیں چھوڑا۔"

عراحتہ کے دو فلاں بھی اس کے ساتھ ہوں اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا "بس یہ دو فلاں میں شخص بجاوہ؟"

ہم شخص نے کہا۔ "خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا میں اتنا ظالم رہنؤں کا کہ آپ سے آپ کے آخری فلاں بھی سے لوں۔" عراحتہ نے کہا۔ "اچھا ہی ہے کہ تم سیلو درد خدا کی راہ میں آزاد ہیں۔ ہا ہے تم سیکر اپنے پاس رکھو یا آزاد کر دو۔" ہم شخص نے موجود اور لوں غلاموں کو لیا اور پلاں آیا۔ حب تینوں شخص ایک مگر مجمع ہوئے اور اپنا اپنا فقہر سنا یا تو بحث دشودے کے بعد عراحتہ کے حق میں فیصلہ رہا کہ اٹھادے۔ باندھی نے کہا تمہاری جو خروجی تو اس میں چار بڑے اسرفیں اس کوئی قیمتی چادری نہیں۔ یہ سب لیکر چلا آیا۔

اس کے بعد قیس بن سعد کا طفرہ اور قیس کے گھر پہنچا۔ پہلا کو قیس سورہ ہا۔ اس نے قیس کی باندھی سے کہا کہ قیس کو اٹھادے۔ باندھی نے کہا تمہاری جو خروجی تو اس میں چار بڑے اس شخص نے جواب دیا۔ میں مسافر ہوں اور ذاکر کوئی نہیں مجھے لوٹ لیا ہے۔

"تمن شخص اپس میں بحث کر رہے تھے کہ جاے زمانہ میں سبکے زیادہ کمی کاں ہے۔ ایک شخص بولا۔ ہبہ اتنی جن جضر سے ہر طکر اس وقت کوئی سمجھنی نہیں اور سر لولا۔ سب سے ٹھاکری قیس بن سعد ہے۔ تمیرے نے کہا۔ ہرگز نہیں سب سے ٹھاکری آجبل عراحتہ دسی سپہ۔"

یونہی جھٹ ہوئی رہی اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ ایک ماصب دہان اور موجود نئے انکوں نے کہا بھائیو فضول بڑے ہو پہنچ عورت ہبہ کمیں سے ٹھرھن جس کو سب سے زیادہ کمی بھیتے اس کے پاس جائے اور دست سوال انداز کرے پھر کون کیا لیکر تو نہیں اسی سے فیصلہ ہو سکیا کہ کس کی سخاوت بڑی کمی ہے۔

بات متعقول تھی تینوں نے منتظر کر لی اور ایک شخص جیدالثربن جنفر کے پاس بیٹھا۔ وہ اس وقت کیس جائے کو تیلچتے۔ ان کا ایک پاؤں اونٹھنی کی رکاب میں تھا۔ اس شخص سے اسی حالت میں کہا کہ اسی میں ایک صیبیت درد مسافر ہوں مجھے ذاکر کوئی نہیں تھا۔

جنفر نے یہ سنا تو پاؤں رکاب سے لکھا لیا اور کہا اسی اونٹ پر سوار ہو جا اور جو کچھ خوبی میں ہے صب بیٹو۔

اس شخص نے اونٹی میں اونٹری جی دیکھی تو اس میں چار بڑے اسرفیں اس کوئی قیمتی چادری نہیں۔ یہ سب لیکر چلا آیا۔

اس کے بعد قیس بن سعد کا طفرہ اور قیس کے گھر پہنچا۔ پہلا کو قیس سورہ ہا۔ اس نے قیس کی باندھی سے کہا کہ قیس کو اٹھادے۔ باندھی نے کہا تمہاری جو خروجی تو اس میں چار بڑے اس شخص نے جواب دیا۔ میں مسافر ہوں اور ذاکر کوئی نہیں مجھے لوٹ لیا ہے۔

باندھی نے کہا اخیں جگانے کی ضرورت نہیں۔

تحمیلی تو اس میں سات معاشر فیاض ہیں اور قیس کے گھر میں آج اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔ یہ بیلو اور رادنؤں کے گھے میں کوچھ ساچا ہوا دنٹ پسند کر لے اور ایک اونٹ سے لو۔

جہماں نوازی

دیوبن ہدایتک کے دریہ جمناج بن پو سف کے غلامانہ کا رتائے تاریخ کیجی فرموش نہ کرے گی۔ ایک ترتیب

”سیلیمان لاذم ہے نے زید بن مہلب کو بھیریاں پہنچا کر ایک قیدی اور فریسم کی حشیت میں ہمارے پاس فراؤ بیجودہ تسلیمان سے یہ تیھلکن جواب دیکھا تو بہت رنجید ہوا۔ تمہیں نہ کرنے کی حوصلت میں تھیا ہی دبر بادی سبقتی تھی، اور تمیل کرے تو ہمان کی جان خطرے میں پڑتی تھی خوب و فکر کے بعد اس نے نے زید بن مہلب کے ساتھ اپنے جو اس سال بیٹے ایوب کو بھی بلا یا اور دلوں کو بھیریا کرنا کر دو خپروں پر سوار کر کے ولید کی طرف روانہ کر دیا اور لکھا کہ:-

”یا امیر المؤمنین! میں آپ کی خدمت میں نے زید بن مہلب کے ساتھ آپ کے بھتیجے الوب کو بھی روانہ کرتا ہوں اگر آپ نے زید بن مہلب کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ کو قسم ہے وحدہ لا شریک کی کیلئے الوب کو قتل کریں۔ پھر نے زید بن مہلب کو۔ اور اگر آپ کی مرضی ہو تو میں بھی حاضر ہوں۔“

الوب اور زید دلوں ولید کے ساتھ پڑپنے تو ولید نے اپنے بھتیجے الوب کو اس حالت میں دیکھ کر سر جھکالایا اور ہبایت شرمندگی سے کہنے لگا۔

”میں سے الوب کے باپ کے ساتھ ہر ایکا جو یہ فوہبت پہنچی۔“

اب زید بن مہلب نے اپنے بخطا ہونشیکے بارے میں ولید سے کچھ عرض کرنا چاہا تو ولید نے کہا کہ اپنام سے کچھ کہنسنے کی ضرورت نہیں، ابھم نے تمہاں اعذر قبول کیا اور جماح کا قلم علوم ہوا۔

اسی وقت فوہار کو بلوکرداری میں دلوں کی بھیریاں کٹھا دیں اور الوب کو تیس ہزار روپم اور ولید کو سیسی ہزار روپم دیکھ سیلیمان کے پاس واپس نوٹا دیا۔ اور عجیب کو خبر دار اب تم زید بن مہلب کے بارے میں مجھے کچھ نہ لکھنا میں اسے ہرگز گرفتار نہ کروں گا۔

زید بن مہلب تمام فریسم سے کے پاس رہا اور سیلیمان بھی تمام فریسم کی وجہ کی وجہی کا حق ادا کرتا رہا۔

اس نے ایک شخص نے زید ابن مہلب صفرہ کو گرفتار کرایا اور طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور سالانہ والاسا بچھیں یا۔ پھر اسی پریس نہ کی بلکہ قیدی میں ڈال دیا۔

نے زید بن مہلب پر خوش گفتار اور بہت سی خوبیوں کا مالک تھا۔ قید خانہ کے داروں فہ کو اس کی مظلومیت پر تو اس آگی اور اس نے اسے رہا کر دیا اور خود بھی فرار ہو گیا اور زید ابن مہلب بھاگ کر بادشاہ ولید بن عبد الملک کے بھائی سیلیمان کے پاس ملک شام پہنچا۔ سیلیمان نے اسکی کافی فاطری اور اپنے پاس رکھ لیا۔ جب چماج کو پڑتے چلا کر اس کا قیدی بھاگ کر سیلیمان کے پاس پہنچا ہے تو اس نے بادشاہ کو لکھا کر نے زید بن مہلب ایک بھگوڑا قیدی ہے جسے حضور کے بھائی سیلیمان کے یہاں پناہ لی ہے۔ اب نے زید ابن مہلب دین ولیسا کی جائے۔

ولید بن عبد الملک نے سیلیمان کو لکھا کر تمہارے قیدی نے زید بن مہلب کو واپس عبور دی۔ سیلیمان نے یہ حکم نہ کرنا تو یہ حاشت کے باد جو دکہ بادشاہ کے حکم کی خلاف درستی کرنا ہوتا اور برا بادی کو دعوت دینا ہے۔

”بادشاہ میں لکھا کر۔“

اے امیر المؤمنین! میں نے زید بن مہلب کو صرف اس سے اپنی پناہ دی ہے کہ وہ خود۔ اس کے ماں باپ اور بھائی ہیں وغیرہ سب ہمارے قدحہ تک خوار ہیں۔ اور میں نے امیر المؤمنین کے دشمن کو پناہ نہیں دی ہے۔ جماح نے اسے گرفتار کر کے بہت تکلیفیں دیں اور جاری لائکوڈر تھم سے قصہ وہ اس پر جرم ادا کیے اور تین لاکھ اور مالکیت ہے پھر نکلا اس کی سزا اور جرم ادا کے پیچے سے اسے ظلم کے کوئی معقول دھرم نہیں اس سے دھرم نہیں رہے پاس بھاگ آیا اور امیری پناہی اب میں اس کو پناہ دے چکا ہوں اور اس کی طرف سے مظلوموں تین لاکھ درجہ ادا کرنے کو تیار ہوں۔ پھر بھی انگر امیر المؤمنین مجھے میرے ہمان کے آگے ذمیں و مشرمندہ کرنا چاہا میں تو کر سکتے ہیں۔

ولید کے پاس پتھر بھیجی تو اس نے لکھا کر:-

علم یاد ولت

بھی امیریہ کے ٹوپیں رجیعتہ الرسلے ایک شے مام
و علامہ گزے ہیں، ان کے والد کا نام فردخ تھا، فوج
میں ادب پنجہ ہندے ہے پر ممتاز تھے۔ رجیعتہ الرسلے ایسی بانی
کے پیڑت ہی ہیں لئے ک خلیفہ وقت میں ایک براشکر
فتح کرنے کو روانہ کیا۔ اس شکر کے افسر فوج مقرر ہوئے
جب یہ خراسان جائے لگے تو تیس چڑا امیر قیان یوی
کو دین کی تعین حفاظت سے رکھنا۔

یہ چلے گئے تو رجیعتہ الرسلے پیدا ہوئے۔ اُنی والدہ
اپنے شوہر کا انتظام کرنی رہیں کہ وہ اُنگرائی میٹے کو دیں یعنی
گمرا اتفاق سے خراسان کی لڑائی نے طول ٹھیکنا۔ اس لئے
وہ نہ آسکے۔ ان کی یوی نہایت مددگی سے رجیعتہ الرسلے
کی پروارش کرتی رہیں۔ جب یہ ذرا بڑتے ہوئے تو مال
پر ٹھیک ہے بخایا۔ ان کی دلی ارز و خلی کی میرا بیٹا خوب پڑھ کر کوئی
وقاضی ہے۔ چنانچہ علم کے مسلم میں انہوں نے شوہر کی
اشرافیں خوش کرنی شروع کر دیں۔ رجیعتہ الرسلے بہت
ذہین اور سعادت مند تھے۔ بہت جلد علم حاصل کر کے
مشہور عالم بن گئے۔ ان کا مکان مدینہ میں تھا اور وہیں
مسجد نبوی میں انہوں نے درس و دینا شروع کردا۔ کچھ ہی
دوں میں ان کے علم و فضل کا شہرہ دور و در پھیل گیا اور
تیرے تیرے علماء جیسے حضرت امام مالک اور خواجہ حسن
بصیری دیغیرہ ان کے درس میں شامل ہو سن گے۔

ماں اپنے بیٹے کو دیکھو دیکھو کر خوشی سے پھولی دی ساتی
تھیں۔ انہیں ذرا بھی افسوس نہ تھا کہ شوہر کی دلی ہوتی اشرافیں
سب کی سب نذر علم ہو چکی ہیں۔

پڑے کرتا تھا میں سال بعد فوج کو لڑائی سے والپی
کا ہوتا ملا، گھوڑے پر سوار ہاتھ میں تیزہ میں مددیت میں اپنے
گھر پہنچی۔ دروازہ بند تھا۔ تیزہ کی اتنی سے دروازہ ٹھکانہ
حضرت رجیعتہ الرسلے کی گھر تھی میں تھے۔ دروازہ ٹھکانہ کر بابر
آئے، باپ کیوں نکر اپنے نادیدہ بیٹے کو پہنچانا۔ کہ کچھ سے نیز

بدلتکلف مکان میں ٹھیٹے لگے کہ خود اپنیں کا مکان تھا جو اس
رجیعتے جب دیکھا کہ ایک اجنبی شخص بے خابا مکان ہیں گما
چلا اکا سبھے تو ہبہت ٹھیٹے سے لوئے۔

۱۰۔ خدا کے دشیں ہیرے گھر میں یہ را کیا کام ہے؟
فروج نے کچھ تھی جواب دیا جس سے بات بڑھ گئی۔
اُس پاس کے لوگ جمع ہو گئے۔ امام مالک بھی آگئے۔ انہوں
نے فوج کو سمجھایا کہ ٹھے میاں اگر اپ کو فیرنا ہے
تو وہ میرا مکان موجود ہے اس میں تھیر جائیے۔

”فروج نے کہا کہ جناب والا میر امام فوج سے اور
گھر جس میں داخل ہو رہا ہوں میرا ہی سبھے۔“

رجیعتہ الرسلے کی والدہ دروازہ ہتھی کے پاس گھری سب
کچھ من بھی تھیں۔ انہوں نے جب بیٹا تو چلا کر کہا اسے یہ تو
رجیعتہ کے باپ ہیں!۔

جب یہ عقدہ کھلا تو باپ بیٹے مغلبل کر کوپ روئے اور
گھر کے اندر گئے۔ موقع پا کر فوج نے یوی سے محبت بھی
انداز میں بچا۔ ”یہ میرا ہی بیٹا ہے۔“

یوی نے کہا ”بے شک اپ ہی کا!۔“ تھوڑا سا
وقت گزرنے کے بعد فوج کو اپنی دلی ہوتی اشرافیوں کا فیال
ایسا تو یوی سے بچا کر دہ کہاں ہیں؟
یوی نے کہا ”میرا ہی نہیں وہ نہایت حفاظت
سے ہیں۔“

اس دو ماں میں حضرت رجیعتہ الرسلے مسجد میں درس
سینے پڑے تھے۔ کچھ در بعد فوج بھی تاریخ پھی پھر پہنچے
کیا۔ سیکھتے ہیں ایک شخص پیچ میں بیٹھا ہے اور اس کے اوپر گرد
آدمیوں کا گوم ہے۔ رجیعتہ الرسلے اس وقت سر جھکائے
ہوئے تھے اور ایک اپنی ٹوپی سرو تھی۔ فوج بھیجا ہو
سکے کہ میرا ہی بیٹا ہے۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ کون ہو رہا
ہیں؟ جواب ملا ”اما رجیعتہ الرسلے ہیں۔“

فوج بھیجس کو ہبہت خوش ہوئے اور اس پر اختیار کہا
لئے فوج رجیعتہ الرسلے کی گھر تھی میں تھے۔ دروازہ ٹھکانہ کر بابر
یئے کا مرتبہ ملن دیکھا۔

سالار افغان رسول اللہ علیہ السلام کی دشمنی میں کوئی کسرہ اتنا رکھی تھی۔ وہ تھے جنہوں نے آپ کو بھوکا پیرا سامارہ انا چاہا تھا جنہوں نے چاہا تھا کہ آپ کا اور آپ کے آسمانی فیضام کا نام و نشان مٹا دیں۔ جن کی دشمنی علی الامان ان تھیں جن کی اپنے اس نام کی دلیل کی عملکاری تھیں جن کے ظلم و جیسے محمد کو شہزاد کی پہاڑوں اور دریا اوف میں زندگی لگانے پر تھیں وہی لوگ تھے جنہیں اگر انہیں موقع مل جاتا تو فروز اور ان کے تمام ساتھیوں کو تواروں کی بازار ہر یہ لکھر جو گئے گلے کر دال تھے آج موقع تھا کہ اسلامی فصیل ان کے سرخ دو کو چکلاتیں ان کے احوال و اسباب کو مال غیبت بنائیں۔ اپنی ذلیل و ہموار کرنیں اور آخر کار رہوت کے گھاٹ اتار دیتیں۔ یہی طریقہ ہے جو فتح تھیں مذہبی اختیار کی ہے اور اس جمیلی ہی مقبول قائم ہے۔ لیکن حدتے ہائی اس سراپا عفو و کرم، حقیقت ملزم کے جس نے ایک عظیم الشان مثالی اسوہ دینی کے ساتھ پیش کیا۔ اس نے دشمنوں سے پوچھا:-

”بُولُوكَهَا سَأَتَهُ كِيْمَعَاذَلَ كِيْيَا هَاسَنَهُ؟“
”دُخْنُ لَوْلَهُ؟“ وہی جس کی آپ جیسے شریف امام سے ترقی کیا تھی تھے:-
آپ نے فرمایا۔

”جَاؤْ! أَتُمْ سَبْ آزَادْ بُولَهُ؟“
اور دینی سے دیکھا کہ سرزین ملکہ جدل، انعام اور جمد نوازش کا گہوارہ بن گئی۔

عزم حکم

احمد شاگرد قلعہ کے اردو گروہ کو سزا دہ مراد کی فوجیں تھیں۔ قلعہ کا رکھوا لا جھوٹ خاں قلعہ چھوڑ کر بھاگ چکا تھا۔ اور اب صرف چاند غافل گئی جس نے باہر ہوت ہونے کے ارادہ کر لیا تھا کہ اپنی آبائی حکومت پاکستان کے لئے جان کی بازی کا اداگی۔ باہر ہزاردہ مراد کی بے شمار فوج خوفناک اور چیلکی پتھریوں سے مسلسل آن کی آن میں قدر پر قیصر کرنے کا ارادہ کر رہی تھی اور اندر ایک کمزور ہورت

نمایا پڑھکم سرو روشناد اس گھر آئے اور بیوی تے دا تھ بیان کی۔ تب بیوی نے کہا۔

”آپ بتائیجیے اس پتی بیٹی کی ہے علی شان آپ کو بسندہتے یا تھیں ہزار اشرفیاں؟“

”فرغ ہوئے“ والشہزاد شان زیادہ پسند کرتا ہوں۔
تعلیم و تربیت پر صرف کمرٹی ہوں۔

فرغ ہے کہا ”خدا کی قسم ہاتھ نے وہ مال ہنسائیں کیا۔“

شان کرم

رسویں کے ستائے ہوئے مسلمانوں کو آخری کار جب مسکتے ہیں فاتح اور اخلاق کا موقع ملا تو وہ وقت تھا کہ اگر مسلمان دنیا کی تمام قاعی اور اجنبی طبقہ فتح کے نہیں پیدا ہوتے تو ملک کی ملکیوں میں خون کی ندیاں ہو جاتیں درد دیوار سے فوٹھ دفتر یاد کی آزادیں المیں۔ انتقام کے شطشوں میں مغلوب اہل سکر کے سرو مسامان اور اہل دین میں پادار تھی تظریں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ حشم فلک نے ہرگز ملکوں کی بجا ایک ایسا منتظر دیکھا تو ماضی اور مستقبل کی تمام تاریخ میں احسن تھا اور الاتھا۔ ہمیشوروں کو مردانہ شان سے سمجھتے۔ غزوہ تکمیلت سے بالکل حصانی شریفوں کی طرح تظریں جعلکائے، فتنہ و شر کے تاپاک را وہوں سے پاک اللہ کے نیک بندے ملک میں سکوت و سکون کے ساتھ، اصل ہوئے۔ کہیں سے آواز آئی:-

الْيَوْمُ يُومُ الْمُلْعَنَةِ آج کا دن محسان کا دن ہے۔ اس سے ہو ایں مسالا یہ مٹھنیں رسول مقبول صَلَّى اللّٰہُ عَلٰیْہِ سَلَّمَ نے فرمایا۔
نہیں یوں کہو۔

الْيَوْمُ يُومُ الْوَحْمَةِ آج کا دن رحمت کا دن ہے! اور بیٹک یہ دن رحمت ہی کا دن تھا۔ حضور نے ملک کے سرداروں کو بلایا۔ یہ لوگ وہ تھے جنہوں نے

لے بھر کر قلعہ میں گھس جائے کہ تو چاند خاتون کی بولی
اور کامیاب مدد گفتلوں نے نامکن بنا جاتا تھا تو یہ بھی کہ قلعہ کے
بڑی تک پانچ مرگیں بخودی ہائیں اور ان میں بارہ دہم بر کر
الراویا ہائے۔ اس تجھیز کو نہایت تیزی سے عملی ہامہ
پہنایا گیا۔

چاند خاتون کو اس کی خبر اس وقت پہنچی جب تجویز پر
کم و شش عمل ہو چکا۔ یہ ایسی خوفناک تجربی کہ مردوں کی بھی بہت
توڑ دینے کے لئے کافی تھی۔ لیکن شیردل خاتون ہر اس انہوں نے
اور فدا پکو لوگوں کو حکم دیا کہ جس قدر جلد میکن ہو سرگوں میں سے
بادوں کال کرائیں پاٹ دیا جائے۔

شہزادہ مراد کی خواہ مشتمی کی جس طرح سے بھی ہو
اس قلعہ کی تجربے اور صرف میرے نام لکھی جائے۔ چنانچہ
خان غانم کے بغیر ہی تمام امراء اور اقوام کو لیکر وہ قلعہ کے
درخ پر مستعد ہکھڑا ہو گیں اور سرگوں کو الگ دکھانے کا حکم دیا۔
اس وقت تک چاند خاتون کے کارندے دوسرا ٹکوٹ پاٹ
چکے تھے اور تیسری کھو در ہے تھے۔ الگ دکھلانے سے
ہاتھی ماندہ سرگوں پیش اور اس دو شور سے پیش کردہ حملوں
سے زمین دھماں کا ناپ اٹھے۔ حل دہل گئے۔ یکجھ کا اپ
اٹھے۔ شیخوں قلعہ کی تقریباً پیاس گز دیوار حرم سے زمین پر
آ رہی۔ قلعہ والوں کے لئے یہ وقت بڑا ناٹک اور نہست آزمات
وہ تی ہوتی دیوار کے بال مقابلہ شہزادہ مراد اپنے خود را پہنچوں
اوپر والوں کے ساتھ پیش قدمی کو تیار کھڑا تھا۔ اہل قلعہ میں
بڑھا کی پیلی گئی۔ سپاہیوں نے دل چھوڑ دیئے۔ سردار
یہاں کھڑے ہوئے۔

لیکن چاند خاتون کے عزم حکم نے اس وقت بھی شکست
نہیں باتی۔ وہ ایک غلبناک شیری کی طرح گھوڑے پر سوار۔ اسلو
لگانے تکوار سنبھالے سراپا دہے سے باہر لکل اتی۔ شہزادہ مراد
وہ فکر میں تھا کہ یا تی دو سرگوں بھی بچھت جائیں تو جذب کرے۔ مگر
ہاتھی دو اس کہاں تھیں۔ چاند خاتون نے اس کے لاماحاں انتظار
سے پہنچا۔ اس نامہ اعفاستہ ہوئے۔ بر قی سرعت کے ساتھ
تیسیوں توپیں لوٹی ہوئی دیوار کے شکافوں میں کھڑی کر دیں۔

چاند خاتون ان فوجوں کا منہج پیر دینے کا عزم حکم کرتے ہوئے
تھی۔ اس کے سینے میں وہ تو ریعنی تھا کہ اسلام ہی کیسا تھے
محضوں ہے۔ اس نے اپنی سوانحیت کو نظر انداز کرتے
ہوئے پوری مردانگی اور سیاست و حکومت کیسا تھے بعض
وقایف امراء کو قلعہ سے کالا باہر کی تھا اور بعض کو جو لاڑکان
اپنے ساتھ ملا لایا تھا۔ قطب شاہ (گولکنڈہ) اور عادل شاہ
(بیجا پور) سے امداد دین طلب کی تھیں اور تکلیف کو حتی الامم
حفوظا کر کے شہزادہ مراد اور خان غانم کا انتظار کیا تھا۔
۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ کو شہزادہ مراد نے
اپنی جرار فوج قلعہ کی طرف بڑھائی۔ چاند خاتون نے بھی حکم دیا
کہ ہماری توپوں کے منہ مکھوں دیتے ہائیں۔ حکم کی تعمیل کی تھی
اور قیامت کے لدو شور کے ساتھ توپوں کے دہائے
گئے اگلے لگے۔ مراد اور اس کی فوجوں کا خیال تھا کہ ہم وہ
بھرپیں یقیناً کافی آگے بڑھ جاتیں گے۔ لیکن چاند خاتون
کی توپوں نے انھیں ایک قدم بھی آگے نہیں ملے۔ شام کو
مراد حکم ہار کر خود ہجت گی۔

دو سرے پر دز مراد، شاہ بخش مرزا۔ خان غانم شہزادہ
خان اور راجہ جنگ تاکہ وغیرہ نے مودوچی ڈال کے چاروں طرف
سے قلعہ کو گھیر لیا۔ بعض نظام شاہی امراء نے چاند خاتون کی
مدد کیتی۔ لے بھر کر قلعہ میں ہانا ہانا۔ لیکن محاصرہ کرنے
والوں نے انھیں کامیابی نہ ہوئے دی اور فاصرو
پوری طبع جما رہا۔

۱۰ هر چاند خاتون کی کاششوں سے عادل شاہ نے
پیس ہزار سپاہی چاند خاتون کی مدد کروادی کی۔ قلب
شاہ نے بھی ہائج ہزار سوار اور پکو پیا دے روادنی کی
میخوپاں، افلان خان، آہنگ خان، امراء نے نظام شاہی
بھی اس فوج کے ساتھ ہو گئے۔ شہزادہ مراد کو جبکہ اس تاری
ہم فوج کا عالمہ ہوا تو گھر اگی۔ سارے لشکر میں کھلی بھی گئی ارکین
وامراء نے جلد جلد ہماجمی مشورے کئے۔ اور مطہ پاک جستر
بھی اس تاریہ دم فوج کے پیشے سے پہلے ہی قلعہ کو قمع کر لیا
جائے۔

جیشِ ہمیشہ کے لئے ثابت ہو گی۔

شیعیت و دینامت کی مفہوم اسلام نام تاریخ اسلام میں کچھ مفتر بھیں، بلکہ خواتین اسلام کی جانب ازی و شیعیت سے تاریخ کے صفات ہر سے پڑے ہیں۔ لیکن گھر سی نظر سے دیکھا جائے تو بہادری کی ایک اور کم ہے جو اس جنگِ دینامت کی بہادری سے بھی بھیں اعلیٰ ہے اور خواتین اسلام نے اسے کثرت سے اپنا یا اپنے، وہ ہے سخت سے سخت حالتوں میں ایسا ان دونی کی رفاقت، مسلسل پہنچ کا لیف سینٹھ کے باوجود حق پر قائم رہنا، حق کے لئے اپنی عزیزی سے عین شیخیتی کی اولاد کو قربان کر دینا۔

بھی امیر کے مقابلہ میں حضرت فیداللہ ابن زمیر نے جماں میں اپنی خدا غفت نامگی کی توبہ نام فدا نام حجاج نے بڑے لاڈ بشر کے ساتھ ان پر خدا تعالیٰ کی قدسیت سے عبد الرحمن زیر کے ساتھیوں نے صنیدگی انتہی کر فخری گردی، اور ایک بہت ہی مفتر بھی دعا نے ساختہ رہ گئی، وہ تھا تھا نے فطرت ابن زمیر اس صورت حال سے پریشان ہوئے اور اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ کے پاس پُغیرائے ہوئے پہنچ اور بلوچھا:-

"اگر آپ احاجارت دیں تو حجاج سے صلح کروں؟"
ماں کی حیثیت سے حضرت اسماء کا جواب دیا ہوا تھا تو
نھاکاں ہاں اصلیہ میں جان دمال بچتے ہیں تو صلح ضرور کرو را لیکن پہاڑ در حق پر صرف ماں نے تھیں کہا بلکہ انتہائی بے جگہی اور حق پرستی کے ساتھ فرمایا:-

"میں کیسے بنائیں؟ اگر تم ہل پر ہو تو اس سے بہت پچھلی تھوڑی صلح کرنی چاہیے تھی۔ اور اگر حق پر ہو تو ماں میں در حقا کی کی سے، اول برداشتہ است ہو، حق کی رفاقت کیا کم نصرت ہے۔"

حضرت ابن زمیر نے ماں کے پاس سے بلکہ تمام تھیں اور ملکتے اور بھر خدا نے ہونے والے پاس کے پاس آئے۔ ماں نے سینہ سے رنگا یا تجسم ہوت سخت محسوس ہوا۔ پوچھا کیا تعالیٰ ہر فرمایا میں نے دندریں بھی ہیں۔۔۔ بہادر ماں نے

اور نرم و گرم الفاظ سے اپنی فوج کو جنت دیا۔ اپنے سالار اور صدر ارکی پاروی دیکھ کر سپاہیوں کے خوفلئے بڑے اور انہوں نے جان تو مسیحی معاشرت شروع کی۔ مراد کی فوج نے بھر پوچھلے لئے، ائمہ پوچھلے کاڑوں کا یا ملکن چاندھا توں کو ایک بیخ کالعدمی دے سکیں۔ حق کی شام ہوئے تک تملک خندقِ حملہ اور ملکوں اور راجپتوں کی لاشوں سے پت گئی غروب ۲۴ فتاب پر مراد ناکام پلانا کا اگلہ روز کے لیے کوئی نیا کامیاب پھرہو ہے بنائے۔

ایک تقریباً بے ہمت اور مالیں لوگوں کے بیچ تو کچھ بھی ہو رہی۔ لیکن پانچ دن خاتون میں باہمیت اور شیرول ہوتے کے لئے یہ بہت فتحی تھی۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو نہایت ولشیں اور امیدا فراز پر لئے میں سمجھایا کہ یہ رات یونی خلائق کو نہ کیے ہیں ہے بلکہ گوشش کرو کہ تقدیر کی لونی ہوئی ریواد کی صحیح بھی زیادہ سے زیادہ مرد رات بھریں ہو سکے ہو گئے پانچ دن خاتون کی انھلک سی وجہ سے اور حرم دشیاں سے تازہ بہت پاکر سپاہیوں کی حکم پر تند ہی سے مائل ہوئے اور طلوعِ آفتاب پر شہزادہ مراد کی خوجوں نے یہ حیرت ناک منظر دیکھا کہ لونی ہوئی دیوار کی مگر یہاں گز نکل تین گزار پنچی سی خنی دیوار تیار کر کر ہے اس منظر نے دوست دشمن دلوں کو حیرت میں ڈال دیا اور یہ اخذیار صدیے تھیں وہ فریں ملن ہوئی، یعنی وقت مقاومت پانچ دن خاتون کا لقب پانڈ مسلمان ہو گیا۔ اس صورت حال میں مراد اور اس کی خوبیں اپنی یہی یہیت فتحیم نہ رکھ سکیں۔ ان کے دل تھکت ہو گئے اور قهر در ولشیں ہر جان در ولشیں صلح کرنی چاہی۔ اولاً تو پانچ دن خاتون سے ایک فتح کی شان کے ساتھ صلح سے انکار کیا۔ کیونکہ غشم پر دل انساں یوں ہو چکا تھا۔ لیکن دوسری طرف ایک ہوئی مشناس وریزیں کی طرح یہ مسوس کر کے کہ اہل قلعہ طویل حاضرہ سے گھر لپک ہیں اور ہو سکتے ہے کہ تریا دہ دلوں برداشتہ ذکر میں۔ خود داری اور ضرافت کے ساتھ صلح کری۔ اس صلح میں اگر چہ سب اقرار برادر کا صوبہ شہزادہ مراد کے قبضہ میں آیا۔ لیکن پانچ دن خاتون کے عزم حکم اور پا حریتی دشیعت کا لتشیش ہا۔ بیچ کے مغلات پر

یہ شہد لئے حق کا شکوہ نہیں۔

اہن زیر پر نہ زہریں اتار کر کھا۔ آپ نے بیکار فریادیا
لیکن مجھے فریضے کہ غم میری لاش کے ٹکڑے نکلنے
کر دیتے۔

عالیٰ طریقی

سر زین اندرس نے ایک باغ بیس کی عیسائی اور ایک
لوجوان مسلمان کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ یہ وہ درخت
اللہ اکبر! اس شجاعت دھن پرستی کے ساتھ مان نے بیٹے کو
مقتل کی طرف روانہ کی۔ اہن تو میری کی شہادت مقدار بڑوچکی تھی
محاج نے ان کی لاش کو شاہراہ عالم پر سولی پر لکھا دیا۔ کچھ دنوں
بودھرست اسما کا وہ حصہ گز ہوا تو بیٹے کی لاش سولی پر شکن
منظراً تھی۔ کیسا دردناک منظر ہو گا کہ ایک ماں کی نظر میں کے سامنے
اس کے جوان بیٹے کی لاش سولی پر لٹکتی ہے۔ خلاف نظر تھا تھا
اگر ماں کیا متابین دشیوں اور فریاد و مامن بکراں پڑتی۔ لیکن
بہادر ماں کی انگوھی میں ایک آنسو بھی نہ تباہ اور فرمی ہیں بے
نیازی سے یہ بلطفِ حملہ فرمایا۔

”کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ چیزوں سوارا پہنچ گئے
سے اترے؟“

”آن فلکیہ ایک صوابی تھیں۔ حضرت عمرؓ اپنے اسلام سے پہلے
بھیں ان کے اسلام لانے پر غوب ووب مارتے اور جب ٹکڑ جاتے
 تو کچھ میں سفرِ حجہ کا کرنے تھے نہیں چھوڑا ہے۔ بلکہ اپنے چھوڑا ہے
 کر ٹکڑ گیا ہوں۔“

وہ نہایت استغفار سے جواب دیتیں کہ اگر تم مسلمان نہ ہو گے
 تو حسن دعوم سے ان سے چیزوں کا انتقام لے سکا۔

حضرت زینرہ ایک اوسمی تھیں۔ اسلام کی راہ میں نہیں بھی
 بیوی تباہی گیا۔ ابو جہل نے اس قدر ماڑا، ان کی نکحیں خاتی رہیں تھیں۔

اور اتم عبیس د، نوں صوابیہ بھی اسلام لانے کے حرج میں سخت پریشان
 رکھیں۔ لیکن کیا موال کو اسلام کی راہ سے منصرف ہو لیں گے اور خورست
 ہو کر ان قدر مخرب نہیں تھے جس قوت برداشت، استقامت، حق پرستی کیم
 اور پیاری کا ثبوت نہیں کیا اس کے مقابیہ میں الگیم مرد اپنی آنکھی میں
 مالت پر خود کریں تو خست سے اور بھیجاوے۔ ہم و راذ را میں بیان کیوں نہیں
 مصلحتوں کی اور لکھا اسلام کے اہم ترین تھا خصوصی کو پا مال کر جائیے وہ نہیں

ہوں میں بخشمی پناہ دیتے ہے۔ جو اس کی وجہ تردد چھوڑنا ہوں۔“

پھر بات بوقتی کو ہوئے۔ کیا کہ اب تو بیہاں سے چلا جاؤ!

میں نے اپنے بیٹے کا خون معاف کیا۔ اس کے بعد لکھا۔

۲

ایک شعر کتاب نادر کتاب البیان فی علوم القرآن (۱۹۷۷)

مشہور تفسیر «تفسیر حفاظی» کے مصنف مولانا عبدالحق
محدث بلوی کی طبع اشان کتاب وہی ہے جس کی توصیف ہے
علام راز شاہ صاحب جیسے علماء نے «الغاظۃ» تھے لہاس کی
لکھر اگرچہ انکے پڑگرد انہیں ۔۔ خدا کی ذات و صفات
تباخ ملائکہ، جیادہ سزا، قبر، جنت، درز، نبوت والہم، جنی کی
وہ جانی وقت وغیرہ کی تشریع و توضیح، قرآنی علوم و مصطلحات
تائیج و مسروخ، استعارہ و کناہ اور اختلاف فرآت کی بیش۔
بھی وہ کہا جائے جس کی قیمت ہے سبب نایابی پیش شے ہوئی تھی،
ابن حکیمہ کی سے پہنچ دیپے ہیں دستیاب ہو سکتی ہے۔ (مبدہ بزرگ
سرور دیپے) صفات مشتملا کا فرقہ کھانی پھپانی سب سیاری۔

تسهیل قصد اسپیل (۱۹۷۷)

قزوں کے موضوع پر حکیم الاستاذ مولانا اخترعلیٰ کر
یہ تصریفات کو زہ میں دریا کے بعد آتی ہیں۔
ویرکاٹل کی بیوان، طریقت دشیریست کی بھٹی،
دستور العمل، آداب و حقوق، پہدایات وغیرہ، ارشاد و
بیعت کے تمام مراد جو مسلموں میں یہ کام پیدا ہے۔
قیمت الگانٹے (مسجد صدر)

شاہ ولی الشریعت اللہ علیہ کی و مشہور کتابیں اردو بیاس میں خیر کشیز (اردو)

قرآن کہتا ہے۔ «لَوْلَى الْحَكْمَةِ مِنْ يَشَاءُ وَمِنْ
لَوْلَى الْحَكْمَةِ فَقَدْ أَوْتَيْ خَيْرًا»، «اللَّذِي أَتَى بِهِ الْحِكْمَةَ
حِكْمَةً عَلَا قَرْبَمَا كَانَ بِهِ اَوْتَيْهِ حِكْمَةً عَلَا حِكْمَةَ عَهْدِ
بَوْلَى»، شاہ صاحب کی یہ کتاب اسی ایسی کا ایک پر قریب طولی
لیست میں کے چند عنوان لاحظہ ہوں، وجہ کے مبنی پر بہت
تفصیل کا فرقہ، تکون کا مفہوم، مرض اندماہ کی تحقیق، حکمت
اد دو جی کا فرقہ، جنی کی حقیقت، قلب کی حقیقت، معنی ای
دوت کی تفصیل، معجزات کے اقسام، قرآن کے علم کی اسات
قیمیں، حروف مکالمات کے معانی، شفاعة کی حقیقت۔
حوالہ کو شک خلیفہ، تہذیب فرقوں کا بیان، اختلاف معاشر
کے درجہات، اسی نویست کے تقریباً دو سو نوادرات
صفات مشتملہ کا خلیفہ، جلد پڑھو تو دست کور،
قیمت تین پڑے آنے لے

فیوض الحشرین (زادہ)

اس شہرہ آفاق کن سب میں شاہ صاحب تھے اپنے نجی،
زیارت کے مذاہات بیان فرطہ ہیں، صفید کا فرقہ کے مدد
صفات، بلیحی دست کرد، قیمت بیکو پیر وار ملتے (جو)

شیخ الاسلام امام غزالیؒ کی فہرست آفاق تحقیف۔ یہ کیمیا مے سعادت۔

این ہم سے طلب فرمائتے ہیں، اپنے کاروباری مکانوں میں انشریلیا، اگر اس عرصہ کا ایسا کاروبار کو ملاحظہ نہیں فرمائیں گے۔
کا فرمذ مکالمات دھنیات سب میعادی، قیمت بلند پر پہنچ دے دیسپے د فیر بلند سالارستہ ہارہ و دیسے)

مکتبہ تجربی دیوبند ضلع سہار پور (بی جی)

باب الصحت

عورت اور بچہ کی جان لیوا خبیث بیماری

اصل

از سیمِ حکم و حظیم ذبیری امروزی

اس مرض کے علاج میں نہایت ضروری ہے کہ مناسب تراجمہ جائیں
معنی دواؤں سے کامیابی حاصل ہے۔

اس جان لیوا بیماری کو اخْطَرًا بُشْتَہ ہے۔ اس بیماری
کو دست کے اوپر ایک گھر جاتا ہے۔ الگ کوئی بُشْتَہ زندہ و وقت مقررہ
پر ہو جی گی تو مختلف رنگ ہلکا گائی اور روگی میں پیدا ہو کر ایک
سال کے اندر ہی مر جاتا ہے۔ الگ کوئی بُشْتَہ و شستی سے پہلے سال سے
تلک لیا تو وہ پہنچتا ہیں کمزور اور لا غیر ملکی ہی رہتا ہے۔ باہم سال
کی مریض کی زندگی خطرہ ہے میں ہی طبعی رہتے ہے۔ یوں کہ اس مرض
کے آدھے کے بیجان کے باعث کسی وقت بُشْتَہ بُوت واقع ہو سکتی ہے۔
اس مرض کے خارجی اور داخلی کوئی اسباب ہیں نہیں وہ

سے ماں کا دودہ بُشْتَہ شیر خوار پر دودہ اُٹھتے گتھا ہے بدیواد
کا خوار، پسکے پانی کے موافق جھیٹتے جھیٹتے جمال دار۔ ہر دو ٹیلے
دست اُٹھتے لگتے ہیں، دانتوں میں گلوگڑی آوار جسم میں کچھ پیدا
ہو جاتی ہے۔ مسٹہ آجاتا ہے بعض پتے کے کسی حصہ جسم پر یا اسام
جسم پر پھیلائیں پھوٹتے پیدا ہو جاتے ہیں، جس میں سے ایک قسم
کی پتی رطوبت خالی ہوتی ہے پھیلیں جی کبھی ہوتی ہے۔
المفتر اخْطَرًا کے آدھے کی وجہ سے بُشْتَہ اسی تھم کی نکالیں ہیں
بُشْتَہ ہو کر دینا سے دُنستہ ہو جاتا ہے۔

عکْلَجٰہ۔ اس مرض میں ایسی دو ایک ضرورت ہے جو خصوصی
کے ساتھ خصوص اعضا اور اُس کے مقفات کی کمزوری کو درکار ہے
اور خون کے اندر رچ گئی اور نکلت ہو اسے بھی تھم کی خون کی بالکل
حاف کر کرے ایسی کامیاب دار ایضہ کے ملاتِ حلوم ہونے پر
غیر مکرم دروازہ۔ تدبیتِ مرض اور اسبابِ مرض وغیرہ کا لحاظ کر کر

ہزارہا پیش کیا جائیں ایسی ہوں گی جن کا مردار میں اگر بیٹھے
ایکچھہ ہتا تو ہے وقت مقررہ پر میکن قبوٹے ہی عرصہ زندہ وہ کر
گو خالی کر جاتا ہے۔ پورے وقت پر تندروت پر پیدا ہو کر زندہ
بیٹھنے کے لئے وہ میکن دوسرے دواؤں اور توحیدگنگوں پر مستحب
کرنی رہی ہیں، لیکن مراد پوری اُنہیں ہوتی ہیں جوئی اس تو
کہبی رجوت اور صلاح دواؤں دو اسکے استعمال کوئی مکمل نہیں
ملاج کہتے ہیں۔ یہ اس سے بڑی رکاوٹ کامیابی کی ہو۔ میک
دواؤں کے استعمال کے ساتھ مراقب ہے خصوصی تدا بر اقتدار ہیں کیا جائیں
قیمتی سے تکمیل دو بھی پورا فائدہ ہیں پہنچا سکتی۔

ذلت اگزوری کے ایک عورت نے مجھے تھا کہ میرے بانجھے
تندروت زندہ پیدا ہوئے لیکن ایک ایک دو دو تین تین سال
کے ہو کر تم ہو گے۔ یعنی، ڈاکٹری اور صبراٹی تینوں ملاج کے اد
توہینگنگوں پر بھی رقم صرف کی امداد اور پیشی بھی مانس مصل و
دلتیٹھے بھی پڑھے لیکن، یقین صفر ہی رہا۔ آپ ہی کوئی مشورہ دیں۔
میں نے سوال کیا کہ ایک بچہ کی پیدائش کے لئے ترمود بعد دوسرا
بچہ پیدا ہوتا ہے۔ جواب آیا کہ تقریباً ہر ڈیٹھ سال بعد تیس سے
ٹھٹھے لکڑا دوائیکے اثر کرے جب کہ ترمیس میں یوں دواؤں نے بچے
کی ترازوگاہ کو کمزور دینا نہیں کرے بلکہ باز خود کھی ہے۔ اور یہ جو کہ کوئی پہلے
چھ ماہ مصل اور پھر استقراء مصل سے مغلظہ اسپر دو دو چھٹاں تک
تجدد کی زندگی بس کر دی گئی اب ملاج کرنی ہوں۔ انھوں نے جہڑی کا
تسبیب میں نے ملاج کیا۔ بیضہ تھا ایسی تندروت پیدا ہو، اور پھر
اسے اس جان لیوا بیماری سے بچنے لیا۔ اگر میں بھی اس سبب
کی روک تھام کے بیٹر دو اشہد دعوی کردی تو ناکام رہتی۔ پس

مکن۔ سوکھ سوکھ کر مر جاتا ہے۔ بعض دفعہ پر قوت درست بڑا لٹکتا پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ماں کا دودھ پینے سے سوکھا دلگ یا کسی اور بیماری کا شکار ہو جاتا ہے بالآخر مر جاتا ہے۔ اس طرح کئی کثیر بچپن پوچھتے ہیں ایسی صورت میں خالی زمانہ میں ملکج کرنا چاہئے۔ حورت کی عام صحبت کو درست کیا نہایت ضروری ہے۔ جمل کے زمانہ میں اُس کو وہ فنا یعنی کافی مقدار میں استعمال کرنا چاہیں جن کی اُس کے جسم کو حقیقی ضرورت ہوتی ہے۔

ہر خالدہ حورت کو چاہئے کہ وہ حفظیانِ محنت کے اصولوں پر عمل کرنی سے کرے۔ غذا میں عموماً موگل کی دل مقشر اور ہر کی دل ششم پالک۔ توڑی۔ چقتہ رہ لوگی۔ چینیا۔ گاجر۔ شنڈا۔ پیروں۔ سلاطہ۔ کری۔ بکری کا گوشت کھلتے۔ پھلوں میں آم۔ خردڑہ۔ انگور۔ لیچی۔ لوکاٹ۔ آلو بنارہ کا استعمال کریں۔ دودھ اور گھن کا استعمال نہایت فتح بخش ہے۔ یہ عالمد کی قوت کو بحال رکھتے ہے اور وولادت میں ہمولات کو خلیل ہے۔

حامل کے لئے مژر۔ لوپیا۔ اڑو۔ اونچی۔ گوجھی۔ بیگن۔ سسروں کی دل۔ بڑا گوشت۔ مٹھائیاں۔ زیادہ مصاحدہ اور اور گرا گرم پیشی چیزیں ضروری۔ آٹا باریک اور چھپا ہو یعنی خیر خندی ہے۔ الخفچ اگر مناسب وقت کسی تحریر کا مطلع ہے میں یہ حورتوں کا کچھ عرصہ استعمال سے ملکج کر لیا جائے اور صحت کے اصولوں نے ضروری تدبیر کو ظریف ادا نہ کیا جائے تو اشارہ الشدہ وقت مقررہ پر بچپن تدرست زندہ پیدا ہو اور اُس کو کوئی عاجاں لیوا یا باری نہ شکنے بعض لاگ کہیں گے یہ سب تقدم بالحفظ کی تدبیر سرمنصوصوں ہیں۔

زندگی اور صحت قبضہ قدرت میں ہے۔ اگر خدل کے گھر سے نہیں ٹوٹی تو کوئی مار نہیں سکتا۔ اگر ٹوٹ گئی تو کوئی جوڑ نہیں سکتا۔ بلاشک دشہ صحت و زندگی خدا کے تجھہ میں ہے اس منزل پر انسان بے جس ہے۔ جب فرشتہ اچل آ جاتا ہے تو پھر کوئی تدبیر کا رگ نہیں ہو سکتی۔ لیکن باوجود اس حقیقت کے تم اپنی کوششوں سے اپنی صحت اور حسن و خوبصورتی کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ مناسب ملکج اور لعنتم بالحفظ کی تدبیر سے بیماری اور بابکی روک تھام کر سکتے ہیں۔

موت و زندگی کے فلسفہ کی بات چھوڑی گئی تو بیرت لئے اب ضروری ہر گیا کہ اس فلسفہ پر یعنی ہلکی روکشی ڈالنی چلوں۔

بھی تیاری چاہیکی ہے۔ اس میں کوئی نسبی لکھنی کی جا ستے ایسی تابیر لکھنی ہوں جن سے ہر رضیہ خانہ دھاٹکے کے۔

جس صورت کا ہر بار وقت مقررہ پر جمل ساقطا ہو جاتا ہو تو اُس کو چاہئے مقررہ وقت سے پچھے دن پہلے کام کا جگہ کرنا چھوڑ دے چلنا پھر ناٹرک کر دے۔ ارم سے بیٹر پلٹی ہے۔ پانچی اوچی رنگی خدا زادہ ہشم بلکی کھلتے۔ اگر قبض ہو تو اسے دور کرنے کی گوشہ کر کے رات کو سوت وقت عربی کی ایک بڑی ہڑیا لکھدا ہے۔ تو لوہ نیگرام دودھ یا نیم گرم پانچ کے ساتھ کچھ ناشیخ رفع کرتا ہے۔ اگر تباہیر کے باد جو اسقطا ہو جی ہوتے تو فوراً اسقابی حکیم یا بیداری ڈاکٹر کو جو جمع کریں۔ اسقطا کے بعد اگر نین دیپٹ کا پچھا یا اُس کی جھلیلوں کا یا آنول کا کوئی ذرا سایہ جزو اندھا باتی رہ جائے اور دو تین روز تک نامن تہہ تو اُس کے تعفن سے تہیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ستیت جب خون ہیں میں صراحت کر جاتی ہے تو حورت موت کے چینگل میں ہپس جاتی ہے۔ اگر وقت پر طبی امداد میراث آتے تو الماس کے چھلکے ڈالوں۔ کیا اس کے ڈالے ۲ تو ڈال گہرا باش ہے مدد۔ سب کو تین پاؤ بیانی ہیں جو شریں۔ جب ایک پاؤ نہ جلتے تو صافت کے پیرا ڈالہ تو دلکھوڑا جھوڑا پانیں۔ اگر گرم کا جسم ہو تو گوشت اس نہ کریں کم سے تکیں بند یہی پانی روزانہ تازہ سے سکر بجاتے پانی اور نہ لے کے دیں۔ جو تھے پانچوں روز سو ٹھیکم کو جوش دی کر پانی۔ اس کے بعد موٹھا یا موگل یا ارہر کی دل یا بکری کا شورہ چیاتی دین۔ چار دینے میں کوئی ہر ج نہیں ہے۔ پانی کو جوش دی کر جگا کر پانیں۔

بار بار اسقطا ہے جنفرات اور خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن یعنی ملکج کے لئے کم سے کم چھ ماہ بجود کی زندگی سب کرنے کی ضرورت ہے اس چھ ماہ جیسی کمی جو شیار تجویر کا رطیب کا ملکج کرنا چاہئے۔ جب دستغیر اس ہو جاتے تو پھر تسری تہیز کی ابتداء دہ دہ استعمال کرنی چاہئے۔ اشارہ الشدہ بچہ زندہ و تدرست مقررہ وقت پر یعنی ہو گا اکثر حالات میں ایک بار یہ پیدا ہوں ہوتا اور بظاہر کوئی نہیں ہو۔ میں صورت میں نہیں پاپا ہا۔ لیکن کچھ کرو، سوکھا سا لکھا اور میں پیدا ہو لکھنے جس کا دوں نا دوں دوں سے بھی بہت کم ہوتا ہے بعض بچے تو اس وقت کر کر دو پیدا ہوتا ہے کہ اپنی ماں کا دودھ بھی نہیں چوس

کر سکتے۔ اگر ہم قوتیاں ہم کا خال کے بغیر اپنے شباب خدا کھان کئے
مدد و نیتیاں بگڑے گا۔ مدد کا فعل خارج ہونے سے ہماراں بیدا
ہوں گی۔ اگر بھی گپت پہنچ رہی گے شاک جگیں تو یہی کے تو
لائزی نہ روز کام کا شکار ہوں گے۔

تک زیورات یا نگ بارس پہنچ سے بقیا دراں خون
میں فتحی آئے گا۔ جو لوگ حفظانِ محنت کے اصولوں پر عمل نہیں
کرتے۔ بد پر ہر یہی پر جو ہر یہیں کرتے چل جائیں ہیں، بچی جوانی
کے زخم یا اپنی نادانی و نادانیت کی بنا پر اپنی قوت کو جو صرف
کرتے ہیں اور اپنی جسمانی ششیٰ پرستی پر یہ جاد باذ دلتے ہیں اُن لوگوں
کو ان سب باغهدالیوں کا خیسا زدہ کسی مرعن یا بروت کی صورت
میں ضرر و مکملتا پہنچائے۔

گنبد از گندم بروید جو زوج
از مکافاتِ عمل عنانِ مشو

زماناضی میں ساٹھ سالار انسان نوجوان ماناجاتا تھا۔
”سامان پا چما“ پیش آج کئے ہو رہے۔ لیکن جب سے انسان
حالت عالم کے قانون کی پروردی چھوڑ کر اپنی منانی کرنے لگا۔
محنت و راحت میں تو اُن برقرار رہ کھا تب ہی سمجھی قوتیں
قبل انوقت تباہ ہوئی شروع ہو گئیں۔ نسل بعد نسل اُن سوں
لکھتے لگیں۔ چنانچہ موجودہ زمان میں بہت کم لوگ دراز العزم تے
ہیں۔ جیسی سال کی عمر سے پہلے ہی بڑھاپ کے آثار نہود ارجو جاتے
ہیں۔ بال سفید ہونے لگتے ہیں پیغمبر کی حاجت بڑھاتی ہے۔ دامت
پہلے لگتے ہیں جوڑ بوڑھیں درد ہونے لگاتے ہیں۔ گالوں پر ٹھہریں
خود ار ہو جاتی ہیں۔ پچاس سال کی عمر میں انسان پر البوڑھا ہو جاتا
ہے۔ ساٹھ سال کی عمر میں آغوشِ بحد میں جا سوتا ہے۔ میساد کی
کوتاہی تیج پہنچاہد اکی عطاکردہ قوتیں کا اسی کی رفتگی کی طابق
کہ تعالیٰ نہ کرتے کا۔

جب تک انسان تدرست کی منتظر کے طبق رنگی سر
کرتا رہے محنت کے ساتھ اُس کی عمر دراز ہوئی رہی جب سے وہ
راہ و داست سے چھٹ گیا اور کفر انِ محنت کرنے کا تو نہ رستی اور
طوبی العزی جیسی شعتوں سے بھی با تحد ہو چکا۔ لکھنڈا اور کارڈ
دیگر یورپیں مالک کی شرعاً امور سے ہندستان کا شرح

انسان جنم شل ایکشین کے ہے اور تمام اصحابِ رُوح پڑھے
اصحابِ رب نیسہ و خیر و شل کلوں اور پُرزدہوں کے ہیں۔ راشن اور جیات
کے ماہرین بتاتے ہیں کہ اگر انسان ایکشین کی کلوں اور پُرزدہوں کا استھان
میں تدرست کے شام کے طبق ہو تو یہیں جلد ناکارہ نہیں ہو سکتے۔
عمر کے تھصر و طویل ہوئے کا یہیت زیادہ اصحابِ رُوح آب دہوا۔ کوئی
غیرت افسوس و تمیل جسمانی نیزی کی طبعی طاقت اور اُس کے
کل پُرزدہوں کے صحیح صحیح رکور کھاڑی پر ہے۔ ہاتھے ملکے میں ہر سال
جاہیں۔ یوں قوتِ دامجوں کی دست درازیوں۔ والدین کے غیرِ انشناں لاد
چیات آئیں لاد پایا۔ طبی اصولوں سے عدم و افتیت۔ ناچھی کی تیاری
اور بروقت صحیح خلائق کرنے اور درست تداریخ اختیارات کے بعد سے
توبید و گلٹے جاؤ چوکے ہیں وقت خلائق کرنے کی وجہ سے سیکڑوں
و غریبیاں زیگی کے زمان میں دم توڑ دی ہیں۔ ہزاروں بچے ایک سال
کی عمر پر سے پہلے پہلے سوت کا ترزاں بیوی جلتے ہیں حصہ لا جوان
ہستیاں میں شباب میں حق کا شکار ہو کر والدین کی کرتوڑ جاتی ہیں۔
لیکن افسوس، والدین کو اپنے نوجوانوں کے اس طبع خلائق ہونے اور
اپنی کلیوں کے بیے وقت ترمیح اجلستہ کا صحیح احساس ہی نہیں ہوتا۔
اس قسم کی غیر طبعی امور سے اس باب کی روک تھام کیسے کی
کوئی مناسب کوشش اور تدبیر کرنے کے بھلائے ردد ہو کر اور یہ کابر
کر ملے والا اتنی ہی غریبکار لایا تھا۔ ساری ذمہ داری خدا اور
تفہیم پر ڈال کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ سوچتے تو سچی کتنی یہ تہب
ہیں وہ ماںیں جو ذہینہ مکمل کی تکالیف جھلکتی ہیں اور بچے سیدا
بھرتے کے بعد آخوں اصل میں جا سوتلے۔

اس قسم کی امورات کی ذمہ داری خود والدین پر ہے۔ خلاقو
یہ فتنا ہے وکالت ملعوناً پائیں دیکھم اُنیں الحصانکتیہ سجنی اپنی اسکوں
سے ہاتک کے سامان پیدا نہ کرو۔ جو لوگ حفظانِ محنت کے اصولوں
پر عمل نہیں کرتے۔ اور تقدم بالحفظی تداریخ کو فضول سمجھتے ہیں۔ وہ خود
اپنے ہاتک کے سامان پیدا کرتے ہیں۔
یاد رکھئے! کوئی بیماری اُس وقت تک پیدا نہیں ہوتی،
جب تک خطرت کے قوانین کی طاقت دردہی نہ ہو۔ خواہ یہ خلاف
دردہی ہے اور یا مجبورہ دامتہ ہو یا نادامتہ۔ خطرت باوجوہ وہر ہے
اور تین ہونے کے اپنے قوانین کی خلاف دردہی کی کمی بروادشت ہیں

ہیں۔ ہمکے ملک کے باشندے مشکل شتر سال کی ہمپاتے ہیں جو ان کے باشندوں کا اوس طبقہ عربی بند وستانیوں سے ڈالنا ہوتا ہے۔ اسکا سبب کیا یہ ہے کہ ان حملک کا نام باہمی طالع اور یہ اور بند وستانیوں کا پروردگار اور۔ نہیں ایسا تو ہمگزینی ہے پھر عروں کے تفاوت اور صحت و نقصانی کے فرق کا سبب کیا ہے؟ آپ ہمی خدا پر بُنگ سچ لیجئے۔ میں رخصت ہوتی ہوں۔

امرات کا مقابلہ تو کیجئے۔ ان مالکوں پر از پاؤں اور زینوں پر کی توہین پہنچتے ہائے ملک۔ کیونکہ کم سوتی ہیں، بیان تو سوت ہمکے بکریت و نہادوں کا گھوارے ہیں جی ٹرپ کر جاتی ہے کیونکہ تعداد میں ہماری ایڈیوں کے سپردے میں جو ای کے عالم میں ہی داعی مغارقت دے جاتے ہیں۔ آئے، ان کا لہ میری یاد میں رس۔ دق۔ اخیراً دفیرہ ہماریاں ملک الموت بھی سر پوار ہتی

اسپری می کشتمہ جما کام جہو علا

مکتبہ جلی دیوبند ضلع سہارنپور (دیوبند)

جس میں ہر قسم کے لکھتے جاتے خصوصاً سونا۔ چاندی۔ فولاد۔ قلمی۔ جھٹ۔ سیسہ۔ پر تل۔ شنگن۔ سکھیا۔ ابرک۔ پارہ۔ اور جو اہرات جھولات وغیرہ کی سیکڑوں نادر اور آزمودہ ترکیبیں اور دھاتوں کی حرفانی کے طریقہ اور لکھتے بنانے کے تعلق خاص ہدایات و قواعد ترکیب۔ استعمال خوارک اور خواص درج ہیں۔ تیجت ایکٹ پر ہے۔

عملتے کرم کاری رخ (باقہ اس مجموعہ)

یہن آیات و احادیث کا اس طبع استعمال تکیجے جس طبع بحالت موجودہ استعمال کریں گے ان کے مقام دو مطالب ہی پڑے ڈال رہے ہیں۔ اللهم اهدنا الصراط المستقیم۔ هدایۃ الذین انعمت علیہم غیر المضبوط علیہم و کا الصالیں۔ آمین

کے نئی تعلیمات کو صحیح کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔ اگر آپ حضرت کو جماعت کے طریقہ پر تقدیم کرنے ہی ہے تو خدا اللہ پر کا اخلاص صاف دل کے ساتھ مطلوب کیجئے۔ اس میں جو حق و صواب ہو اس کا صاف صفات اعتراف کیجئے۔ اور اس میں جو ذاتی عیوب و نقصان ہوں آیات و احادیث کے ذریعہ ان کی صحت و اصلاح پیش کیجئے۔

ماہر القادری کے سفر جماز کے تأثیرات کاروان جماز

کتاب پڑھتے ہوئے آپ سووس کریں گے کہیے آپ خود بیت اللہ کا طاف کر رہے ہیں اور درود نذر رسول پر حاضر ہیں۔ اشغرو ارب بوش بیان اور دوست مذاہد کا خوشگوار امتزاج بخادر رسول کی محبت بر سر طرح مبلغتی پر ہی۔ اکتاب نادل سے زیادہ دلچسپ اور لالہ دلگی سے زیادہ درجنگیں دیا کیرو۔

سفر نام جیوں جیوں دو انش کا مختصر اور سی دلوں کی کیاں بیداری کاروان جماز اور ماہر القادری میں اور بہ وفا کی حدی خوانی آپ کے دل کی دھڑکنیں لگتائیں گی اور آپ کی انکھوں سے خدا اور رسول کی محبت کے آنوار و ان ہیوں گے، خوبصورت سر و دماغ دیرہ تریب کا بست و طباعت، قیمت بقدر چاروں سوپی، ملاude مخصوص لاؤک۔

مکتبہ جلی دیوبند یو۔ یق

مکمل مکالمہ

یاد رکھتے!

مرمر دُر بخف جادو نہیں ہے۔ صرف ایک دو اسیے۔ ایسی دو اجو عام حالات میں سو فائدی فائدہ دیتا ہے۔ بعض لوگ صرف چند روز یا ایک دو ہفتہ استعمال کرنے پر جب خاطر خواہ فائدہ نہیں پاتے تو شکایت کے خطوط مالکتے ہو جیں۔ ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ انہی جیسی نازک تیرپر اثر انداز ہوتے کہنے ایک سامنگ سرمه کو کتنا وقت چاہئے۔ ایک ممتاز کیمیائی مرکب کی حیثیت میں دُر بخف تحریکی عمل کرتا ہے۔ یعنی مستقل اور تنور بخش عمل۔ جو شرمند جادو بلکہ الگ آنکھ پر اڑکر کسی کجھ پر یعنی وہ دو اہنس ٹھلوٹا ہیں۔ ایسی تیرپر اثری یقیناً آنکھ کیلئے منظر ثابت ہوگی۔ ہر ہیئے چند خطوط ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ان سے اندازہ لے جئے گو دُر بخف کس پانڈاری اور استقلال کے ساتھ لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

ایک تو روکی ششی
پانچ روپے

چھ ملٹے کی ششی
تین روپے

محصول داک
عہم زندہ خریدار

تین ششی یا دعا
خریدنے والے کو نمائیں کے کسی صفحہ پر

مزید تفصیلات
لائے

طلب کرنے پر خالص تی کیمیائی سلامی بھی بھی جاتی ہے۔
جس کی قیمت دو آنے ہے۔

دلی میں اس پر می خریجی
علمی کتاب خانہ اردو بازار جامع مسجد دہلی

اکثر شہروں میں ہمارا کائنٹ موجود ہیں ان سے خریدیتے۔ اگر نہ ملے تو ذیل کرتپہ سی طلب فرمائیے۔

اس پتھر طلب فرمائی۔ دار الفیض رحمانی دیوبند۔ ضلع سہارنپور (بی۔پی)

بھی کہیں آگے ہوں۔ لیکن وہ یکجا جماعتی وقت اور اجتماعی استحکام کا ہے۔ حکومان یا رائٹی اگر اپنی محضی و خواہش کے برخلاف کسی مسئلہ پر باولی ناخواستہ تسلیم ختم کر سکتی ہے تو صرف عوام کی طاقت سے فوج ہو کر، عوام کی طاقت کی خاتمیتی عوامی جماعتیں کیا کرنی ہیں راستہ عاقبیت کے اطہار کے لئے اگر کوئی مضبوط و مطمین جماعت نہ ہو تو عوام کی حیثیت انہوں اور خول بیبا بانی کی رجحانی ہے جسے چند بھروسے آسانی سے لفڑتے ترینیلیے ہیں۔ لہذا جن لوگوں کو اپناں میں کہتوں اسلامی کے نقاد کی مخلصانہ نہیں ہے۔ ان کے لئے واحد راه مصلحتی ہے کہ تمام جزوی اخلاقیات کو پھر کسی وقت کے لئے اٹھا کے رکھ دیں اور الفرادی یا جماعتی حیثیت سے جماعت اسلامی کے ساتھ آؤ از خلا کر دستور اسلامی کے مطابق کو اپنی شدت و تواتر کے ساتھ پیش کئے جائیں کہ طاغوت کے لئے اس کی طرف سے کافی بند کر لینے ناچکن ہو جائیں۔ یہ خوف کہ اگر یہ طالبہ منظور ہو گیا تو ملک میں جماعت اسلامی کی حرمت بڑھ جائے گی، اتنا سیف ہاں اور معاذ ان خوف ہے کہ دنیا کے کسی قانون اخلاق میں اسے پہنچ دے جائے کی خود غرضی اور نفسیت

کے سوا کچھ نہیں کہا

جاسکتا

(عامر عثمانی)

بھث پر صرف کریب ہے تو کہ حضرت عیینی پر آمان سے انسنے والی دلی خیری تھی یا فخری۔ اور ترک سلطانوں نے ایکسریں کریم ترکیا مختار کرو۔ روئی خیری تھی یا فخری مگر یہاں کی میں تباہی کا پیغام تھی اسی طرح اگر پاکستان میں غیر اسلامی دستور بن گیا تو یہ ساری بخشی دھرمی رجحانیں گی کہ مفت اور حدیث میں کیا فرق ہے۔ خانقاہی طریقہ درست ہیں یا خالص شرعی تصورات شروع ہے یا میوب و فقر۔

خدائی کے وقت کی تراکتوں کو سمجھتے اور غیر اسلامی ذمین اور ان سے بیدا۔ ہنا پاک و غلیظ معاشرے کے خدا پاک ستعلیٰ پاپر سر پر مسلط رکھنے کے کام نہیں ہے۔ اپسے ہمی تراک اور جنگ جدل سے طاغوت کی حیثیت میں بڑھتی ہیں۔ نظم و اہتمام، اپسان، اعداد، اور عزمیت کے اعشار سے پاکستان میں جماعت اسلامی ہجودہ تھا جماعت ہے جس سے اسلام دین طائفی و ائمۃ خوف کا مکتبی ہیں۔ یہ خوف ہی تھا جو ماضی تربیت میں ارشل لال کے خونیں ہنگامی شکل میں ظاہر ہوا۔ یہ خوف ہی ہے جو اہل اقتدار کے لئے غیر اسلامی و تجوہ کا کھلا آزادہ لگائے ہیں مانع ہے۔ اس کا نیطلب نہ لینا چاہیے کہ جماعت اسلامی کے سوا اس اچھوئی پڑی اسلام پرند جماعتوں اور عامتہ مسلمین کو سی دستور اسلامی کی خواہش و تمنا میں گھبیساً سچ کر سمجھتا ہوں۔ اس کے برخلاف ہو سکتے کہ جن سبب اچھوئی طبقاتیں اور بعض افسوس اد اسلام کی محبت اور تذکرہ میں جماعت اسلامی اور مولانا محمد وردی کو

لا جواب مفترض حکم و قرآن

ترجمہ۔ علامہ شہیر مولانا محمود الحسن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر۔ از علما شہیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ بالحاورہ بھی ہے اور لفظی ترجیح کا تناسب بھی لمحاظ رکھا گیا ہے۔ تفسیر میں علامہ شہیر احمد نے اپنے علم کا خیڑا اس خوبی سے رکھ دیا ہے کہ کم پڑھے لکھے اور اہل علم برا بر اس کی سلامت و سمعت سے مستفید ہوئے ہیں۔ اختصار میں تفصیل کو زیر میں دریا یا۔ چھپائی بڑے اہتمام ہے ہانگ کانگ میں کراچی گئی ہے۔ تمام کا تمام بلک۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا سفید مضبوط چکنا جلد خشنا بیسی والی سالم کریج۔ ہدیہ بائیس روپے چند ہی نسخے موجود ہیں۔ یہ تخصوص ایڈیشن ہمیشہ دستیاب نہیں ہوتا۔

مکتبہ سچی دیوبند ضلع سہار پور (لہجہ)

اپنی منصف سالہ زندگی پر تعمیر انسانیت پیش کرتا ہے ”مشرقی پاکستان نمبر“

پاکستان کے مشرقی خطے کے بارے میں بیش بہا معلومات اور دلچسپ حقائق، اکتوبر ۱۹۵۸ء کے پہلے ہفتہ میں طلووں ہو رہا ہے۔ مندرجات کی ایک جملک طائفہ ہے۔

- مشرقی پاکستان کے مسلمانوں کی سماجی زندگی۔

- مشرقی پاکستان کی صنعتیں۔

- مشرقی پاکستان میں علماء کے اثرات۔

- بہکال میں اردو۔ مذہبی اور سیاسی شخصیتیں۔

- مشرقی پاکستان کے سرکاری ملازمین۔ مشرقی بہکال کا ادب۔

- تحریک اسلامی مشرقی پاکستان میں۔

- مشرقی پاکستان میں سیاسی جماعتیں۔

- مشرقی پاکستان میں صفات۔

- مشرقی پاکستان اور ہوائی ذراائع آمدورفت۔

- ادوب و ادبی مقامات۔

- صفات خوبصورت نئے سردار کے ساتھ اقامتیں، ایک روپیہ۔

- ”یہ تحریک سیاست اکتوبر کے شمارہ پر مشتمل ہو گا۔“

دفتر:- ماہناہ تعییر انسانیت

(لاہور)

فلان دیگر تاکہ چون ہیں یہ اجتماعیں کی نصیحتی جلد ان کی واقعی تبلور فرمائی گئی۔ فلاں تباہی اور پوری ہوئی۔ اہنہ دلیل تاہم کی قوت و قدرت سلم اور ہوں کا سچی الدعا اور قاضی المحاجات ہوتا لایہ پس بھی مطلق غازی رحمۃ اللہ علیہ کے بحیب الدواہ ہونے اور ہوں کے حاجت روایوں نے مشرک ہے۔

میں کہتا ہوں پر وفیر صاحب سے تو بڑی بچک ہو گئی۔

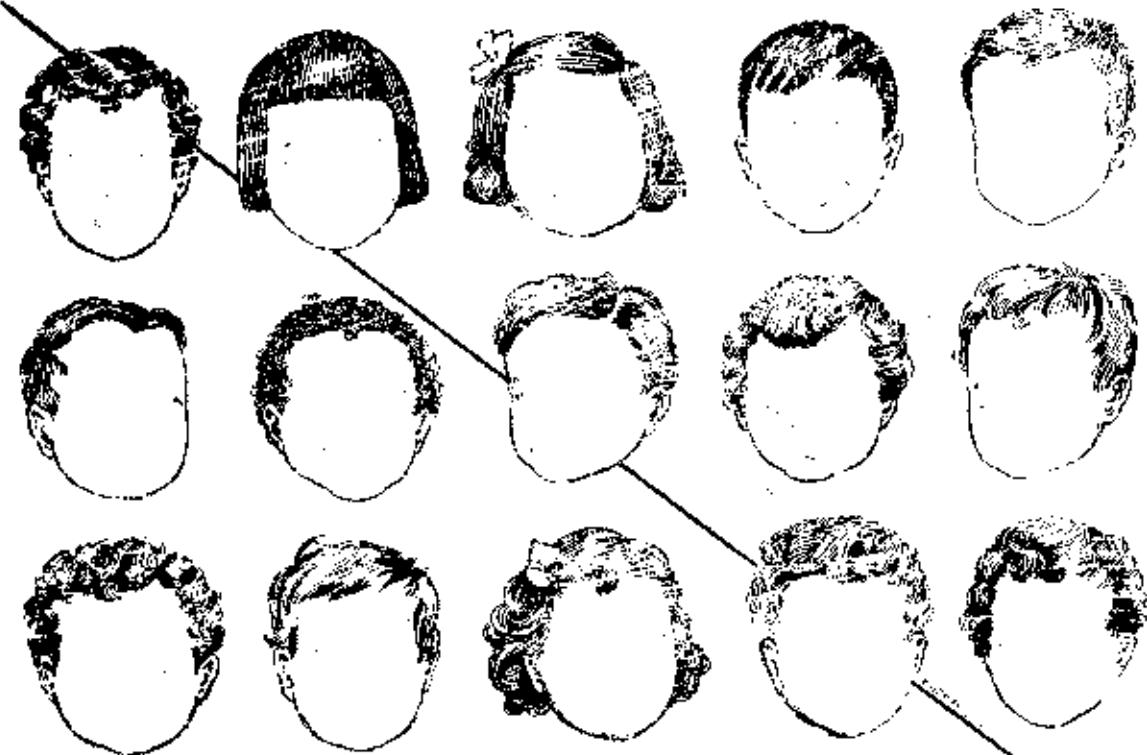
اگریں ان کی جگہ ہوتا اور مجھے کوئی سالہ اسوسی ایشنر ہدف قاضی المحاجات مل جاتا تو اُج کو صدر جمہوریہ یا وزیر حکومت کی گروپ ڈیما ہوتا۔ حیرت ہے پر وفیر صاحب کی قناعت پسندی پر۔ اگر واقعی ان کا خیال تھا کہ تربت پر درخواست لٹکانے اور انگریزوں کے خلاص ہو جانے میں خالص اتفاقی رابطہ نہیں ہے بلکہ سلطیقی روحاں اور بعدیانی رابطہ بھی ہے تو کیوں زانخوشی اپنے لئے کوئی اپنچاحدہ مانگا۔ جہودت سہی کوئی ایسا وسیلہ معیشت طلب کرنے کہ پر ونسپری وغیرہ کی احتیاج نہ رہی۔

لار ٹھیسٹنگ کا واقعہ یاد آلتھے کر ایک دن ٹھہاری اور پوری کی بھری ہوئی تھاں لاستے۔ میں نے پوچھا کیس تقریب میں بہت خوش ہوئے کے فرمایا۔

ایک چینی سے لکھی دیوی کے چونوں میں گل ڈرگ اور ہاتھ کلاں کو دلا لکھنی سے مل جاتے کہ توڈیا کی شادی سرپر ہے بیے ہو لکھی دیوی جی کی بڑی ہی دیا لوہیں۔ پر اقتضان لی۔ کل ہی ہبھی سے اٹلانٹی ہے کہ روئی اور چاندی کے ٹھیں اس سیوک کوئین لامبے پک ہیں۔

اب اگریں لا الہ الا یہ سے یہ کہتا کہ سرکار گلکھی دیوی کے سنگی بیت کا لطف و کرم نہیں۔ بلکہ تقدیر اکبی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ لا الہ الا یہ ملنتے وائے نہیے۔ اسی طرح اگریں پر وفیر صاحب سے عرض کروں کہ اس طرح کے اعجاز و کرامت بعض الفنا و حادث کے دائرے میں آئے ہیں اور ان کو پرسیر عالم کرامت لا ولیا پر دین بنکر پیش کرنا ایک پڑھنے لکھنے پر وفیر کو زیب نہیں دیتا تو وہ بھے بے ادب بعیدہ گستاخ اور ہمابی قرار دیں۔

”ملادہ نہادِ محبت بیانی“



قریب
1,000,000
بچے^{نے}
ہر سال نونہال پر پروش پاتتھے ہیں۔

نونہال

بچے بچوں کو مضبوط بنانے والا
اُن کامن پسند ٹانک

مددود
دُو اخانے - (وقت) - دلی

PER 100 G.M.	
One Full Spoon (1.30 gms) of NANOHAL CONTAINS:-	
Vitamin E.	0.4 mg
Vitamin B.	0.6 mg
Nicotinamide.	5.0 mg
Ascorbic Acid.	15.0 mg
Vitamin A.	1000 I.U.
Vitamin L.	6.0 I.U.
Dust. Felt. Linak.	10.0
Dust. Ext. Cumin.	10.0
Aqua Amara.	3.0
Aqua Amari.	1.0
Cal. Naphthalene.	2 grms
Sod. Benzoate.	0.5 grms
Agar-Agar.	0.5 grms
Total.	20.00 gm
Per 100 gm.	100 gm.



متفق و مخالف کو کھو لے یقین

مرتب کی تھا۔ اسی کو "صحیفہ حام بن منیۃ" کے نام سے
پیش کیا جاتا ہے۔ صحیفہ برلن، جرمنی میں ۱۹۳۲ء میں پایا
گیا اور اس میں جو بعض اور اس ناقش نے ان کی تجدیدیب و
تلقیع و متعق کی، یہ عربی ایک اڑی کے دریہ ہو گئی۔ مزید تفصیلات
کہ یہ کچھ پختہ معلوم ہوں گی بلکہ تعارف حرف افاظ
اوہ "پیش لفظ" میں موجود ہے۔ اور "خوبصورت برلن" کی لفظ یہ
لفظی بھی شامل کتاب ہے۔

پیش لفظ کافی بیطہ ہے۔ جس میں تدوین حدیث
مکہت حدیث اور حدیث سے متعلق وہ کوئی متعلقہ نہیں ہے
مقدمہ کلام ہے۔ احشریں "بازیا" کے عنوان کے اس
موضع پر مزید تفصیل و تاریخی موارد پیش کیا گی ہے۔ گے اسی
دقائق کے اس دو میں جبکہ دون کو افسوس کے لئے گوارہ تر
ہنا ہے اور مذہب کو فیشن کی حدیث رکھنے کے لیے ایسا پ
نفس حدیث رسول پر طرح طرح سے محترض ہیں اور توڑ
با اللہ و بیتہ کے مرتبہ علمی کو تسلیک و تذہب کے اندھیار میں
ملفوظ کردیتے ہے کے درپے ہیں۔ ۰۔ "پیش لفظ" ایک خاص
ہمیت اور افادت رکھاتا ہے۔

سب سے بڑی خصوصیت ہماری لگائے جس اس کتاب کی
ہے یہ کہ جناب ذاکر پروفیسر الدین صاحب، ایم۔ اے۔ پرنسپ
ڈی سے صحیفہ حام کی احادیث کی تحریک بخاری اور سلم سے
کی ہے جو حاشیہ پر مندرج ہے۔ یہ پروپری جگہ براہم ہے اور
اس سے صحیفہ حام کی ثقا اہم اور بخاری دلکش کی صداقت بطور
"ایک پتھر دکانچ کے ٹابت ہے۔"
کتاب میں ایک دلو اخضوع صفتی اللہ ملیک دلکش کے نام سے

صحیفہ حام بن منیۃ شائع کردہ۔ جناب ذاکر محمد
حمد اللہ صاحب۔

ملنے کا پتہ۔۔۔ الہدی یا کلکٹنی۔ تظام شاہی روڈ، جنداہاد
دکن۔

مغلوات علٹا متوسط۔ کافد کھاٹی چھپاٹی پسندیدہ،
قیمت ہے۔

خوب ملی تالیفات کو سنبھالی اعتماد میں پیش کرنے
والے حضرات میں ڈاکٹر حمید اللہ کا نام جمیشہ ممتاز خانہ میں
رہیا۔ آپ نے نئے انداز کی تحقیق و دیسیع کے سوابے
بعض بڑی معرکتہ الارکان میں تالیف فرمائی ہیں جنہیں سے
ہر ایک مسلم تحقیق میں لائق صدیقین کی بھی بھی ہے۔ مثال کے
طور پر آپ کی "محمد بن عویس کے میدان جنگ"۔۔۔ "مول اکرم کی
سیاسی زندگی"۔۔۔ اسی طرزی قانون اور نظریہ دستور ساز
کا ارتقاء تھے امام ابوحنینہ کی تدوین قانون اسلامی۔۔۔
اٹو تائیں سیاسی سیرہ فی العہد النبوی والخلافت الرashدہ
بہت دقیق اور اہم ترجمی ہائی ہیں۔ ان کے ملا داد بھی آپ کی
دیگر تالیفات اپنایا جا سکتا ہے۔

یہ منتشرہ کتاب "صحیفہ حام بن منیۃ" کی وقت و مزالت
کچھ شایقین تحقیق ہی سے ہے۔ یہ اس کتاب کا تیسرا
اپنیش میں جو پہلے دو ایڈیشنزوں سے زیادہ جذبہ دوئی
ہے۔ ناظرین کے تعاون کے لیے بس اتنا بتانا کافی ہو گا
کہ "حام بن منیۃ" شہرہ آفاق صحابی حضرت ابو عسرہ
رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ اور ان کے سینے حضرت ابو
ہریرہ ایک صحیفہ "الصحیفۃ الصھیفۃ" کے نام سے

بھارت میں اسلامی نظام کی دعوت اور اس کی کامیابی کے امکانات

● مرتبہ جناب
دیندار الزین فالفاروق
صفوات، رہنماء

● صفات، رہنماء
محمد ناصر ز قیمت وہ

● علم کا پتہ۔ اسلامی پرنسپل ہاؤس، باتی منزل، پورنہ

اعظم گروہ، یونیورسٹی

● ایک تقریب ہے وہ سنتا ہے جماعت اسلامی اعلیٰ درجہ

کے ایک ماہانہ جماعتیں پیش کی جئی اور احصاء و تظریفی کے بعد

کتنی تسلیم پیش کی جئی ہے۔

اس میں مقرر ہے مدقول طور پر یہ گھایا ہے کہ بھارت میں

اسلامی دعوت کی کامیابی کے امکانات بہت قوی ہیں۔ اسلامی

نظام کے موقع اور مطلقی تاریخ کے بال مقابل بھارت کے موجودہ

پسندیدہ نظام کے ناقص اور فاسد طور پر موجودہ امور و اتفاقات و

شوہاد کی روشنی میں بیان کئے ہوں اور موجودہ اہل اقتدار کے

گذشتہ احوال و ارشادات کے ہم رشتہ ان کے موجودہ احوال

اور اس کا تقدیر و ایجاد کرنے میں مقرر ہے میں حالوں سے کام

لیا ہے وہ بہت مضبوط و مخصوص اور پیچہ ہے۔

تقریب پر یہ موضع پر بہت کامیاب ہے اور بھاجات

کے دعیان اسلام کے بیان کافی امید افراد کی جا سکتی ہے۔ لیکن

اس مسئلہ کا ایک اہم ترین پہلو یہ جسمانی ترقی کے بیان خود

مکمل نہ ہے۔ کیا دعوت حق کے بیان صرف کافی ہے کوئی ای

حوالہ کو اکفیں سازگاری کا امکان ہو اور مطلقی طور پر ایک

پہلو موجود ہے۔ یا اس کی ہر ذکیفت کے ساتھ خود دعیان حق

کے بیان بھی کیوں لوازمات و شرائط کا پایا جانا لازم ہے۔

اسلام کی پہنچے موجودہ سوسائٹیاں خدا ہے کہ درست

حق کی کامیابی کے بیان حلالات اور حلالی اور زمانہ و عتیقی کی

مساعدت و حقیقتی ضروری ہیں ہے جسکی کرد دعیان حق کی اپنی ملکیتیں

اور حصصیات اور خوبیاں ضروری ہیں۔ بلکہ اتفاقات گزاری و تو

ہیں کہ دعوت حق زیادہ تر برترین ماحول اور خالق ترین حالات

تسلیم ہی کامیاب ہوئی ہے۔ جیکہ حق کے داعی حصوصی ملاجیتوں

کے حامل ہوئے۔ مجب سے بڑی دلیل اس پر خود اسی حضور

مددک بھائی شامل ہے جو آپ نے "نماشی" شعبہ جوش کے
نام بیجا تھا۔ صیفیہ حامم کا منہن مددک عربی نام سے چاہا گیا ہو
اوہ مقابیں اور و ترجیب ہے۔ تو اپنے نامے ایک اور سیٹھی کی دریافت
کا نتیجہ نہ کر کیا ہے۔ "صیفیہ محرمن راشد"۔ محرمن راشد ہمایں
منزہ کے شاگرد ہے۔ اور اپنے بن ماشد کا پایا امن سے بچتے کہ
حضرت امام الحمدابن حبیب کے بیبل القدر استاد عبد الداقد بن
چام الصناعی افسوس محرمن راشد کے شاگرد ہے۔ ان کا صیفیہ
انفس زیوری و ترکی کے کتب خانے سے دستیاب ہو گیا ہے۔
جسے داکٹر محمد پیغمبر صاحب ایڈٹ کر رہے ہیں۔ اور ایڈٹ
کر جلد شائع ہوگا۔ اس طرح کی حصر کرتے الامراضات برمود فیض
دیوبند کا بہت ترجیحیہ شیش کہتے ہیں۔

وَهَذَا هُنَّا اللَّهُ حَنِيرًا لِّنَعْلَمُ

ماہنامہ "الحرم" میر خاچی میر خاچی زین العابدین

● شائع کردہ۔ مکتبہ علمی۔ قاضی منزل۔ میر خاچی۔

● صفات، رہنماء، عام سالانہ قیمت دور دی پے۔ اوزاری
دی روپے۔ فیروزیہ چار آنے۔

قاضی زین العابدین چاچی میر خاچی میں ایک
معروف شخصیت ہے۔ اپنے کیم کا دشمنوں نے اپنی مددک
منزہی درمیں کتابیں منت کر دی ہیں۔ مثلاً قابوس القرآن، میانہ
کلام فرمی۔ تاریخ الامامت وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ آپ کی ارادات میں جو پڑھنے لگے گا وہ فاصلہ
کی چیزوں کا۔ اس وقت قیصر راشد اپنی تعلیمے، اگرچہ صفات
کی تلگ و امامیت نے رسالہ کی شان و خوبی کو محشر نے اور دنیا کی
ہوئے کا بہت کم موقع دیا ہے، لیکن مرتب کا حسن ترتیب
اور اتحاد مفہومیں پھر بھی قابل وادی ہے۔ چھوٹے چھوٹے
لچک اور پیغام فرقا میں موجودہ مختلقات قابل ملاحظہ ہیں۔
اگر مرتب کو صفات میں اصلہ کا موقع مل گی تو اسیہ
کے مجموعہ ایک پر بیماریں کی صورت اختیار کرے گا۔ اپنی حقیقی
کو جاہاں پہنچنے کے زیادہ سے زیادہ خوبیاری کے دریافت
مرشب کی بہت بڑی حاویں۔

اور مصطفیٰ مہار تاریخ اسلام پیش کرتی ہے۔ داعیان حق کی جن اعلیٰ خصوصیات و امتیازات کا پتہ واقعات لگدشت سے چلا ہے کیا ان پر کبھی ائمہ کے محترم داعیان حق کو کوئی خالص توہین نہ ہے؟ کیا وہ ان داعیان حق کے احوال ظاہر و باطن اور اسراء و ملائیں اور سیرت و حکمرات اور اذکار و علمیات پر بھی ظاہر فرمائے ہیں جن کی دعوت چھوٹے یا بڑے پہاڑ پر کامیاب ہوئی ہے؟ کیا وہ مذکورہ و تصور کے برابر ہیں ایک خالص مادہ پرستا نہ اور فرمائے لائیں پرندی خود فکر کر رہے ہیں یا بلکہ قرآن اور نازکت نہ روشنی حقائق سے بھی ان کے تلوپ نے کوئی رابطہ پیدا کیا ہے؟

گستاخی مخالف یہ کوئی احتراق اور طفرت نہیں بلکہ ان داعیات کی روشنی میں میرا یقین ہے کہ دنیا کی تمام جلیں مادی ہتھیاروں کی کثرت و قوت سے صیغہ ہو سکتی ہیں۔ لیکن حق و باطن کی جگہ حق مادی اسیاب و مسائل سے نہیں صیغہ ہاسکتی، بلکہ حق کی کامیابی کے لیے کوئی دارکی صبورت، باطن کی، اعلیٰ بازنگی قلب و درج کی بلند پرداز اور فیر مادی اور غیر مادی نہ کوئی رکھ رکھا و بہت ضروری۔ یہ مادی ضروری ہے۔ اس کے ثبوت میں حق کی کامیابی کا کوئی تصریح کر لے یجیئے۔ سب سے پہلاً اور بنیادی ضرورت کی بے آب دگیاہ زمین میں ہوا یہاں باطن کی شیمار قوت اجہا امت کی بے پناہ طاقت اور ما جوں کی بیکاری نام صادرت کے مقابله میں مادی قوت کی حق و مفعن ایک جسم ناکوں۔ ایک وجود جو مادی امتحار سے کوئی مقابلہ نہ کر سطوت نہ رکھتا تھا۔ لیکن اسے جیت ہوئی۔ اس نے باطن کے تمام مادی ہتھیاروں کے لگاؤ سے ازاد کیے۔ تمام سبتوں افسوس کی گردیں جھکا دیں، یہ کس طاقت کے قدر پرداز۔ ہبھی فیر مادی پاٹھی طاقت، وہی نفس مذکوٰتی کی بیکاری اس حقائیت، وہی بالین مصطفیٰ کی لا جواب اثر انگیزی۔

پھر حق کی بھاریں پیز رہ جو اکی طرح دور دنیا و دشت دیواریں چھاتی پہنچیں، حیرت انگیز قبل و قوت سماحت کی تھی کے پرچم روم و فارس، مصر و ایران اور دیگر دور اقتدار افغانیم کے ایسا اقوال پر اپسرا لئے چل گئے۔ کس نے۔ محن داعیان حق کے معواجه کرنے پر اس نہیں مذکوٰتی کے کبر بھائی اڑھے۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی دو خادمیوں کے دعوت سے ہے۔ ہاربا ایسا ہوا ہے کہ ما جوں و حالات دعوت حق کی کامیابی کے لیے بہت سازگار تھے لیکن ایں تر داعیان حق کے مقدان کی وجہ سے مگرایی و ظلمت فدائے حق پر قابضہ خاری رہی۔

ذیادہ و واضح لفظوں میں یوں سمجھیجیے کہ تصویر کے دو نوع ہیں۔ ایک ان لوگوں کی حالت ہو جیسی دعوت قبول کرنے ہے یعنی مختلفین۔ دوسرا ہے ان لوگوں کی حالت یہ دعوت دے رہے ہیں۔ یعنی ان مغلیں۔ بیشک مغلیں کی حالت کا امید افراد ہوتا اور ذبیحول اثر کی صلاحیت رکھنا دعوت حق کی قبولیت کے لیے امکان عقلیٰ کے طور پر آپسیں کیا جاسکتے ہے۔ لیکن تاریخی شواہد ہمیں بتاتے ہیں کہ کامیابی کا بڑا مدارفاطحیں۔ یعنی خود داعیان حق کی حالت دیکھیت ہے۔ عرب و ایران سے بیکوئیہ فرانس ان تک کی تائیخ دعوت ثابت کرتی ہے کہ جب داعیان حق ان خصوصیات کے حامل ہوئے جو اسلام میں روحانی جملی ذہب کے لیے ماہ الامیات ہیں تو اسخت سے خفت نا سازگار حالات اور حریف ما جوں میں بھی دعوت حق ہمہ انگیز و تاریخی کامیاب ہوئی۔ نسلکار یہیں پچھلتے گئے۔ فدی دماغ ناہم اس تک گئے اس حقیقت کے پیش ظاہریات میں دعوت اسلام کی کامیابی کے لیے مختلفین کی حالت اور ما جوں کی کیفیت کا پافروز یہیں کے ساتھ ساتھ۔ بلکہ میرے خیال میں اس تھے مقدم خود فاطحیں کی حالت صلاحیت کا جائز دلیل ضروری ہے۔

اہم ماشتملیں کو دعوت حق کی خدمت انجام دینے والی جماعت اسلامی کے افراد صاحبِ علم ہیں اور صاحب قلم ہی افسوس و میل دینے اور بات کہنے کا سلیمانی ہی ہے۔ وہ دور عاصم کے تقاضوں کو بھی سکتے ہیں۔ ان میں قلم و انتقام ہم کی قابلیت بھی ہے۔ وہ قزم دو صلیبی رکھتے ہیں۔ انہوں نے ضروریات دین کو اپنا کر اسلامی کو درستی اختیار کیا ہے ۱۹۴۷ء ابتلاء و اذیتا سے بھی خوبیں میراتے۔ وہ عصر حاضر کے چکیلہ تقریبات سے مغلوب بھی نہیں بلکہ ترکی، ترکی جو اس بھی دنیا اور مغلیت کے ساتھ جو حرج کرنے ہیں پر میں مستعد ہوں۔

ہمیں ہبھر داعیان حق کی روشنی میں خفت و بندی کا ہونگی

صرف قرآن و حدیث ہی کو اختیار کیا گیا ہے اور اسی لحاظ سے اس کتاب کی حیثیت توحید کے موضوع پر بنیادی ہے پیراعلیوں کے بعد تو اللہ جل شہانہ کے دم و کرم سے مختلف کی احمد بھی سبھے نیک اگر بھن اعمال و عائدات تو حیدری ہیں خامی رہیں جو کہ اصل الاصول اور عاصل وصول ہے تو بیانات کی کوئی راہ نہیں کیوں نکل اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ شرک و نظر کو ہم معاف نہیں کریں گے۔

اس لحاظ سے یہ کتاب ہر مسلمان کے لئے بہت مفید و ضروری ہے۔ اور تو یہ سچ ہنس فرمی کالم وار شائع کیا گیا ہے۔

ترجمہ مختصر شعب الایمان ● تالیف: شیخ امام ابی حضرت مفرز دینی رہ

● شائع کردہ: نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، فرم روڈ، کراچی۔

● صفات علاطا خود و کافذ لکھائی چھپائی پسندیدہ قیمت ایک روپیہ۔

اماں ہیچی رہ کاشہور زمانہ نام کی تعارف کا منبع نہیں۔ آپ کی تصنیف "شعب الایمان" اہل علم ہیں مقبول ہے۔ اور تو یہ تبصرہ کتاب اسی "شعب الایمان" کا اختصار ہے۔ جسروں ایمان کی علیک شاخوں کا جامع اختصار کیا ہے جیا ہے۔ ہر صفحہ پر متراد دعویٰ کے جواہر نے سے بھرے ہوئے ہیں اور انکیل ایمان کی تمام جزویات پر کتاب حادی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولف اور ناشر کو جزا سے خیر ہے۔ کتب پر مترجم کا نام درج نہیں۔ ترجمہ سلیمان دلکش ہے۔

روحانی نشرگاہ ● ایک باون صفوہ کا کتاب پڑھتے روحانی نشرگاہ جو ایک فرم مخیر ارگمند ہیں اس نوٹ کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس کے بارے میں اپنی رملہ ظاہر کریں۔

کتاب پر "دارالأشاعت" درج نہیں بلکہ مطابق سے معلوم ہوا کہ حیدر آباد سے شائع ہوا ہے، اگرچہ یہ اپنے

حضر اسرائیلی کے دھیان تن روغاۃت کے معیار اعلیٰ اور صفاتے تدبی، اور اسلام کی فضیلتی طلب کو یافتے ہوئے تھے۔ پھر جو سال ہجتوں سے (۱۹۴۷ء) عالمت ہیں تجدیبی کی تو اسی تھے۔ اس کا بہ وہ صفات اور قوت و سطوط کی خواہ اول نکلے پا دھرف، ان کا کارواں شروع ہو گی۔ حق کا طلاقی رشتہ اس طرح سکھا گیا جیسے تکفیلی ہوئی ریچارڈ اوسٹین سے ملکہ لٹکتی ہے۔

میری اس قرآن ترجمہ کی مطلوب یہ ہے کہ دھیان تن کو دعوت نہ کے باپ میں عالمی اتفاقی اسلوب، نکار و نظر سے بہت بلند ہو کر سوچنا چاہیے۔ اتنا بلند ہو کر جتنا کو دو اسلام دیگر دن اہم و تکریات سے بلند ہے۔ فیکی کی معرفت قدر میں شہزاد خوش اخلاقی، دیانت، ایسا ہے جو دو خیرہ سب سے تک اپنی جگہ مسلم اور مولک ہیں بلکہ ان کا دو خود کو دیگر دن اہم و تکریات کی بیان ہے۔ اسلام کے بیان انکی بیانی صوراً بہ اخلاق میں بھی پایا جاتا ہے، اسلام کے بیان انکی بیانی منزل و مقصود کی ہیں بلکہ بعض اجزاء ترکیبی کی ہے، اسلام کا اصل مطلب اور دین کا معیار بہت بلند و ارفع اور عالمت اور منتشر ہے۔

میں نہیں جانتا کہ اپنے ماں افسوسی کو بیان کرنے میں لیے پوری کامی بی جوئی ہاں ہیں۔ اگر قارئین کو اس تحریر میں کسی طرح کے احتراض و ایجاد کا مگن ہو یا کسی طرح کی قططہ ہمیں ہو تو ہذا بھی صحافت کرے۔ اور اگر کوئی کام کی پات اس میں میں کے کو اللہ سے اپنائے کی تو فتن عطا فرمائے۔

کتاب التوحید ● تالیف: علام محمد بن عبد الوہاب
مترجم: مولانا ابو عینہ اللہ عسید ہیں
یوسف بن محمد مسعودی۔

● شائع کردہ: در محمد اصل المطابع دکارخانہ تجارت کتب فرم روڈ، کراچی۔

صفات علیحدہ متوسط۔ کھدائی چھپائی کافذ معاشری معمولی جلد۔ گرد پوش دیوار زیر رو رفتا۔ قیمت تین روپیے۔ اس کتاب میں کلمۃ الالہ الالہ کا، محل غیرہم و مکفہم بیان کرتے ہوئے ان بذریات و خرافات کی تردید کی گئی ہے جو حقیقی توحید ہیں مرام اور مدعی ہوئی ہیں۔ تمام مطالعے کے

جو بعد میں تمام دنکار بھوس کا بھی خانہ پڑھ تعلیم ہے۔ ۲۷
حالانکہ "حدائے گنبد" کے ذیل میں کوئی بھی بات اچھوئی اور نادر آ کیا قدر کے حدید اور واقع بھی نہیں ہے اور اگر ہو بھی تو خود ستائی کا یہ عامیا نہ انداز "اپنے نغمہ میاں نہ" کام علاقوں ہے۔

مثلاً پر:- "کیا تم امیسی بات کسی کتاب میں بتتے ہو؟ یا عصر حیدر کی شال سے کسی سنے تم کو سمجھایا ہے۔ حالانکہ میں باتی نہ درست پر یہ العنا لائن سے ہیں وہ بعض بکوس اور جہاں بکوس کے لئے باور ہو سکتی ہے۔ جگ جگ بریکٹ میں "جرز" لکھا گیا ہے، پر زغالباً ان تالیفوں کو کہتے ہیں جو مقرر کے کسی پسندیدہ کلام پر بیجا فی جاتی ہیں، کما مصنف کے تردید کے خواجہ الجیری کی درگاہ میں ان کے مقتندین تالیف بکایا کریں گے۔ مسئلہ پر غیب بات کبھی نہیں ہے۔

"سورۃ فتح روشن انبیا پر چلتے فی دعا ہے (الفصل العیں) اگر یہ دعا قبول نہ ہو تو اللہ میاں کا انہیا کو جھوٹ کرنا ناضل ہبست ہو جاتا ہے، لہذا دعا کا قبول ہونا ضروری ہے، اگر دعا قبول کرنا ممکن نہ ہوتا تو سورۃ فتح کی تعلیم تدبیحی، درد تعلیم دینا عبیث ہوتا ہے۔"

یہ ہمارت اپنے دروازہ کا رہوئے ہیں کسی تعارف کی تحدیت نہیں، بعض دعا ہیں ابھی ارشک کی درکردی نہیں۔ سے شک سورۃ فتح قبولیت دعا کا ہمترین ذریعہ ہے اور اس کی برکت میں کوئی کلام نہیں، لیکن درد نہ ہم مشعر مقدم شک پر چاہئے میں کامیاب نہیں ہوا اکرتا، دعا کی قبولیت کی کوئی گارنتی نہیں، اشریق پاہتے ہیں تو ایک بلا فائزگری دھافری قبولیت حاصل کرتی ہے، اور نہیں چاہئے تو فاتحہ درود دے کے ہزار سے بھی لا حاصل جاستے ہیں۔

مصنف بار بار اس طرح کے المقاومہ دہراتے ہیں۔ "اے مرید! اہم اسی مرقد پر توفیق ساتھو میکرو!" دہماری مرقد کتاب کے الفاظ میں، خدا ہائی ایسے داغنوں کے پاس شفی ہلالِ ولی حدیث کا کیا جواب ہے

معشار نہیں وہیان اور تو محبت مضمون کے اعتماد سے اس لائق نہیں کو سمجھیدہ ذہن اس پر تو مددیں، لیکن چونکہ حیدر آباد میں بھلی بڑی تعداد میں جا کیسے اور بھلی کے میش عظر اصلاح خوام ہے اس سے تھفر اس کے باتے میں کچھ فرض کرنا ہے قتل نہ ہو گا۔

اس میں بعض جزئیات دین کا وعظیبے، خلاصہ تیرہ تو تقویٰ، نفسہ و دعا، قصل اولیا مار، ضرورت بیوت و غیرہ ملانہ سے معلوم ہوا اگر اہل سنت ویدعات کے درمیان مشہور فتنیف فیہ مسائل میں مصنف کے خیالات بیشتر اہل سنت کے موافق ہیں، لیکن بعض میں ان کی موافقت اہل بدعت سے بھی ہے، مثلاً صالح کے بارے میں ان کے خیالات قطعاً غایل اور ضاد اکتوبر ۱۹۴۷ء کے شمارے میں تفصیل و تحقیق سے لکھا جا چکا ہے کہ صالح کا ہواز بعض اہل الٹرستے بہت ہی غاصہ حاصل ہوئے اور سخت شرطوں کے ساتھ کی تھا جو فی زمانہ قطعاً ناپسیدہ ہیں اور اس جملہ صالح کی اجازت دینا خالص مگرایی و سب دینی کی اجازت دینا ہے۔

دوسری سب سے بڑی اور جنیا دی خراپی اس کتاب پر کہا جائی ہے کہ اس میں بات اعدہ مزادوں پر خاری کی دعوت دی گئی ہے، بلکہ بیوں بیجیے کہ پوری کتب پر قول مصنف خواجه غریب (ڈاز کی درگاہ انجیر کا شتر) ہے اور میں مضمون گیا خواجه الجیری کی طرف سے ماضیں درگاہ کے لئے و اخراج تحریر ہے۔

اخراج تحریر بہت بھی بچکا ہے، اس حد تک کہ بعض ہمارات کو خواجه الجیری کی طرف مشروب کرتے ہوئے ہر اس شخص کو شرم دندامت ہوگی جو خواجه ماحب کی حقیقت مفت دلقدیس سے باخبر ہو۔

خلاصہ مصنف علی پر لکھتے ہیں:-

"ہریں دھرم کے ایک اچھوتا عنوان "حدائے گنبد" کے نام سے آپ کے ملاحظے کے لئے اپنے افذاخ میں پیش کیا ہے، جس کو آن ٹکنے کسی نہیں لکھا، یہ مالک انکھائیں ہے

آنکھپور سر در کوئین صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بارکت، سعادت اور حاملِ الوارکس کا مرقد ہو سکتا ہے، میکن تاریخ نہیں بتائی کہ صحابہؓ اگر اور علماء و مصلحتوارے اپر ایرے نسلے ہوں، تھا وہ مرثتو مبارک ہے جس کی طرف شریعت رسانی سفر پاندھا درست ہے، اس کے باوجود وہنا اور اسی اور سقراطیہ و قیامِ علیٰ تکرہے۔

لکھنے والوں نے اس طرح لکھا ہے گواٹام و داہو،

اُن پسرید کی کہانی "اخویں کی قربانی" تعلیمِ ضرورتیکن مزاحیٰ طعنی کے لئے کشش سے خالی۔ پھر اقتام پر الہ جات کیا کہنا کہ "تم جھوت بولنا استران کرو، لڑنا مجھوں کا قربان کرو۔ قربان کے بالکل اس ایک غلط ذہنیت پر ورث کر سکتے ہے، قربان کا بانو ناپاک اور برقی چیز نہیں ہے کہ اسے جھوٹ اور گندگی سے تشویہ دی جاسکے، ماہرا قادری کا خوشی کے آنسو" اور صیبِ اشعر کا "چلنج اور بداؤ" اچھے افسانے ہیں، مسکرِ صبد المغز منظر کا "رجان شاہ کے دربار میں" بے مزہ اور بچوں کے لئے کشش ہے، موجودہ مسلمان معاشرے میں رجان شاہ "نام جس اسنائی اور جیوار کا ہے اس کے ناظر ہے اللہ جل شادہ کا اس نام سے تواریخ مناسب نہیں ہے۔

نید اسلام کا "جنت کی پری" میں ناتمام ہے، باقی مظاہرین جن کی چیخت تاریخی ہے عمدہ ہیں۔

منظومات میں اگرچہ بچوں کے علم و فہم کا لحاظ ضروری ہوتا ہے لیکن شاعر کا زبان و فن سے گرم ہا بھی ٹھیک ہیں کل رات خوشی میں ہیں نہند ائمہ نہیں تھی

آئی بھیلا کیا تیندیہ میں بھائی نہیں تھی سولتے اسکے کہ زبائنہ ای جیز کو، جیزوہی "رات" "مجھلا جائے اصرع ٹانی سے بالکل واضح نہیں ہوتا کہ کیا جیز نہیں بھائی اس تکم کا عنوان "بڑی عید" نہ مانتے بچوں ہے۔

صلت پر:- وہی العالمین کا لازم جم "سائے عالموں کا لازم" میا گیا ہے، اول تو باشدون کا افذا ذر غلطی ہے بچوں کی تقویم کیتی صفاتِ ایش، معاذینِ مختصر اور بین آموز ہیں، مسلمانی تعلیمات اچھے انداز میں پیش کی گئی ہیں، اس طرح کے دینی رسائلے بچوں ایسا کرنا ہی محسناً تو باشدون کو برکت ہیں دستی۔ "امان" والی حدیث "ہماری دنیا" کے تھے ماطلبین کے لیے کہت اپنی چیز ہے،

"حسن مل سے تو فرشتہ ہو گا، اور ترکِ مل سو جوان" اعمالِ حسن کے مقابلہ میں اعمالِ تقویم کا ذکر لازم تھا، ترکِ مل سے زیادہ غالی انسان کو جیوان بناتے ہیں۔

عہارات میں صدہ اشعار مقام کی مردمیت سے بے نیا ہو کر چکائے گئے ہیں، آخر میں سفری کی مصلحت و حکیمت بھائیت ہو سے شہزادہ محمد علیٰ نقشب شاہ کی مشاہدی گئی ہے جو بھائیت ناہی تورت پر ہاشمی تھا اور قلعہ کے چور در دارے سے رات میں لھلانا تھا، انسوس ایک معمولی حقیقی کا اور ہی اس تکشیل کی کرامت و سفاہت کو سکون کرنے تا، مگر مصنف نے مسوسِ دی کی

اس سے زیادہ کسی تبصرہ کی یہ کتاب تھان نہیں، بہاریانِ اسلام کو چاہیئے کہ ایسی کتابوں کے مطالعہ میں اپنا ناقص ضائع ذکر ہے۔

ماعتname ہماری دنیا | مرتب تلقیٰ ہلیٰ، محمد یوسف صاحبjan

دارالاشرافت، کتبہ الحسیب، ۲۹، زین بازار اچھرہ

کھبری ہو گل، بلڈنگ شاہ عالم بارکیٹ (لاہور)

سالانہ قیمت چاروں سوپہ، پیش مذکور قرآن نہر دس اسے۔

بچوں کے اس ماہنامے کی کوئی عام اشاعت ہماری

نظر سے نہیں گزری، یہ خاص باغاشرافت "قربانی نہر" یہ جس کا

نائلن بچوں کے لئے بہت دلکش کمی نہ ہگا ہے، کافر صدیقہ گلیز

صفاتِ ایش، معاذینِ مختصر اور بین آموز ہیں، مسلمانی تعلیمات اچھے انداز میں پیش کی گئی ہیں، اس طرح کے دینی رسائلے بچوں ایسا کرنا ہی محسناً تو باشدون کو برکت ہیں دستی۔

چند خاص امور کتاب میں

اشتراكیت و میں کی تحریر گاہ میں اصول و نظریات کی
حدائق تو یہ بات

اوری طرح واضح کی جا چکی ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں اشتراکیت و میں امور کے خاطر میں اصول و نظریات کو چھوڑ کر صرف واقعیت سے بحث کرتے ہیں اور روایت پر پہنچتا ہے وہ میں جس اشتراکیت کا ذہن میں پہنچتا ہے اسے دل بنانے کا اشتراکیت کی خوبیاں کوئی نہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے یہ کتاب نہایت ضروری اور قیصلہ کی تصنیف ہے۔ اسیں روس کے اشتراکی معاشرے کی صحیح صورت کو خود اشتراکی مصنفوں یہودیوں اور مشاہین کی تحریر و تفسیر کی روشنی میں نہایت مدقق اور واضح طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ ہر سلان کے لیے خصوصاً اور ہر اس شخص کے لیے عموماً جو اشتراکیت کے عملی نتائج جلتے کا خواہش مند ہے۔ نہایت ضروری اور ضریب ہے۔ قیمت مجلد نیم روپے۔

محمد بن عبد الوہاب از مولانا سعد عالم ندوی
بารصوی صدی بھری کے شہر مصطفیٰ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب بھندی کی سیربت اور دعوت پر عملی و تحقیقی تصنیف ہے جس میں شرق سفر کے تمام مأخذ پری طدرج لکھنگاں کو غلط فہمیں اور فلسفے بیانیوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ مصرف کتابوں کے حوالے ہر شرط ہے۔ بلکہ ان کتابوں کی علمی و تاریخی پوزیشن اور مقام کو بھی تفصیل بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کی ثابتت دامہست کے لیے ناصل مصنف کا نام ہی کافی ہے۔

قیمت دو روپے آٹھ آنے ہیں
اس پر سے طلب فرمائیے۔

اسلام کا نظام حکومت [یقیناً اسلام کی ریاست، مارہ کا کامل و ستر اسلامی اور

ضابطہ حکومت۔ جس میں اسلام کے نظام حکومت کے تمام شعبوں اس کے خلفیتی سیاست و سیادت کے تمام گوشوں، ریاست و حکومت اور اُس کے تعلقات اور عام و سوتوںی معلومات کو وقت کی نظری ہوئی زبان اور جدید لفاظوں کی درجہ میں بہارتی تفصیل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ حکومت اُنہی کی تائیخ اور اہمیت اسلام کی حکومتوں کی سرگزشت، پچ اور موثر پریارہ جس بیان کی گئی ہے۔ قیمت چھ روپے۔ مجلدات روپے۔

عبد نبوی میں نظام حکمرانی [از جناب مجھے حیلہ لئے جتنا یہ عجیب و غریب کتاب

اپنے موضوع کی بالکل اونکھی پر ہے۔ فہرست کے چند عنوانات ملاحظہ ہوں۔ عبد نبوی کا نظام تعلیم۔ آنحضرت اور حجاجی وغیرہ۔ قریب کی خیال جھنیں میں اعتماد اور خجال اور ای ایسیں۔ بلکہ ہر جیز کو ٹھوں تاریخی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ تقریباً پانچ سو سال باہم کے عالموں سے کتاب بزرگ ہے۔ یقیناً یہ کتاب آپ کے دینی و مسلمی مطالعہ کی ایک بہترین ہے۔ قیمت مجلد مع ڈسٹ کرو للعمر

سر اپنے رسول [بسیار کام سے ظاہر ہے اس مقدس استاد

گوشوں کا صبر روانیات دو دلائی سے سامنے لایا گیا ہے۔ آئندہ بیان دھان پاہنیا۔ سونا جاگنا۔ بونا۔ مسکنا۔ معاملات۔ اخلاق۔ عادات۔ مرغوبات۔ غلیر۔ عرض آنحضرت کا تمام سر اپا الفاظ اکی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ پیش لفظ استید ابوالا علی مودودی کا ہے۔ نامیں لگیں ۲۰۰۰

مکتبہ تخلی دیوبند ضلع سہارنپور (دیوبند)

لاجواب ردعمری دشمنی [اصلاح اللعافت سیجوی قبول عام]
 اپنے افضل عزیز الحفظ اس صاحب مذکول کی ذات گرامی مخاتیح تعارف نہیں۔
 آپ نے ترجیح کریتے والوں اور دیگر شاگردنیں کی آسانی کیلئے ابایک
 ایسی دشمنی تیار کر کے شاخ کی پہ جس بڑی بھی ارادہ لفظ کا عربی
 ترجیح نہیں ہے اسی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی دشمنی فی راست
 کم و بیش نایاب تھی اور حقیقت یہ ہے کہ فاضل موقوفے ایک دوست
 کی کو برداشت پورا کیلئے ہے۔ «سری زبانوں کے جو الفاظ اور معنوں میں
 عرب اسلام کی شیری تھی۔ رمل وغیرہ انکو بھی خصوصیت اور توجہ سے شامل
 کتاب کیا ہے۔ الحکایت چھانی پاکڑہ کا فہمہ مدد۔ مخلد عدو شکر پھر وہی
 اشاعتِ اسلام کے سامنے ہم خضرت مولانا جیبی رحمتن کی
 سعکر الاراقینیف ٹھے۔ بڑے حضرت مولانا شاہ ابو حسن شاہ بھری
 مولانا حسین احمد صادقی مذکور اور مولانا احمد طیب صاحب تبلیغِ اسلام
 دیوبند و غیریم سے دلائیں حاصل کر چکی ہے۔ اسلام کی طرح جیسا کہ اس
 سوال کا تفصیلی اور مختصر انجواب تاریخ دسیر اور عقل نقش کی شہادتوں
 کے ساتھ شاید یہی کسی کتاب میں اتنی تفصیل و تحقیق سے دیا گیا ہو یہی
 ہوئیکے ساتھ دیکھ پس اس تدریج ہے کہ ایک دختر شریع کے ختم کو لفڑیوں
 رہ جاسکت۔ نیا ایڈیشن عمدہ نکھانی چھانی اور دلکش ماٹل کے ساتھ
 قیمت چھ روپے (مجلد سات پہلے)

ش. العدلیں احضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی معرفت الاراء
 سفارہ ایڈیشن [تصنیف القول الجمل سوار اسیل] کامل ردعمری
 شاہ صاحب حرم اللہ نے اس کتاب میں ذکر بیعت کے مارہ علیہ پر
 مفصل کلام کیا ہے۔ بلاشبہ بیعت و ذکر کا موضوع نہیں اہم ہے۔
 اور اس باب میں ہوت افراط و افراط جملہ ہی ہے۔ سوراہ سیں
 کام طالعہ سمجھتے ہیں کہ نہیں ہے اسی ساتھ ہی کام طالعہ
 تسلیل قصہ اسیل (کلام) میں کریبی افادات۔

بیعت اشارہ کر کر ایک سلسہ کیلئے پہاڑی نہیں پیر کال کی بیجان طریقت و
 شریعت کی بیعت، خودوی بولیات کو تو اصل احادیث حقوق قیمت ۸
 لکھتے تھے جیلی دیوبند (بچپی)

مؤلف: - ۱۱) عظم اوصیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ بعض اہم اصول و
 عقائد کی تشریح۔ زبان عالم میں صفات ملکت قیمت اور وہیہ۔
حیاتِ مسلمین (اردو) اس کتاب میں ایسی اہم دینی تحریر
 شامل کی ہیں۔ جن کو اضیاف کر کے مسلمان کی زندگی صحیح تھیں، مسلمانی
 زندگی ہو جاتی ہے۔ جو اہم اصول و عقائد اور اعمال و عبادات مختلف
 دین ہی کتابوں پر بھرے ہوتے ہیں۔ انکو کجا کر کے ہر شخص کے لئے شکلیں
 عقائد اور تکمیل عبادات کی شکل راہ آسان کر دی ہے۔ مجلد ۳ خوبصورت
 ڈسٹ کور۔ قیمت ایک دوسرے بارہ آئے ہے۔

مضامین المذاہبِ مسلمان ندوی سید ملیحان ندوی کے
 خاص اقسام اور عکوه الاراضیں کا جو موہہ پلی فرست میں طالعہ کی
 چیز ہے۔ میں اعلیٰ درجہ کے معلوماتی لبریز مضمون۔ گوہیں قسمی ہوتی
 ایک شہر میں پر ویسے گئے ہیں۔ قیمت چار روپے (مجلد پانچ روپے)
اعجاز القرآن ایسیں تکمیلیں حضرت ملا شیراحد عاشقی کی
 معرفت الاراقینیف ایل علم جلتے ہیں کہ علامہ
 موسیٰ بن جعفر ہوئی کے ساتھ ساتھ قلم کے بھی بادشاہ تھے۔ انہا میں
 ملک فہم و پذیر الدلچسپی لائل اسلام لائل اخراج اپ کی تحریریں بخوا
 کے قال ہیں۔ دشمن اسلام نے قرآن کے اعجاز پر جو اقتراحات کئے
 ہیں اسکے دلواش کی جمادات اعجاز القرآن میں طالعہ فرمائی ہے۔ ہمیں ۱۱
آدابِ النبی اجرہ الاسلام امام غزالی کا ایک بیان افراد زیارت
 شماں اور علیہ شریعت بھرا جاتے اختمار و سلامت کے ساتھ
 جمع کئے گئے ہیں۔ ہری صرف دس آنے ۱۰

اسلام کا نظامِ عفت و عصمت عفت و عصمت کی طلاق
 اسلام نے کس کس خوبی کو
 کی ہے۔ اس و مرض پر یہ لاجواب کتابیں موجودہ دو روپ اسلامی
 میں پر بڑے کام کی چیز ہے۔ جسے عمارہ طباعت و کتابت کے ساتھ شائع
 کیا گیا ہے۔ قیمت چار روپے (مجلد پانچ روپے)
 لکھتے تھے جیلی دیوبند (بچپی)

قصص القرآن

ایک عظیم الشان مذہبی اور عملی
و خیرہ اردو زبان میں

حصہ اول:- حضرت آدم عليه السلام سے یہ کھضرت موسیٰ و موسیٰ
ئسٹہ تمام پیغمبروں کے مکمل حالات و اتفاقات۔ قیمت پھر و پے۔
حصہ دوم:- حضرت یوسف عليه السلام سے یہ کھضرت نبی علیہ السلام
کے تمام پیغمبروں کی مکمل سوانح جیسا اور دعوت حق کی معرفت اور تربیت
و تغیر۔ قیمت پیش رونپے۔

حصہ سوم:- اصحاب الہیف والریم، اصحاب القریب، اصحاب
امباب الرسیل، اصحاب المقدوس اور یہود، اصحاب الاعد و اصحاب الفین،
اصحاب البخشیہ و القرضیں اور سید سکندری، سید اوریل عمر وغیرہ۔
قصص القرآن کی مکمل و مختفان تغیر۔ قیمت پا خرو پے۔

حصہ چھواں:- حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم النبیاء علیہ السلام
کے مفصل حالات۔ قیمت پیش رونپے۔ مکمل پیغمبر علیہ السلام پیش احمد
ہر حضرت الکالاگ بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔

ترجان است ارشاد ایت بنوی کا جامیع دستند ذخیرہ
اردو زبان میں

جلد اول:- اردو زبان آنجلکا حدیث کے چند مختصر اور ناقص ترجم
کے سوا کوئی نہیں بالاشان کارنا نہ انجام نہیں دیا گیا۔ یہ ملک سبق ہے
کہ ترجان است کے نام سے خدمت حدیث کا عظیم الشان مسلسل شروع
کیا گیا ہے۔ حدیث کی مصل عبارت مع اعرابی، سانحہ میں ملکیں عالم فہم
تو تجھے اور شرجی نوٹ شروع میں ایک جسمطا مقدوس ہو جیسیں ارشاد است
بنوی کی اہمیت اور احادیث کو ارتباً و مدارج پر پیغمبرین بعثت کے
علاوہ تین ہزار حدیث کی تائیخ اور مقام رسالت و نبوت اور دیگر احمد بن
عنوانات پر فصلی کلام کیا گیا ہے۔ بعض شہود انہی حدیث اور اکابرین بامت
کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ ہر دس پیچے (مجدداً بارہ روپے)
جلد دو:- کھنامت پھٹکا کر باغث دیوان است کے تمام
جلدوں میں قسم کر دیا گیا چنانچہ جلد اول کتاب الانسان و الاسلام کے تمام
اہم اواب پر مکمل ہے۔ پہنچ جلد کی سب خوبیاں اس میں موجود ہیں۔
حدیثہ نو روپے (مجدداً بارہ روپے) مکمل ہر دو حصہ غیر جلد اول میں روپے۔
(مجلد سیسیں روپے)

مغربی الحفاظ اردو عربی لغت کی ایکیم الشان
کتاب۔ پھاس ہزار سے زائد عربی
الفاظا کی اردو تشریح۔ یعنیم الشان عربی اردو لغت ایکی خصیتیں
کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ جہاں تک عربی سے اردوں لغات
کے ترمیج اور تشریح کا تعلق ہے۔ آج تک اس درجہ کی کوئی کافی
وجود نہیں آئی۔ سالہاں میں اسی عرصہ ریزی اور کوششوں کے
بعد ثابتی قطعی کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل عظیم اقدر
لغت اصحاب دوق کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

المتجد عربی لغت کی جدید کتابوں میں اس وقت سب سو
تیلہ جامع اور دلپڑی کی جاتی ہے۔ مصباح اللغات میں نہ صرف
اس کتاب کا پورا اعتماد شد کریا گیا ہے۔ بلکہ اس کی ترتیب میں عربی
لغت کی بہت سی دوسری بلند پایا اور فہم کتابوں سے اخذ و انتباہ
کی تمام صلاحیتوں کو کام میں لا کر دو دلیل کی ہے۔ جیسے قاموس -
شماج العروس۔ اقرب الموارد جمیرۃ المقدم۔ نہیں این اثر۔ مجید الہمار۔
مفردات امام راغب، کتاب الانفال۔ نہیں الارب، صراحت وغیرہ۔
مصباح اللغات علماء طبلاء عربی سے پڑی رکھنے والے الگرینہ
وال، اردو فواد سبک کے لئے بحروفی ہے۔ جلد دو صورت اور
ضبوط انگریز روپ۔ قیمت سول روپے۔

الفاروق مصطفیٰ علیہ الرحمۃ
حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت حالات اور کلاموں
پر مسلسل کتاب ایں ملک میں جتنی شہروں میں ہوئی وہ تخلیع بیان نہیں
حقیقت ہے کہ اسلام کے اس فناجع علم اور بڑی جملہ کی زندگی اور
روز خلافت کی تفصیل الفاروقؓ سنبذیا دہ اور اسی اردو کتاب میں
نہیں لقی۔ نہ صرف اس کی سیرت اور اخلاق و فضائل کا بیان ہے۔ بلکہ
آپ کے جملکاتے ہوتے ہوئے ہمدرد خلافت کے چیرت انگیز و اتفاقات۔ آپ کو
علمی تلقین اور تعلیم کارنا نئے اور جنگی مرکوں کی تفصیلیں شامل
کتاب ہیں۔ بعض فتحتے بھی شامل کتاب ہیں۔ اسلامی تاریخ کے میں سے
لذیں دو کی معتبر تاریخ جاننے کیلئے الفاروقؓ اپنی قسم کی واحد تصنیف
ہے۔ تا تو میں مدد من دشکوہ۔ قیمت پھر و پے۔

مکتبہ تخلیٰ دیوبند۔ ضلع سہارنپور (بیوپی)

بہ شہرتی لیور کی قیمت میں زبردست رعایت

اب تک جو بہشتی زیور غیر ملین روپ کا دریا جبار پاتھا، اب وہ بارہ کار دریا جائیگا، جلد دو جلد نہیں پندرہ روپے، جو لوگ بغیر حاشیے اور بلا اضافات کالچا ہیں انھیں اشرفی بہشتی زیور غیر ملین ساڑھے سات اور جلد فور و پیکا مل سکتا ہے:- اس اعلان رعایت سے فردی فائض اٹھا یے۔

قدان بلاترجمہ

شاندار عکسی، ہر صفحہ پر خوش تباہیں، صرف کچھ کھلے روشن، کافی سفید، مائل لکش روگین، حرکات نہایت مدد کریں، پیشہ چھپیں، روپے، جلد اعلیٰ پختہ انتیس روپے

قرآن: بہت موڑ حروف کا ہوتا سائز دو ترجمے والا

حکیم الافت مولانا اشرف علی[ؒ]
در شاهزادی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بجا
ترجم اور تفسیری حاشیے کا قرآن بہت سائز سائزیں جی قلم ہے
سفید کا خدا اور روشن لکھا کی چھپا کی کے ساتھ چھپ گیا ہو
ہر بیکار کو شمع پختہ چھپیں روپے، جلد اعلیٰ پختہ انتیس روپے

قرآن

موڑ حروف والا

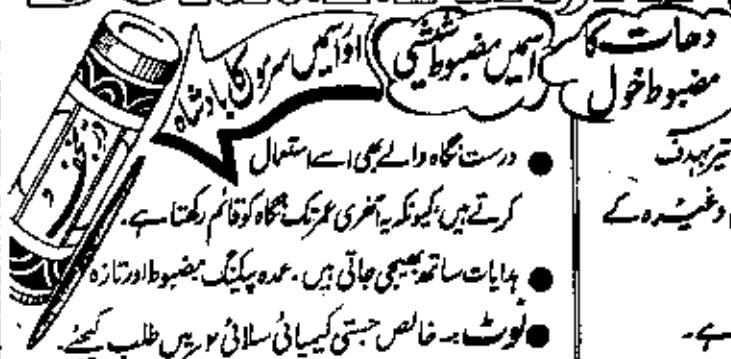
مخفی لکھا دلوں کے لئے ۱۰ سالاں حروف اور دانچ
حرکات والا قرآن کافی دقت، تھاکر پاکستان سے منتقل گیا یہ
یہ ہری ہے جس کا اعلان کوہ مدرسہ پیغمبر جاری تھا، اور بعد میں ہر چیز
با عصت آور ڈروں کی تعمیل نہ ہو سکی تھی۔

حدیقہ بیکار کو شمع روپے دیجی چیز اعلیٰ سفید دلتا ہے
پر فبد کیا رہ دوپے کی ہے)

اور جیسی قیمت کمہ کر رینی مطلوب ہے میں کو دانچ منسرا ہیں۔

إِنَّ اللَّهِ بِنِ إِيمَنِكُمْ
وَعَمِلُوا الصِّدِّيقَاتِ

DURR-E-NAJAF



دعا خواں مخصوصی اداہیں اداہیں

مخصوص خواں

درست بخواہ دالے بھی اسے استعمال

کرتے ہیں بکری کی محری علیک بخواہ کو قائم رکھتا ہے۔

ہدایات ساتھی بھی جاتی ہیں عموم پیغمبربخواہ اور تازہ

لوٹ خالص جستی کیساںی سلائی ۲ روپیں طلب کیجئے

امد میں ہن کے سو آنکھوں کی تمام چار یاروں کا تیر بیدف

و صندوقتیا جلا ارتندا پڑیا اور سرفی و غیرہ کے

سلیے پہنچاں شفا۔

بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

● بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

چند تعریضی خطوط احکمی نقشیں ملاحظہ فرمائیے

بڑائے دو گلکار اس سرمه کے استعمال کریں۔

سابو جو السرن مانند علم مراد یاد و سبک کو نہیں

سے سر بخف کا استعمال کیا نہیں تھا مفہوم پایا۔

خانہ بارہ، باروی حاجی عجم محمد علی خاں صاحب

عرف کے سیاں نہیں احتشم

سر بخف بہت غرہ سرہ ہے ہیں ملے بہت سے شخصوں

کو دیا، انہوں نے استعمال کیا اور یہ حد تعریف کی۔

ایک تو لپاٹی دوپے۔ ۶ ماشہ تین روپیے

ایک یادوگی شیشیاں ہنگائی پر چون شکا جاتی

ایک یادوگی صرف ہجھڑا

یعنی جو سرہ کی قیمت کے علاوہ ہے۔

انکے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط موجود ہیں

بیس پہنچاہوں۔

ڈاکٹر طہری خارخان حکایت ہے کہ آنے والے کم تری

زم اول ملزی مرحوم نہ کھنو

سر بخف آنکھوں کی یاروں کیلئے بہت فائدہ مند ہے

یہیں ملے بہت سے مرضیوں پر طرف سے لعوبی

استعمال کے آنکھوں کی روشنی مل ترقی برقراری ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی

ضلع رخصان کوئٹہ وہ سند

روشاد فرستہ میں آپ ہمارے اس دوہم ضمید ہے کہ

اس کی رخصیوں آپ جاہیں سری طرف سے لعوبی

تھیں اس کی انسانی کروں گا۔

مولانا شیخرا حمد صاحب مدنی و تمہارے فرمانے میں

تین ملے سر بخف استعمال کیا اور دوسرے اعزاز کو

استعمال کریں جنل اسکے بہت سے سترے میں ملے استعمال

کئے سب سے اچھا ہے بہتر اسے پیا۔ مجھے ایسے ہے کہ بخس و اسٹن نہیں ضمید ہے۔ میں پہلے سے سفارش کرتا ہوں

ایک سالوں کے لئے اسکے استعمال سے قائدہ اضافیں۔

زبان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔

ڈاکٹر امام الحنفی صاحب انتہا علم ویہود قطلاں

ایف، آر. سی. بی. ایں، ریس، مارہرہ

تین ملے پر سر استعمال کیا آنکھوں کو تقویت اور جہالتی

سے ضمید پا رہا ہے کہ اس بصیرت اس بیانات افراد

میں ملے سر بخف کو اپنے بہت سے مرضیوں کا استعمال کیا

سرہ کا استعمال کر کے اسی تجویز پر بخیجئے جس پر بعد تجویز کے آنکھوں کے امراض میں ضمید پا یا میں ایسے بخیجئے

کہ ملے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط موجود ہیں

کستان کا پتہ ہے۔ شیخ سیم اٹھ صاحب ہے جت لیہنہ لا اختر کر اچھی۔ پاکستانی حضرات اس پر تقریباً سو سو حصہ لذکر خدا کر کے سرہ سی آنکھیں بخجیری

گھبھا استعمال ہے۔ دیوبند

صرف عالیت مرض ہیں
شیخ سعید میں بھی روزانہ
استعمال کریں جو ہر دن
وات تو نکوچک لوز فراہ
عطایا کرتا ہے۔

اگر دارہ یاد اسٹکلر
میں تو مدد یقیناً
مرض ہو جاتے گا اور
مدد ہر پیشہ و مفت
کی برداشتی یقینی ہے۔

جَهَدِ الْحَمْد

جس طرح دار الفیض رحمانی کے سرہ در تیر رجف نے اپنے نمایاں فائدوں کے باعث تقویت حاصل کی اسی طرح "جو ہر فرد ان" بھی تقویت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ اب تک استعمال کرنے والوں کی اکثریت کی طرف سے برابر تعریفی خطوط آئی ہیں۔ فوائد حسب ذیل ہیں:-

● پانیوریا کے جراثیم کو مارتا اور مرض کو جڑ سے اکھیرتا ہے۔

● دارہ یاد اتوں کے سخت سوت دروں کو فوری تکمیل دیکر نزل کا پانی نکالتا اور در پیدا کرنے والے اسناک ختم کرتا ہے۔

● روزانہ اس کا استعمال ان لوگوں کیلئے بھی ضروری ہے جن کے نہیں کوئی مرض نہیں بلکہ یہ مرض پیدا کرنے

کے لئے مادوں کی جمع ہونے سے روکتا اور مرض کے جراثیم کو جلا کرتا ہے۔

● دانتوں میں پاکیزہ چک اور خوشنائی پیدا کرتا ہے۔ اسے استعمال کرنے والے دانتوں میں کیڑے ابھی نہیں لگتا۔

● منہ کی بدبو اور ہریک کو ختم کرتا ہے۔ ● ٹھنڈے پانی یا گرم ہیزوں کو دانتوں میں لگنے نہیں دیتا۔

● یاد رکھے۔ ہم نے اسکی دو قسمیں کر دی ہیں۔ نمبر ایک۔ جو کسی مرض کی موجودگی میں استعمال کرنی چاہئے۔

● نمبر دو۔ جو اچھی حالات میں عام استعمال کیلتے ہے۔ چیز دنوں ایک ہی ہیں۔ صرف ذائقہ کا فرق ہے۔ روزانہ معمول استعمال

کرنے والوں کیلئے ذائقہ کو کافی گوارا بنا دیا گیا ہے۔ طلب کرتی وقت نمبر ایک یا نمبر دو ضرور لکھئے۔ دنوں کی قیمت ہیں کوئی

فرق نہیں۔ چار تولہ کا پیسٹنگ دس آنے 10 روپے۔

نبوت، میسر ڈاک خرچ مرتا ہے۔ اگر مرد درجت اور بخ ایک سو روپے کی قیمت تب بھی ڈاک خرچ ہو گا۔ دنوں ایک ساتھ مکانیمیں کمائیت ہو۔

لکھنؤ، شیخ سعید ماسٹکلر وہاں
دار الفیض رحمانی۔ دیوبند دہلی۔

**DARULFAIZ
RAHMANI-DEOBAND-U.P.**

دیوبند کراچی
اس سبب تقویت میں ایک سو روپے کی قیمت ہے۔
لکھنؤ، بیان سے مال روکارہ جامنے کا۔